

# رائس الصالحين (للنَّوَوِيِّ)

جلد اول

ترجمہ فائدہ تحقیق و تخریج  
حافظ صلاح الدین یوسف

دار السلام

آداب و سنت کی اشاعت کا مافی ۱۹۷۱ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

توجہ فرمائیں! ءءءء

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

• عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں

• مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں

• متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں

• دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے

\*\*\* تنبیہ \*\*\*

• کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب کسی بھی الیکٹرانک کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے

• ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

[webmaster@kitabosunnat.com](mailto:webmaster@kitabosunnat.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

اس کتاب کے جملہ حقوق ترجمہ، نقل و اشاعت محفوظ ہیں

جمادی الاول ۱۴۱۸ھ ستمبر ۱۹۹۷ء



دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

پوسٹ بکس نمبر ۲۲۷۴۳ ریاض ۱۱۴۱۶ مملکت سعودی عرب

فون نمبر ۲۰۳۳۹۴۲ فیکس ۲۰۲۱۶۵۹

(برایچ پاکستان)

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

۵۰۔ لوئر مال نزد ایم اے او کالج لاہور فون: ۲۲۴۰۰۲۴ فیکس ۴۳۵۴۰۴۲

(سیل نمبر) رحمن مارکیٹ (غزنی سٹریٹ) اردو بازار لاہور پاکستان

# دلیل الطالبین

ترجمہ و فوائد

ریاض الصالحین

جلد اول

تألیف

ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی المیشقی

(۶۳۱-۶۴۶ھ)

ترجمہ و فوائد یقین و تخریج

حافظ صلاح الدین یوسف

نظر ثانی

حافظ عبدالسلام مجٹوی

دارالسلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

ریاض - لاہور

## فہرست

www.kitabosunnat.com

## ریاض الصالحین مترجم (جلد اول)

۱۵	عرض ناشر	
۱۷	مولانا حافظ عبدالسلام بھٹوی کی رائے گرامی	
۱۹	عرض مترجم	
۲۳	مؤلف کتاب امام نوویؒ کے مختصر حالات	
۲۷	مقدمہ کتاب، از مؤلف	
۳۳	باب: ۱ تمام ظاہری اور باطنی اعمال، اقوال اور احوال میں اخلاص اور حسن نیت ضروری ہے	
۴۵	باب: ۲ توبہ کا بیان	
۶۷	باب: ۳ صبر کا بیان	
۹۳	باب: ۴ سچائی کا بیان	
۹۷	باب: ۵ مراقبہ (یعنی اللہ کی طرف دھیان دینے) کا بیان	
۱۰۶	باب: ۶ تقویٰ کا بیان	
۱۱۰	باب: ۷ یقین اور توکل کا بیان	
۱۲۰	باب: ۸ استقامت کا بیان	
۱۲۱	باب: ۹ اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوقات میں غور و فکر کرنے، دنیا کے فنا ہونے، آخرت کی ہولناکیوں اور دنیا و آخرت کے تمام امور کا بیان	

6	ریاض الصالحین (جلد اول)
۱۲۲	باب: ۱۰ نیکیوں کی طرف جلدی کرنے کا بیان
۱۲۸	باب: ۱۱ مجاہدے کا بیان
۱۳۰	باب: ۱۲ آخری عمر میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی ترغیب دینے کا بیان
۱۳۵	باب: ۱۳ اس بات کے بیان میں کہ نیکی اور بھلائی کے راستے بہت ہیں
۱۶۱	باب: ۱۴ طاعت (نیکی اور بھلائی کے کاموں) میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان
۱۷۳	باب: ۱۵ اعمال کی حفاظت کرنے کا بیان
۱۷۵	باب: ۱۶ سنت اور اس کے آداب کی حفاظت کرنے کا حکم
۱۸۴	باب: ۱۷ اس بات کا بیان کہ اللہ کے حکم کی اطاعت ضروری ہے
۱۸۷	باب: ۱۸ بدعات اور (دین میں) نئے نئے کاموں کے پیدا کرنے کی ممانعت
۱۸۹	باب: ۱۹ اس شخص کا بیان جو کوئی اچھا یا برا طریقہ جاری کرے
۱۹۲	باب: ۲۰ خیر کی طرف رہنمائی کرنے اور ہدایت یا گمراہی کی طرف بلانے کا بیان
۱۹۵	باب: ۲۱ نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرنے کا بیان
۱۹۸	باب: ۲۲ خیر خواہی کرنے کا بیان
۱۹۹	باب: ۲۳ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا بیان
۲۱۰	باب: ۲۴ جو شخص نیکی کا حکم دے یا برائی سے روکے لیکن خود عمل نہ کرے؟
۲۱۱	باب: ۲۵ ادائے امانت کے حکم کا بیان
۲۲۰	باب: ۲۶ ظلم کے حرام ہونے کا اور مظالم کے دفع کرنے کے حکم کا بیان
۲۳۳	باب: ۲۷ مسلمانوں کے حرمت کی تعظیم، ان کے حقوق کا بیان
۲۴۳	باب: ۲۸ مسلمانوں کے عیوب چھپانے کا بیان
۲۴۶	باب: ۲۹ مسلمانوں کی حاجتیں پوری کرنے کا بیان
۲۴۸	باب: ۳۰ شفاعت (کسی کی سفارش) کرنے کا بیان
۲۴۹	باب: ۳۱ لوگوں کے درمیان اصلاح کرانے کا بیان
۲۵۳	باب: ۳۲ کمزور، فقیر اور گم نام مسلمانوں کی فضیلت کا بیان

7	ریاض الصالحین (جلد اول)
۲۶۱	باب: ۳۳ تیموں اور خستہ حال لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم
۲۷۱	باب: ۳۴ عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کا بیان
۲۷۸	باب: ۳۵ عورت پر خاوند کے حق کا بیان
۲۸۲	باب: ۳۶ اہل و عیال پر خرچ کرنے کا بیان
۲۸۶	باب: ۳۷ پسندیدہ اور عمدہ چیزیں خرچ کرنے کا بیان
۲۸۸	باب: ۳۸ اپنے گھروالوں اور اپنی اولاد وغیرہ کو اللہ کی فرماں برداری کا حکم دینا
۲۹۱	باب: ۳۹ پڑوسی کا حق اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید
۲۹۶	باب: ۴۰ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور رشتے داروں سے صلہ رحمی کا حکم
۳۱۳	باب: ۴۱ ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور رشتے داری توڑنا حرام ہے
۳۱۶	باب: ۴۲ ماں باپ کے دوستوں اور دیگر اہل اکرام سے حسن سلوک کا حکم
۳۲۰	باب: ۴۳ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کی تکریم اور ان کی فضیلت
۳۲۳	باب: ۴۴ علماء، بڑے لوگوں اور اصحاب فضل کی تعظیم کا بیان
۳۳۲	باب: ۴۵ اہل خیر کی زیارت، ان کی ہم نشینی، ان کی صحبت و محبت وغیرہ
۳۴۴	باب: ۴۶ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی فضیلت اور اس کی ترغیب دینے کا بیان
۳۵۰	باب: ۴۷ بندے سے اللہ کے محبت کرنے کی علامات
۳۵۵	باب: ۴۸ نیک لوگوں، کمزوروں اور مسکینوں کو ایذا پہنچانا نہایت خطرناک ہے
۳۵۶	باب: ۴۹ اس بات کا بیان کہ لوگوں پر ظاہر کے اعتبار سے احکام کا اجراء ہو گا
۳۶۳	باب: ۵۰ خشیت الہی کا بیان
۳۷۵	باب: ۵۱ اللہ تعالیٰ سے امید و رجاء کا بیان
۴۰۳	باب: ۵۲ اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھنے کی فضیلت
۴۰۶	باب: ۵۳ اللہ سے خوف اور امید (بیک وقت دونوں باتیں) رکھنے کا بیان
۴۰۸	باب: ۵۴ اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ملاقات کے شوق میں رونے کی فضیلت
۴۱۵	باب: ۵۵ زہد کی فضیلت، دنیا کم حاصل کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت



- باب: ۵۶ فاقہ، تنگی اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ نفسانی لذتوں میں قناعت اور  
مرغوب چیزیں ترک کر دینے کی فضیلت ۴۳۷
- باب: ۵۷ قناعت، سوال سے بچنے اور معیشت و انفاق میں میانہ روی اختیار  
کرنے کی تاکید اور بغیر ضرورت کے سوال کرنے کی مذمت ۴۶۵
- باب: ۵۸ بغیر سوال اور بغیر حرص و طمع کے جو مال ملے، اس کا لینا جائز ہے ۴۷۶
- باب: ۵۹ اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے، اور دوسروں کو کھلانے کی تاکید ۴۷۷
- باب: ۶۰ کرم و سخاوت کا اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے خیر (نیکی) کے کاموں پر  
خرچ کرنے کا بیان ۴۷۹
- باب: ۶۱ بخل اور حرص کی ممانعت ۴۹۱
- باب: ۶۲ ایثار و قربانی اور ہمدردی و غم خواری کرنے کا بیان ۴۹۲
- باب: ۶۳ آخرت کے کاموں میں شوق و رغبت کا اور متبرک چیزوں کی زیادہ  
خواہش کرنے کا بیان ۴۹۶
- باب: ۶۴ شکر گزار مال دار کی فضیلت کا بیان..... ۴۹۸
- باب: ۶۵ موت کو یاد کرنے اور آرزوئیں کم کرنے کا بیان ۵۰۲
- باب: ۶۶ مردوں کے لئے قبروں کی زیارت کا استحباب اور زیارت کی دعائیں ۵۰۸
- باب: ۶۷ کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی آرزو کرنے کی کراہت اور دین کی  
بابت کسی فتنے میں مبتلا ہونے کے اندیشے سے موت کی آرزو کا جواز ۵۱۰
- باب: ۶۸ پرہیزگاری اختیار کرنے اور شبہ والی چیزوں کو چھوڑ دینے کا بیان ۵۱۲
- باب: ۶۹ لوگوں اور زمانے کے بگاڑ کے وقت یا دین میں فتنے وغیرہ کے خوف سے  
گوشہ نشینی اختیار کرنا ۵۱۸
- باب: ۷۰ لوگوں سے میل جول رکھنے کی فضیلت کا بیان ۵۲۱
- باب: ۷۱ تواضع اور مومنوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا بیان ۵۲۲
- باب: ۷۲ فخر و غرور اور خود پسندی حرام ہے ۵۲۸



۵۳۳	باب: ۷۳ حسن اخلاق کا بیان
۵۳۹	باب: ۷۴ بردباری، سوچ سمجھ کر کام کرنے اور نرمی سے کام لینے کا بیان
۵۴۴	باب: ۷۵ درگزر اور جاہلوں سے اعراض کرنے کا بیان
۵۴۸	باب: ۷۶ تکلیفیں برداشت کرنے کا بیان
۵۴۹	باب: ۷۷ احکام شرعیہ کی بے حرمتی کے وقت غضب ناک ہونے کا بیان
۵۵۲	باب: ۷۸ ارباب اختیار کو اپنی رعیت کے ساتھ نرمی اور ان کی خیر خواہی کا حکم
۵۵۷	باب: ۷۹ انصاف کرنے والے حکمران کا بیان
۵۵۹	باب: ۸۰ جائز کاموں میں حکمرانوں کی اطاعت کے ضروری ہونے کا بیان
۵۶۷	باب: ۸۱ عمدہ و منصب کا سوال کرنے کی ممانعت
۵۷۰	باب: ۸۲ بادشاہ، قاضی اور دیگر حکام مجاز کو نیک وزیر مقرر کرنے کی ترغیب
۵۷۱	باب: ۸۳ جو امارت و قضاء اور دیگر مناصب حکومت کا سوال یا آرزو کرے
2	۱- کتاب الآداب
۵۷۳	باب: ۸۴ حیاء، اس کی فضیلت اور ترغیب
۵۷۵	باب: ۸۵ راز کی حفاظت کرنے کا بیان
۵۷۹	باب: ۸۶ عمدہ کے نبھانے اور وعدے کے پورا کرنے کا بیان
۵۸۲	باب: ۸۷ بھلائی کے جن کاموں کی عادت ہو، ان کی پابندی کرنے کا بیان
۵۸۳	باب: ۸۸ عمدہ گفتگو اور ملاقات کے وقت خندہ روئی کا مظاہرہ کرنا پسندیدہ ہے
۵۸۵	باب: ۸۹ مخاطب کو سمجھانے کے لئے بات کا مکرر اور وضاحت سے کرنا.....
۵۸۵	باب: ۹۰ اپنے ہم نشین کی جائز بات پر کان لگانے اور عالم و واعظ کا اپنی مجلس کے حاضرین کو چپ کرانے کا بیان
۵۸۶	باب: ۹۱ وعظ و نصیحت اور اس میں میانہ روی کا بیان
۵۸۹	باب: ۹۲ وقار اور سکینت کا بیان
	باب: ۹۳ نماز، علم اور اس قسم کی دیگر عبادات کی طرف سکینت اور وقار کے

- ۵۹۰ ساتھ آنا مستحب ہے۔
- ۵۹۱ مہمان کی عزت و تکریم کرنے کا بیان باب: ۹۴
- ۵۹۳ خیر کی خوشخبری دینے اور مبارکباد کہنے کے استحباب کا بیان باب: ۹۵
- ۶۰۱ ساتھی کو رخصت کرنے اور سفر وغیرہ کی جدائی کے وقت کے مسائل باب: ۹۶
- ۶۰۲ استخارہ اور باہم مشورہ کرنے کا بیان باب: ۹۷
- ۶۰۸ نماز عید، مریض کی عیادت، حج، جہاد اور جنازہ اور اسی قسم کے دیگر اچھے کاموں کے لئے آتے جاتے راستہ بدل لینا مستحب ہے، باب: ۹۸
- ۶۰۹ ہر باعزت کام میں دائیں ہاتھ پاؤں کو مقدم کرنا مستحب ہے باب: ۹۹
- ۶۱۲ ۲۔ کتاب ادب الطعام
- ۶۱۳ کھانے کے آغاز میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنا باب: ۱۰۰
- ۶۱۸ کھانے کے عیب نہ نکالنے اور کھانے کی تعریف کرنے کے مستحب ہونے کا بیان باب: ۱۰۱
- ۶۱۹ روزے دار کے سامنے جب کھانا آئے مگر وہ روزہ افطار نہ کرے تو؟ باب: ۱۰۲
- ۶۱۹ کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور اس کے ساتھ کوئی اور بھی لگ جائے تو وہ اس کو کیا کہے؟ باب: ۱۰۳
- ۶۲۰ اپنے سامنے کھانے کا اور نامناسب انداز سے کھانے والے کو نصیحت و تادیب کرنے کا بیان باب: ۱۰۴
- ۶۲۱ جب چند افراد مل کر کھا رہے ہوں تو ساتھیوں کی اجازت کے بغیر... باب: ۱۰۵
- ۶۲۲ جو شخص کھانا کھائے اور سیر نہ ہو تو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟ باب: ۱۰۶
- ۶۲۲ پیالے کی ایک جانب سے کھانے اور درمیان سے نہ کھانے کی ممانعت باب: ۱۰۷
- ۶۲۴ ٹیک لگا کر کھانا مکروہ (ناپسندیدہ) ہے باب: ۱۰۸
- ۶۲۵ تین انگلیوں سے کھانے، انگلیوں اور پیالے کو چاٹنے کا بیان باب: ۱۰۹
- ۶۲۸ کھانے پر زیادہ ہاتھ یعنی کھانا کم مگر کھانے والے زیادہ ہوں باب: ۱۱۰

- باب: ۱۱۱ پینے کا ادب اور برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینے کا استحباب ۶۲۹
- باب: ۱۱۲ مشک یا اس قسم کی کسی چیز کو منہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے ۶۳۱
- باب: ۱۱۳ پانی (شرbet چائے دودھ وغیرہ) میں پھونک مارنے کی کراہت کا بیان ۶۳۲
- باب: ۱۱۴ کھڑے کھڑے پانی پینے کا جواز اور بیٹھ کر پینے کے افضل ہونے کا بیان ۶۳۳
- باب: ۱۱۵ مستحب ہے کہ پلانے والا خود سب سے آخر میں پیئے ۶۳۶
- باب: ۱۱۶ سونے چاندی کے علاوہ تمام پاک برتنوں سے پینے اور نہرو وغیرہ سے بغیر برتن اور ہاتھ کے کنارے سے پینے کا جواز ۶۳۶

### ۳۔ کتاب اللباس

- باب: ۱۱۷ سفید کپڑے کا استحباب اور دیگر رنگوں والے لباس کا جواز ۶۴۰
- باب: ۱۱۸ قمیض کا پہننا پسندیدہ ہے ۶۴۵
- باب: ۱۱۹ قمیض، آستین اور تہ بند (یا شلوار، پاجامہ) اور پگڑی کا کنارہ کتنا لمبا ہو؟ ۶۴۶
- باب: ۱۲۰ تواضع کے طور پر عمدہ لباس ترک کر دینا پسندیدہ ہے ۶۵۵
- باب: ۱۲۱ لباس میں میانہ روی اختیار کرنا پسندیدہ ہے..... ۶۵۶
- باب: ۱۲۲ مردوں کے لئے ریشم کا پہننا، اس پر بیٹھنا اور اس کا تکیہ لگانا حرام ہے ۶۵۶
- باب: ۱۲۳ جس کو خارش ہو، اس کے لئے ریشمی لباس پہننے کا جواز ۶۵۹
- باب: ۱۲۴ چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور اس پر سوار ہونے کی ممانعت کا بیان ۶۵۹
- باب: ۱۲۵ نیا لباس یا جو تا وغیرہ پہنتے وقت کون سی دعا پڑھے؟ ۶۶۰
- باب: ۱۲۶ لباس پہنتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کرنے کا استحباب ۶۶۱
- ۴۔ کتاب آداب النوم والاضطجاع..... ۶۶۲
- سونا، بیٹھنے، مجلس، ہم نشین اور خواب کے آداب ۶۶۲
- باب: ۱۲۷ سونے کے وقت کی دعائیں ۶۶۲
- باب: ۱۲۸ چت لیٹنے کا اور جب ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ..... ۶۶۵

۶۶۶	باب: ۱۲۹ مجلس اور ہم نشین کے آداب
۶۷۳	باب: ۱۳۰ خواب اور اس کے متعلقات کا بیان
۶۷۸	۵۔ کتاب السلام
۶۷۸	باب: ۱۳۱ سلام کرنے کی فضیلت اور اس کے پھیلانے کا حکم
۶۸۱	باب: ۱۳۲ سلام کی کیفیت کا بیان
۶۸۴	باب: ۱۳۳ سلام کے آداب کا بیان
۶۸۵	باب: ۱۳۴ بار بار سلام کے دہرانے کے مستحب ہونے کا بیان.....
۶۸۶	باب: ۱۳۵ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا مستحب ہے
۶۸۷	باب: ۱۳۶ بچوں کو سلام کرنے کا بیان
۶۸۷	باب: ۱۳۷ آدمی کا اپنی بیوی کو، اپنی محرم عورت کو اور فتنے کا خوف نہ ہو تو اجنبی عورت یا (عام) عورتوں کو سلام کرنا.....
۶۸۸	باب: ۱۳۸ کافر کو سلام میں پہل کرنے کی حرمت اور ان کو سلام کا جواب دینے کا طریقہ
۶۸۹	باب: ۱۳۹ جب مجلس سے اٹھے اور اپنے ساتھیوں یا ساتھی سے جدا ہو تو سلام کرنا مستحب ہے
۶۹۰	باب: ۱۴۰ اجازت حاصل کرنے اور اس کے آداب کا بیان
۶۹۲	باب: ۱۴۱ اجازت طلب کرنے والے سے جب پوچھا جائے، تم کون ہو؟ تو....
۶۹۳	باب: ۱۴۲ چھینکنے والا جب الحمد للہ کہے تو اس کو جواب میں یرحمک اللہ کہنا
۶۹۷	باب: ۱۴۳ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے، خندہ روئی سے پیش آنے کا بیان
۷۰۱	۶۔ کتاب عیادة المريض
۷۰۱	باب: ۱۴۴ تیمارداری کرنے اور جنازے میں شرکت وغیرہ کا بیان
۷۰۴	باب: ۱۴۵ بیمار کو کن الفاظ سے دعا دی جائے
۷۰۸	باب: ۱۴۶ مریض کے گھروالوں سے مریض کی بابت پوچھنا مستحب ہے

- باب: ۱۳۷ اپنی زندگی سے مایوس ہونے والا شخص کیا دعا پڑھے؟ ۷۰۹
- باب: ۱۳۸ مریض کے خاندان اور اس کے خدمت گاروں کو مریض کے ساتھ اچھا سلوک کرنے، تکلیف اٹھانے پر صبر کرنے کی تلقین ۷۱۰
- باب: ۱۳۹ مریض کا یہ کہنا کہ مجھے تکلیف یا بخار ہے یا ہائے؟ ۷۱۱
- باب: ۱۵۰ قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے کا بیان ۷۱۲
- باب: ۱۵۱ مرنے والے کی آنکھیں بند کرنے کے بعد کیا کہا جائے؟ ۷۱۳
- باب: ۱۵۲ میت کے پاس کیا کہا جائے اور جس کے گھر موت کا حادثہ ہوا ہے..... ۷۱۴
- باب: ۱۵۳ میت پر بین اور نوے کے بغیر رونے کے جائز ہونے کا بیان ۷۱۶
- باب: ۱۵۴ میت کے عیب کے بیان کرنے سے زبان کو روکنے کی تاکید ۷۱۸
- باب: ۱۵۵ نماز جنازہ پڑھنا، جنازے کے ساتھ چلنا، تدفین میں شریک ہونا..... ۷۱۹
- باب: ۱۵۶ نماز جنازہ میں نمازیوں کا زیادہ ہونا اور تین یا اس سے زیادہ صفیں بنانا ۷۲۱
- باب: ۱۵۷ نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعاؤں کا بیان ۷۲۲
- باب: ۱۵۸ جنازے کے لے جانے میں جلدی کرنے کا بیان ۷۲۶
- باب: ۱۵۹ میت کے ذمے قرض کی ادائیگی اور اس کی تجنیز و تکلیفین ۷۲۷
- باب: ۱۶۰ قبر کے پاس وعظ و نصیحت کرنے کا بیان ۷۲۸
- باب: ۱۶۱ میت کو دفنانے کے بعد اس کے لئے دعا کرنے کا بیان ۷۲۸
- باب: ۱۶۲ میت کی طرف سے صدقہ کرنے اور اس کے لئے دعا کرنے کا بیان ۷۳۰
- باب: ۱۶۳ میت کی تعریف کرنے کا بیان ۷۳۲
- باب: ۱۶۴ اس شخص کی فضیلت کا بیان جس کے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں ۷۳۳
- باب: ۱۶۵ ظالموں کی قبروں اور ان کے تباہ شدہ کھنڈرات سے گزرتے وقت.... ۷۳۳
- ۷- کتاب السفر ۷۳۷
- باب: ۱۶۶ سفر کے لیے جمعرات کا انتخاب کرنا اور دن کے ابتداء میں نکلنا مستحب ۷۳۷

ہے

- باب: ۱۶۷ سفر کے لئے ساتھی تلاش کرنا اور کسی ایک کو اپنا امیر بنانا ۷۳۸
- باب: ۱۶۸ سفر میں چلنے، سستانے، رات گزارنے اور سفر میں سونے کے آداب ۷۳۹
- باب: ۱۶۹ رفیق سفر کی مدد کرنے کا بیان ۷۴۲
- باب: ۱۷۰ سفر میں سواری پر سوار ہوتے وقت پڑھنے کی دعائیں ۷۴۶
- باب: ۱۷۱ مسافر کے بلندی پر چڑھتے ہوئے تکبیر اور اترتے ہوئے تسبیح ۷۴۹
- باب: ۱۷۲ سفر میں دعا کرنا پسندیدہ ہے ۷۵۲
- باب: ۱۷۳ لوگوں سے خطرہ ہو تو اس سے بچاؤ کے لئے کون سی دعا پڑھی جائے؟ ۷۵۳
- باب: ۱۷۴ جب کسی منزل پر اترے تو کیا کہے؟ ۷۵۳
- باب: ۱۷۵ مقصد سفر پورا ہو جانے کے بعد مسافر کے لئے فوراً گھر واپس آ جانا ۷۵۴
- باب: ۱۷۶ اپنے گھر والوں میں دن کے وقت آنا مستحب ہے ۷۵۵
- باب: ۱۷۷ جب واپس آئے اور اپنے شہر کو دیکھے تو کیا پڑھے؟ ۷۵۶
- باب: ۱۷۸ سفر سے آنے والے کے لئے مستحب ہے کہ پہلے وہ اپنی قریبی مسجد میں آئے اور اس میں دو رکعتیں پڑھے ۷۵۶
- باب: ۱۷۹ عورت کا کیلئے سفر کرنا حرام ہے ۷۵۷



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مکتبہ دارالسلام کی طرف سے عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں میں متعدد کتابیں نہایت معیاری انداز اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ منظر عام پر آ چکی ہیں۔ اس اعتبار سے اس کا دائرہ اشاعت عالم عرب کے علاوہ امریکہ، فرانس اور دیگر یورپی ممالک، نیز انگلستان اور پاک و ہند تک وسیع ہے اور یہ بات کتے ہوئے ہمیں مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ جس طرح اس کا حلقہ قارئین وسیع اور کئی براعظموں پر محیط ہے، اسی طرح اس کا معیار بھی بین الاقوامی ہے، باطنی و معنوی لحاظ سے بھی اور ظاہری اعتبار سے بھی۔ معنویت سے مراد کتاب میں پیش کردہ مواد ہے کہ وہ ٹھوس علم و تحقیق پر مبنی اور خالص قرآن و حدیث پر مشتمل ہوتا ہے، زلیغ و ضلال سے پاک اور ہر قسم کی فکری کجی اور جدید و قدیم گمراہی سے منزہ۔ اور ظاہریت سے مراد کتاب کا ظاہری گیٹ اپ ہے، عمدہ کتابت، معیاری طباعت، بہترین کاغذ، جاذب نظر ٹائٹل اور ان میں خوش نما رنگوں کا حسین امتزاج، مضبوط اور دیدہ زیب جلد، اور ان تمام خوبیوں کے ساتھ قیمت مناسب۔

اللہ کے فضل و کرم سے اب ادارہ ریاض الصالحین کا اردو ایڈیشن بھی اپنی شاندار روایات کے مطابق شائع کر رہا ہے، اس کی تعریف، مشک آں است کہ خود بیوید نہ کہ عطار بگوید، کی مصداق ہے۔ کتاب امام نوویؒ کی ہے، جو اپنے وقت کے یگانہ روزگار محدث و فقیہ تھے، مترجم حافظ صلاح الدین یوسف ہیں جن کی علمی حیثیت اور قلم کی روانی و شکستگی پاک و ہند کے علمی حلقوں میں مسلم ہے، ترجمہ کے ساتھ فوائد کے اضافوں نے کتاب کے حسن کو دو چند اور اس کی افادیت کو ذہ چند کر



دیا ہے، نظر ثانی کرنے والے حافظ عبدالسلام بھٹوی صاحب جیسے کلمہ مشق استاذ، بالغ نظر محقق اور دیدہ ور عالم ہیں۔ اس کے بعد اس کی اہمیت اور درجہ استناد کی بابت کچھ کہنا، سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

اب تک اردو زبان میں کوئی بھی مترجم ریاض الصالحین، معیار اور افادیت کے اعتبار سے اس سے بہتر منظر عام پر نہیں آئی۔ ہم نے بھی اللہ کی توفیق سے اس ایڈیشن کو اس کی معنوی خوبیوں کے ساتھ، ظاہری معیار کے لحاظ سے بھی بہتر بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ ہمیں امید ہے کہ پاک و ہند کے اردو دان عوم و خواص میں تو یہ کتاب ضرور (انشاء اللہ) پذیرائی حاصل کرے گی، ہماری دعاء ہے کہ بارگاہ الہی میں بھی ہماری یہ کوشش شرف قبولیت سے بہرہ ور ہو، تاکہ عند اللہ ہم سرخرو ہو سکیں، کیونکہ وہاں کی سرخروئی ہی وہ فوز عظیم ہے جس کی آرزو ہر مسلمان کے دل میں ہے اور اس کا حصول ہی اس کی ساری جہد و کاوش کا محور ہوتا ہے۔

عبدالملک مجاہد

مدیر مسئول

دارالسلام الریاض - لاہور۔



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ و فوائد کے بارے میں

مولانا حافظ عبدالسلام بھٹوی صاحب حفظہ اللہ کی رائے گرامی

محترم حکیم منصور العزیز نے مجھے ریاض الصالحین کے اردو ترجمہ اور اس کے فوائد پر نظر ثانی کے لئے کہا، جو محترم حافظ صلاح الدین یوسف نے تحریر فرمائے۔ مجھے اس میں کچھ تذبذب تھا کیونکہ بعض اوقات نظر ثانی اصل لکھنے سے بھی مشکل ہو جاتی ہے، مگر جب میں نے کتاب دیکھی تو دل خوش ہو گیا۔

میں نے یہ ترجمہ اور اس کے فوائد شروع سے آخر تک پوری باریکی سے پڑھے ہیں اور جہاں جہاں اصلاح کی ضرورت سمجھی ہے اپنی رائے پیش کی ہے جسے تقریباً تمام مقامات پر مؤلف حفظہ اللہ نے نہایت کشادہ دلی سے قبول فرمایا ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ -

الْحَمْدُ لِلّٰهِ کتاب کا ترجمہ ادبی حسن اور روانی کا شاہکار ہے اس کے ساتھ ساتھ نہایت آسان، درست اور عربی متن کے مطابق ہے اس لحاظ سے یہ عام قاری، طالب علم اور استاذ سب کے لیے مفید ہے، فوائد مختصر ہونے کے باوجود مطلب سمجھنے کے لیے کافی مددگار ہیں۔

امید ہے کہ یہ ترجمہ اشاعت حدیث کے لیے بہت مفید ثابت ہو گا اللہ تعالیٰ اسے قبول عام عطا فرمائے اور مؤلف و ناشر کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کا ذریعہ بنائے۔

عبدالسلام بن محمد بھٹوی

جامعۃ الدعوة الاسلامیہ مرکز طیبہ مرید کے

پنجاب۔ پاکستان



# الحسن بن علی

## تفسیر

### ایک مختصر جامع اور سلفی تفسیر

تالیف: فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: خطیب اہند مولانا محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ تعالیٰ

نظر ثانی: فضیلۃ الشیخ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری حفظہ اللہ تعالیٰ

اپنی امتیازی خصوصیات کی بناء پر عوام و خواص اور اہل علم و تحقیق دونوں نے یکساں طور پر اس تفسیر کی پذیرائی کی ہے اور اسے اپنے وقت کی ضرورت اور ایک نہایت مفید کاوش قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قلیل مدت میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

### امتیازی خصوصیات

- ایک ہی جلد میں قرآن مجید کی مکمل تفسیر
- خالص سلفی مسلک اور سلفی تعبیر کا عمدہ نمونہ
- تفسیر ابن کثیر، فتح القدیر، البیہر التفسیر اور طبری وغیرہ
- سلفی تفسیر کا بہترین خلاصہ
- احادیث کے مکمل حوالے اور مسائل کی تحقیق
- سلیس شگفتہ اور معیاری زبان
- اسرائیلی اور ضعیف روایات پاک صحت صحاح و معادش کا اہتمام
- ایجاز اور جامعیت کے ساتھ ہر آیت کی توضیح و تفسیر
- اجارہ و رہبان اور علمائے کرام کے کردار کا تقابل اور گذشتہ امتوں کے آئینے میں امت محمدیہ کے لیے عبرت انگیز ادا
- نصیحت آموز پہلوؤں کی وضاحت
- خوبصورت طباعت نہایت دیدہ زیب پائدار جلد

شائع کردہ

لاہور  
الریاض

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

WWW.KITABOSUNNAT.COM

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## عرض مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ”تفسیر احسن البیان“ کے بعد ”دلیل الطالبین ترجمہ و فوائد ریاض الصالحین“ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس توفیق اور فضل و کرم پر راقم کا سر بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہے اور دل جذبات تشکر و ممنونیت سے لبریز اور زبان پر حمد و شکر کے ترانے۔ اس لیے کہ

جو کچھ کہ ہوا، ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہو گا ترے کرم سے ہو گا  
اہل علم جانتے ہیں کہ ”ریاض الصالحین“ ساتویں صدی ہجری کے امام نوویؒ (۶۳۱-۶۸۶ھ) کی ایسی تالیف ہے جسے حسن قبول حاصل ہے اور عوام و خواص اور علماء اور کم پڑھے لکھے، دونوں کے لیے افادیت و اہمیت کی حامل۔ یہی وجہ ہے کہ عربی میں بھی اس کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں اور اردو میں بھی اس کے کئی ترجمے موجود ہیں۔ یعنی دونوں زبانوں میں اس سے خوب خوب اعتناء کیا گیا ہے، اسے ہر طبقے میں جو پذیرائی حاصل ہے، یہ اتفاقات زمانہ کی قبیل سے نہیں ہے، بلکہ امام نووی علیہ الرحمہ نے اسے جس دیدہ ریزی سے مرتب کیا ہے اور عبادات سے لے کر معاملات تک اور معاشرت سے لے کر سیاسیات تک، زندگی کے تمام اہم شعبوں کے لیے قرآن و حدیث سے جس طرح رہنمائی مہیا فرمائی گئی ہے، اس نے اسے اسلامی لٹریچر میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام عطا کیا ہے اور اسی وجہ سے اسے ہر طبقے میں یکساں مقبولیت حاصل ہے کیونکہ ہر ایک اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اٹھا سکتا ہے۔ اس کا ایک باب ایک خطبہ یا متعدد خطبوں پر مشتمل ہے، جس سے علماء و خطباء اور واعظین حضرات خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ ایک بہترین تبلیغی نصاب ہے جو قرآنی آیات

اور صحیح احادیث سے مزین ہے اور ضعیف و موضوع روایات اور من گھڑت قصے کہانیوں سے پاک، جو اس لائق ہے کہ عوام اسے حرزِ جاں اور آویزہ گوش بنائیں۔ یہ ایک ضابطہ حیات ہے جس کی روشنی میں ایک مسلمان اپنے شب و روز کے معمولات مرتب کر سکتا ہے اور ایک ایسا آئینہ ہے جس کو سامنے رکھ کر اپنے اخلاق و کردار کی کوتاہیوں کو دور کیا جاسکتا ہے اور ایسا گلدستہ ہے جس میں حسن اخلاق کی مہک بھی ہے اور حسن معاملہ کی خوشبو بھی، نیز ہدایت و نصیحت کا ایسا حسین مجموعہ ہے۔ جس میں اقتصاد و معیشت کے عقدوں کی گرہ کشائی بھی ہے اور امور سیاست و جہاں بانی کے اسرار و رموز کی نقاب کشائی بھی۔

اس کی اسی اہمیت کی وجہ سے اردو میں اس کے متعدد ترجمے ہوئے ہیں جو مختلف ناشرین کی طرف سے طبع شدہ مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ ان تراجم کے ہوتے ہوئے پھر ایک نیا ترجمہ کیوں کیا گیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب تک کے سارے ترجمے صرف ترجمے ہی ہیں، جن سے عوام پوری طرح فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ بہت سے مقامات تو ان کے لیے الجھن اور پریشانی کا باعث بنتے ہیں، کیونکہ ان کا علم نہایت محدود ہوتا ہے اور غور و فہم کی استعداد بھی بہت کم۔ بنا بریں خالی ترجموں سے عوام کا پوری طرح فائدہ اٹھانا از بس مشکل ہے اور ان کی الجھنوں کا حل بھی ناممکن۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس عظیم الشان کتاب میں ترجمے کے ساتھ مختصر تشریح اور فوائد کا بھی اضافہ کیا جائے، جس سے ایک تو حدیث کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔ دوسرے، پیدا ہو سکنے والے اشکالات کا ازالہ ہو جائے اور تیسرے، حدیث سے جو اسباق اور فوائد حاصل ہوتے ہیں، وہ نمایاں اور اجاگر ہو کر سامنے آجائیں۔ چنانچہ ہر حدیث کے بعد فوائد کا اس میں اضافہ ہے اور اسی طرح بہت سے مقامات پر فوائد آیات بھی۔ جن سے امام صاحب ہر باب میں احادیث بیان کرنے سے پہلے استدلال کرتے ہیں۔

(۳) اس ترجمے کی دوسری امتیازی خوبی یہ ہے کہ اس میں تخریج کے عنوان سے ہر حدیث کا مکمل حوالہ نقل کر دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی حدیث کی بابت اس کے آخر میں ہے، 'متفق علیہ۔ تو اس میں اضافہ کر دیا گیا ہے کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث کس جگہ ہے اور صحیح مسلم میں کس جگہ ہے؟ اسی طرح کوئی روایت ابوداؤد، یا ترمذی، یا نسائی یا کسی اور حدیث کی کتاب سے نقل ہوئی ہے تو اس کا بھی مکمل حوالہ دے دیا گیا ہے۔ حوالے میں جلد اور صفحے کی بجائے کتاب اور باب درج کیا گیا ہے۔ کیونکہ الگ الگ طبعات میں جلد اور صفحے کا فرق ہو جاتا ہے اور تلاش کرنے میں مشکل پیش

آتی ہے۔ اس میں جو طریقہ ہم نے اختیار کیا ہے، اس میں یہ فائدہ ہے کہ کسی کے پاس کسی بھی ادارے کی چھپی ہوئی کتاب ہو، وہ کتاب اور باب کے حوالے سے آسانی کے ساتھ مراجعت کر سکتا ہے۔ یہ تخریج اہل علم کے لیے خاص طور پر بہت مفید ہے، وہ کوئی حدیث اصل کتاب میں یا اس کی شرح دیکھنا چاہیں تو وہ بہ آسانی دیکھ سکیں گے۔

(۳) ریاض الصالحین میں زیادہ روایات تو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ہیں، اس لیے صحت کے اعتبار سے وہ مستند ترین ہیں۔ تاہم کچھ روایات سنن اربعہ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) اور کچھ مؤطا امام مالک، مستدرک حاکم اور بیہقی وغیرہ کی بھی ہیں۔ ان میں بعض روایات سنداً ضعیف ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ایسی روایات کے ضعف کو واضح کر دیں۔ اس میں ضعف کے اسباب و علل تو بیان نہیں کئے گئے ہیں تاہم اس کا حکم بیان کر دیا گیا ہے۔ اس میں زیادہ تر اعتماد شیخ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ کی تحقیق پر کیا گیا ہے جن کو اللہ نے اس دور میں احادیث کی تحقیق و تخریج کی بے مثال خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔ ہم نے اکثر ان کی کتاب کا حوالہ دے دیا ہے تاکہ اہل علم مزید تفصیل دیکھنا چاہیں تو دیکھ لیں۔ یہ اس ترجمے کی تیسری امتیازی خوبی ہے۔

(۴) ترجمے کو بھی، سابقہ تراجم کے مقابلے میں زیادہ معیاری اور بہتر بنانے کی حتی المقدور سعی کی گئی ہے، اس لیے بعض سابقہ تراجم بھی ہمارے پیش نظر رہے ہیں اور ان سے ہم نے استفادہ بھی کیا ہے، کیونکہ الفضل للمتقدم کے تحت ان کی کاوشیں قابل تعریف ہیں، اور وہ سبقت و اولیت کے شرف سے بہرہ ور ہیں، جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(۵) آخر میں احادیث و آثار کا اشاریہ بھی شامل ہے، جس سے اہل علم بہت آسانی سے حدیث تلاش کر سکتے ہیں۔

اس ایڈیشن کی یہ پانچ خصوصیات ایسی ہیں جو اس سے ماقبل کسی بھی مترجم ریاض الصالحین میں نہیں ہیں۔

ہم نے اس کی شرح، تخریج اور فوائد میں جن کتابوں سے مدد لی ہے، اس میں دلیل الفالحین (ابن علان) نزہۃ المتقین اور فتح الباری نمایاں ہیں، اگرچہ ان کے علاوہ اور بھی متعدد کتب اور شروحات سے استفادہ کیا گیا ہے، لیکن زیادہ مدار مذکورہ کتابوں پر ہی رہا ہے۔

اس ترجمہ و فوائد کے محرک، مجوز اور ناشر جناب عبدالملک مجاہد صاحب مدیر مکتبہ دار السلام

ریاض الصالحین (جلد اول)

۷۷

الریاض، لاہور علمی و دینی حلقوں کی طرف سے تحسین اور شکریے کے مستحق ہیں کہ جن کے ایماء سے اس کام کا آغاز ہوا اور ان کے تعاون ہی سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ جزاہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ وبارک فی عمرہ وجہودہ۔

راقم مولانا حافظ عبدالسلام بھٹوی صاحب صدر مدرس جامعۃ الدعوة الاسلامیہ (مرید کے) کا بھی شکر گزار ہے کہ انہوں نے ادارے کی خواہش پر ترجمہ و فوائد پر نظر ثانی فرمائی اور حسب ضرورت اصلاح و ترامیم تجویز کیں۔ یقیناً ان کے اصلاحی مشورے اور مجوزہ ترامیم سے کتاب کے درجہ استناد میں بھی اضافہ ہوا اور راقم ہیچ میرز کی حوصلہ افزائی بھی۔ جزاہ اللہ احسن الحزاء۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو صحیح معنوں میں عوام و خواص کی اصلاح و ہدایت کا ذریعہ اور مترجم و ناشر اور دیگر معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہم سب کو مزید توفیق مرضیات سے نوازے۔  
وفقنا الله لما يحب ويرضى

صلاح الدین یوسف

جامع الہندیت، مدنی روڈ، مصطفیٰ آباد۔ لاہور۔

رجب المرجب، ۱۴۱۷ھ۔ دسمبر ۱۹۹۶ء





حَافِظُ صَلَاحِ الدِّينِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مؤلف کتاب

## امام نووی کے مختصر حالات زندگی

## مولد و منشا

امام نووی کا پورا نام ہے، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف النووی، بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام۔ نووی، نووی کی طرف نسبت ہے جو دمشق کے قریب حوران شہر کی ایک بستی کا نام ہے، ان کے جد اعلیٰ حزام یہاں آکر اقامت پذیر ہوئے تھے۔

امام نوویؒ کی ولادت اسی نووی بستی میں ۶۳۱ھ میں ہوئی۔ انکے والد نے، جو ایک نیک بزرگ تھے، ان کی عمدہ تربیت کا اہتمام کیا، کیونکہ انہوں نے، بقول شیخ سعدیؒ

بالائے سرش زہوش مندی می تافت ستارہ بلندی

اپنے ہونہار بیٹے کے اندر ذہانت و فطانت کے آثار دیکھ لئے تھے۔ شیخ یاسین بن یوسف مراکشی کہتے ہیں کہ میں نے امام نووی کو نووی بستی میں اس وقت دیکھا جب وہ دس سال کے بچے تھے، انہیں بچے اپنے ساتھ کھیلنے پر مجبور کر رہے تھے اور وہ ان سے بھاگتے تھے اور ان کے مجبور کرنے پر

روتے تھے اور اس حالت میں بھی قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے، ان کی یہ سمجھ داری دیکھ کر ان کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی، اور میں ان کے استاذ کے پاس گیا اور انہیں تاکید کی کہ یہ بچہ امید ہے اپنے وقت کا بڑا عالم اور عابد و زاہد ہو گا، لوگ اس سے فیض یاب ہوں گے۔ استاذ نے مجھے کہا، کیا تو نجومی ہے؟ میں نے کہا، نجومی تو نہیں ہوں، لیکن میری زبان سے یہ الفاظ اللہ نے ہی نکلوائے ہیں۔ استاذ نے اس بات کا تذکرہ امام صاحب کے والد سے کیا تو انہوں نے اسے دین کی خدمت کے لیے وقف کرنے کا عزم کیا۔ تھوڑے عرصے میں ہی ان کا ناظرہ قرآن مجید ختم ہو گیا اور امام صاحب بھی بلوغت کے قریب پہنچ گئے۔ نوی ہستی میں ایسے دینی مدارس اور علمی ماحول نہیں تھا کہ جہاں دینی علوم میں کمال حاصل کیا جاسکتا، اس لیے امام نوویؒ کے والد انہیں دمشق لے آئے، جو اس وقت علماء کا مرکز، فضلاء کا سرچشمہ اور طلاب علم کا محور تھا، اور وہاں ایسے مدارس کی تعداد جن میں مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی، تین سو سے زیادہ تھی۔ امام صاحب نے یہاں مدرسہ رواجیہ میں تعلیم حاصل کی، یہ مدرسہ جامع اموی سے متصل تھا، اس کا بانی ایک تاجر زکی الدین ابوالقاسم تھا جو ابن رواحہ کے نام سے معروف تھا، اس کی نسبت سے مدرسے کا نام بھی مدرسہ رواجیہ تھا اور اس میں اپنے وقت کے ممتاز اور جید علماء تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ میں یہاں دو سال مقیم رہا اور کبھی اپنا پہلو آرام کے لیے زمین پر نہیں رکھا اور اسی طرح خوراک بھی قوت لایموت کے مصداق تھی۔ یہاں جو کچھ پڑھتے، ان کتابوں پر تعلیقات و حواشی بھی چڑھاتے جاتے، ان کی اس محنت، قابلیت اور علمی استغراق و انہماک نے ان کے اساتذہ کو بھی حیرت و استعجاب میں ڈال دیا اور وہ ان سے شدید محبت کرنے لگے۔

## اساتذہ و شیوخ

اقامت دمشق کے دوران امام نووی نے جن علماء سے کسب فیض کیا، ان کی تعداد بیس سے زیادہ ہے۔ یہ اساتذہ اپنے وقت کے بہترین اور ممتاز علماء تھے جو مختلف علوم و معارف میں درجہ تخصص پر فائز تھے، کوئی فقہ کا ماہر تھا تو کوئی حدیث میں قبحر، کوئی علم اصول میں ممتاز تھا تو کوئی علوم عربیہ میں ماہر۔ اس کے علاوہ اخلاق حمیدہ اور اوصاف کریمہ سے بھی وہ متصف تھے۔ امام صاحب نے جہاں ان کے خوان علم سے ریزہ چینی کر کے اپنے دامن کو علمی موتیوں اور جواہر پاروں سے مزین کیا، وہاں سیرت و کردار کی خوبیوں سے بھی اپنے کو آراستہ کیا۔ ایک عالم کی شخصیت میں کمال بھی اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ علم و فضل کی فراوانیوں کے ساتھ اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ

سے بھی مالا مال ہو۔ علم و عمل کی یہ یکجائی ہی ایک عالم کا حسن اور اس کا کمال ہے اور اس سے محرومی اس کا عیب اور زوال ہے۔

## شوق علم اور علمی انہماک و شغف

امام صاحب کے اندر علم حاصل کرنے کا جو شوق و شغف تھا، اس کا اندازہ ان کے علمی انہماک سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ روزانہ بارہ اسباق پڑھتے اور ان کی شرح و تعلیق کا کام بھی ساتھ ساتھ کرتے جاتے، رات کو بالکل تھوڑا سوتے، نیند کا غلبہ ہوتا تو کچھ دیر کے لیے کتابوں کا سہارا لے کر اونگھ لیتے اور پھر بیدار ہو کر اپنے علمی کاموں میں مصروف ہو جاتے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ان کے شب و روز کا یہ علمی انہماک ضرب المثل بن گیا تھا، انہوں نے اپنے تمام اوقات کو علم کے لیے وقف کر دیا تھا، کبھی مجلس درس میں بیٹھے علم حاصل کر رہے ہیں، کبھی اسے یاد کر رہے اور کبھی سبق کے مشکل مقامات و الفاظ کو حل کر رہے ہیں، کبھی مطالعہ و کتابت میں مصروف ہیں۔ حتیٰ کہ راہ چلتے ہوئے بھی سبق کی تکرار کرتے جاتے ہیں، تا کہ یاد ہو جائے یا پھر کسی کتاب کا مطالعہ کرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ سے بھی نوازا تھا اور غور و فکر کی اعلیٰ صلاحیتوں سے بھی۔ یہ خوبیاں بھی اللہ کا بہت بڑا انعام ہیں جس کو اللہ ان سے نواز دے اور وہ ان کا صحیح استعمال کرے تو اس کے بلوغ و کمال میں کیا شک ہو سکتا ہے، چنانچہ امام نووی علیہ الرحمہ نے بھی ان سے خوب کام لیا اور درجہ کمال پر فائز ہوئے۔

## مزاج و طبیعت کی سادگی اور اخلاق و کردار کی خوبیاں

اس علمی کمال کے باوجود، مزاج و طبیعت میں بڑی سادگی تھی، لباس بھی معمولی زیب تن فرماتے اور خوراک بھی سادہ اور برائے نام تناول کرتے۔ خوش خوراک اور خوش لباسی اگرچہ ممنوع نہیں ہے، لیکن اصحاب علم کے علمی انہماک کے منافی ضرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم و فضل کی اکثریت ان چیزوں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی، ان کے ہاں اصل اہمیت درس و تدریس، تبلیغ و دعوت، مطالعہ کتب، تصنیف و تالیف اور اسی قسم کی دیگر علمی مصروفیتوں کی ہوتی ہے۔ اس میں ان کو جو لذت ملتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو بعض لوگوں کو اچھا لباس پہن کر اور اچھا کھانا کھا کر یا اور دیگر دنیوی تکلفات سے آراستہ ہو کر ملتی ہے۔ بہر حال امام صاحب تقویٰ اور زہد و ورع کے لحاظ سے بھی اونچے مقام پر فائز تھے، ان کے مقاصد یقیناً جلیل تھے، لیکن ان کی امیدیں اور آرزوئیں قلیل

26 ریاض الصالحین (جلد اول)

تھیں۔ شیخ محی الدین نے امام صاحب کی بابت بیان فرمایا ہے کہ وہ تین مراتب کے جامع تھے، ان میں سے ہر ایک مرتبہ ایسا ہے کہ جس شخص کے اندر بھی وہ ہو تو اکناف عالم سے لوگ کثرت سے اس کی طرف رجوع کریں۔ پہلا مرتبہ علم اور اس کی ذمے داریوں کی ادائیگی کا اہتمام۔ دوسرا مرتبہ دنیا سے مکمل طور پر بے رغبتی اور تیسرا مرتبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ امام نوویؒ ان تینوں خوبیوں سے بہرہ ور تھے۔ وہ عالم باکمال بھی تھے اور زاہد بے مثال بھی اور ایک نڈر اور بے باک داعی حق بھی۔

### وفات اور علمی خدمات

امام صاحب ۱۹ سال کی عمر میں دمشق آئے، وہاں مختلف اساتذہ سے علم حاصل کیا، پھر مختلف مدارس کی مسند ہائے درس کو زینت بخشی، تصنیف و تالیف کا نہایت وقیع کام کیا، جن میں صحیح مسلم کی شرح، تہذیب الاسماء واللغات، کتب الاذکار اور ریاض الصالحین جیسی نہایت اہم کتابیں ہیں جن سے ہزاروں نہیں، لاکھوں افراد فیض یاب ہوتے اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ ۲۸ سال دمشق میں گزارنے کے بعد امام صاحب اپنے مولد نوی میں واپس تشریف لے گئے اور اسی سال ۶۷۶ھ میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔ لیکن اپنی علمی خدمات کی وجہ سے علمی دنیا میں زندہ جاوید ہو گئے۔ غفر اللہ لہ ورحمہ۔ ع

ثبت است بر جریۃ عالم دوام ما



WWW.KITABOSUNNAT.COM

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مقدمة المؤلف

## مقدمہ کتاب از امام نوویؒ

تمام تعریفیں اللہ واحد قہار کے لئے ہے جو غالب بننے والا ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرنے والا ہے (جس سے گرمیوں میں راتیں چھوٹی اور دن بڑے اور سردیوں میں راتیں بڑی اور دن چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ یا رات کو دن پر لپٹنے والا ہے، یعنی دن ختم ہوتا تو رات آجاتی اور رات ختم ہوتی ہے تو دن آجاتا ہے۔) یہ گردش لیل و نہار اسی (اللہ کا کام ہے) اس میں دل بیٹا اور نظر بصیرت رکھنے والوں کے لئے یاد دہانی اور اہل دانش اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے نصیحت و عبرت ہے۔ جس کو اس نے مخلوق میں سے اپنے دین کے لئے چن لیا، اس کو اس نے بیدار (دنیا کی حقیقت سے آگاہ) اور اس دنیا میں اس کو زہد و تقویٰ سے سرفراز کر دیا، وہ اللہ کی یاد میں اور ہمیشہ اس کی سوچ بچار میں مصروف رہتے ہیں۔ کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت کی نشانیوں سے نصیحت پکڑتے اور رب کو یاد کرتے ہیں۔ ان کو وہ اللہ توفیق دیتا ہے جس سے وہ اس کی فرماں برداری کرتے، آخرت کے دائمی گھر کے لئے تیاری کرتے اور ان چیزوں سے بچتے ہیں جو ان کے رب کو ان سے ناراض کر دیں اور انہیں جہنم کا مستحق

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ، الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ، مُكَوِّرِ اللَّيْلِ عَلَى النَّهَارِ ، تَذَكِّرَةَ لَأُولِي الْقُلُوبِ وَالْأَبْصَارِ ، وَتَبْصِرَةَ لَذَوِي الْأَلْبَابِ وَالْإِعْتِبَارِ ، الَّذِي أَبْقَى مِنْ خَلْقِهِ مَنْ اصْطَفَاهُ فَزَهَّدَهُمْ فِي هَذِهِ الدَّارِ ، وَسَغَلَهُمْ بِمُرَاقَبَتِهِ وَإِدَامَةِ الْأَفْكَارِ ، وَمُلاَزِمَةِ الْإِتْعَاطِ وَالِادِّكَارِ ، وَوَقَفَهُمْ لِلذُّلْبِ فِي طَاعَتِهِ ، وَالتَّأَهُبِ لِدَارِ الْقَرَارِ ، وَالْحَذَرِ مِمَّا يُسْخِطُهُ وَيُوجِبُ دَارَ الْبَوَارِ ، وَالْمُحَافَظَةَ عَلَى ذَلِكَ مَعَ تَغَايُرِ الْأَحْوَالِ وَالْأَطْوَارِ .

بنا دیں۔ ان پر کیسے بھی حالات آجائیں، زمانہ کوئی سی بھی کروٹ لے، وہ احوال و اطوار کے تغایر کے باوجود اپنی اس روش (اطاعت الہی اور اجتناب معاصی) پر قائم رہتے ہیں۔

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں، بلیغ ترین اور پاکیزہ ترین حمد، جو اس کی تمام اقسام کو شامل اور زیادہ سے زیادہ نفع دینے والی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ نیکوکار، کریم اور رؤف رحیم ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا و سردار حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں، اس کے حبیب اور خلیل ہیں، سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والے اور مضبوط دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام ان پر ہو اور تمام انبیاء اور تمام انبیاء کی آل پر اور تمام صالحین پر۔

حمد و صلوة کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”میں نے تمام انسانوں اور جنوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، میں ان سے کسی قسم کا رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔“ یہ اس بات کی صراحت ہے کہ انس و جن صرف عبادت الہی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مقصد تخلیق پر توجہ دیں اور زہد و تقویٰ اختیار کر کے دنیا کے اسباب عیش و راحت سے گریز کریں، اس لئے کہ دنیا، دار فانی ہے، یہ ہمیشگی کا مقام نہیں ہے۔ عارضی سواری ہے، فرحت و سرور کی منزل نہیں۔ ایک منقطع ہو جانے والا گھاٹ ہے، دائمی قرار گاہ نہیں۔ اس لئے اہل دنیا میں سب سے زیادہ سمجھ دار وہ ہیں جو عبادت گزار بندے ہیں اور ان میں سب سے زیادہ عقل مند وہ ہیں جو دنیا کے عیش و آرام سے بے رغبت رہتے

أَحْمَدُهُ أَبْلَغَ حَمْدٍ وَأَزْكَاهُ ، وَأَشْمَلَهُ وَأَنْمَاهُ .

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْكَرِيمُ ، الرَّؤُوفُ الرَّحِيمُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ، وَحَبِيبُهُ وَخَلِيلُهُ ، الْهَادِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ، وَالذَّاعِي إِلَى دِينِ قَرِيمٍ . صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ ، وَعَلَى سَائِرِ النَّبِيِّينَ ، وَآلِ كُلِّ ، وَسَائِرِ الصَّالِحِينَ .

أَمَّا بَعْدُ : فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُوا ﴿ [الذاریات : ۵۶ ، ۵۷] وَهَذَا تَضَرُّعٌ بِأَنَّهُمْ خُلِقُوا لِلْعِبَادَةِ ، فَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْإِعْتِنَاءُ بِمَا خُلِقُوا لَهُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْ حُطُوطِ الدُّنْيَا بِالزُّهَادَةِ ، فَإِنَّهَا دَارُ نَقَادٍ لَا مَحَلَّ لِإِخْلَادٍ ، وَمَرْكَبٌ عُجُورٍ لَا مَنَزِلَ حُبُورٍ ، وَمَسْرَعٌ انْفِصَامٍ لَا مَوَظِنَ دَوَامٍ . فَلِهَذَا كَانَ الْأَيْقَاطُ مِنْ أَهْلِهَا هُمُ الْعِبَادُ ، وَأَعْقَلُ النَّاسِ فِيهَا هُمُ الزُّهَادُ .

قال الله تعالى :

﴿ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أُنْزِلَتْهُ  
مِنَ السَّمَاءِ فَالْخَلَائِطُ بِهِ ۖ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ  
الْإِنْسَانُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا اخْذَتْ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا  
وَارْزَقَتْ وَطَرَسَ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِرُوا رُبَّكَ عَلَيْهِا  
أَتْنَهَا أَمْرُنَا يَلَيَّا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ  
تَغْنَبْ بِالْأَمْنِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ  
يَتَفَكَّرُونَ ﴿ [ یونس : ۲۴ ] وَالْآيَاتُ فِي  
هَذَا الْمَعْنَى كَثِيرَةٌ . وَلَقَدْ أَحْسَنَ الْقَائِلُ :

إِنَّ اللَّهَ عِبَادًا فُطِنَا  
طَلَقُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الْفِتْنَا

نَظَرُوا فِيهَا فَلَمَّا عَلِمُوا  
أَنَّهَا لَيْسَتْ لِحَيٍّ وَطِنَا

جَعَلُواهَا لُجَّةً وَاتَّخَذُوا  
صَالِحَ الْأَعْمَالِ فِيهَا سَفِينَا

فَإِذَا كَانَ حَالُهَا مَا وَصَفْتُهُ ، وَحَالُنَا  
وَمَا خُلِقْنَا لَهُ مَا قَدَّمْتُهُ ؛ فَحَقُّ عَلَى  
الْمُكَلَّفِ أَنْ يَذْهَبَ بِنَفْسِهِ مَذْهَبَ  
الْأَخْبَارِ ، وَيَسْئَلَكَ مَسْئَلَكَ أُولِي النَّهْيِ  
وَالْأَبْصَارِ ، وَيَتَأَنَّبَ لِمَا أَسْرَتْ إِلَيْهِ ،  
وَيَنْهَتَهُ بِمَا نَبَّهَتْ عَلَيْهِ . وَأَصُوبُ طَرِيقٍ لَهُ  
فِي ذَلِكَ ، وَأَرْشَدُ مَا يَسْئَلُكَ مِنْ

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”دنیا کی زندگی کی مثال‘  
آسمان سے نازل کردہ پانی کی سی ہے‘ پس اس کے ساتھ  
سبزہ‘ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں‘ مل کر نکلا‘ یہاں  
تک کہ زمین سبزے سے خوش نما اور آراستہ ہو گئی  
اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر پوری دسترس  
رکھتے ہیں۔ ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آ  
پہنچا تو ہم نے اس کو کاٹ کر ایسا کر دیا کہ گویا کل وہاں  
کچھ تھا ہی نہیں۔ جو لوگ غور و فکر کرنے والے ہیں‘  
ان کے لئے ہم اپنی نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان  
کرتے ہیں“

قرآن کریم میں اس مفہوم کی آیات بکثرت ہیں۔  
شاعر نے خوب کہا ہے۔

”اللہ کے سمجھدار بندے ہیں --- انہوں نے دنیا  
کو طلاق دے دی اور دنیا کی آزمائشوں سے لرزاں و  
ترساں رہے۔

انہوں نے دنیا کو دیکھا‘ پس جب وہ اس حقیقت  
سے آگاہ ہو گئے --- کہ یہ کسی زندہ آدمی کے لئے  
وطن نہیں ہے۔

تو انہوں نے اس دنیا کو ایک گہرا سمندر قرار دے  
لیا (جسے کشتی کے بغیر عبور نہیں کیا جا سکتا) اور نیک  
اعمال کو انہوں نے اس میں کشتیاں بنا لیا۔“

پس جب دنیا کا یہ حال ہے‘ جسے میں نے بیان کیا  
اور ہمارا حال اور ہمارا مقصد تخلیق وہ ہے‘ جسے میں نے  
پیش کیا ہے‘ تو ہر مکلف (بالغ عاقل) کے لئے ضروری  
ہے کہ وہ نیک لوگوں کا مذہب اختیار کرے‘ اہل دانش  
و بصیرت کے راستے پر چلے‘ اور جس کی طرف میں نے  
اشارہ کیا ہے اس کی تیاری کرے اور جس سے میں نے  
خبردار کیا ہے‘ اس کی فکر کرے اور اس کے لئے سب  
سے درست راستہ اور منزل مقصود کی طرف سب سے



زیادہ رہنمائی کرنے والی شاہراہ، ان احادیث کا اخذ و اختیار کرنا ہے جو ہمارے پیغمبر سے صحیح سند سے ثابت ہیں، جو اولین و آخرین کے سردار اور تمام اگلے پچھلے لوگوں میں سب سے زیادہ معزز و مکرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام نازل ہو ان پر اور تمام انبیاء پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو“ (المائدہ ۲) اور رسول اللہ ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہے، آپ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد فرماتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے“ (دیکھئے حدیث نمبر ۲۴۵) مزید فرمایا ”جو کسی ہدایت (نیکی) کی طرف بلائے گا تو اس کے لئے ان لوگوں کی مثل اجر ہو گا جو اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا، یہ چیز ان میں سے کسی کے اجر کو کم نہیں کرے گی“ (دیکھئے حدیث نمبر ۱۷۴، باب ۲۰) اور آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ”اللہ کی قسم، تیرے ذریعے سے کسی ایک شخص کو اللہ ہدایت یاب کر دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے“ (رقم الحدیث ۱۷۵، باب ۲۰)۔ پس ان احادیث کے پیش نظر میں نے دیکھا کہ میں احادیث صحیحہ کا ایک مختصر مجموعہ مرتب کروں جو ایسی باتوں پر مشتمل ہو جو اس کے پڑھنے والے کے لئے آخرت کا توشہ بن جائے اور جس سے اسے ظاہری و باطنی آداب حاصل ہو جائیں اور ترغیب و ترہیب اور آداب سالکین کی تمام قسموں کا جامع ہو۔ ان احادیث میں زہد کا سبق بھی ہو اور نفوس کی ریاضتوں کا سامان بھی۔ اخلاق و کردار کے گیسو بھی جن سے سنواریں اور وہ دلوں کی طہارت کا ذریعہ اور ان کی بیماریوں کا علاج بھی ہو۔ انسانی اعضاء کی سلامتی اور ان کی کجی کا ازالہ بھی ہو اور ان کے علاوہ بھی، اللہ کی معرفت رکھنے والوں کے مقاصد اس کتب کی احادیث سے پورے

الْمَسْأَلِ : التَّائِبُ بِمَا صَحَّ عَنْ نَبِيٍّ سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ، وَأَكْرَمَ السَّابِقِينَ وَالْآخِفِينَ . صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَى سَائِرِ النَّبِيِّينَ . وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ [ المائدة : ۲ ] وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : « وَاللَّهِ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ » وَأَنَّهُ قَالَ : « مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ » وَأَنَّهُ قَالَ : « مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً » وَأَنَّهُ قَالَ لِعَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : « فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ » .

فَرَأَيْتُ أَنْ أَجْمَعَ مُخْتَصَرًا مِنَ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ ، مُشْتَمِلًا عَلَى مَا يَكُونُ طَرِيقًا لِصَاحِبِهِ إِلَى الْآخِرَةِ ، وَمُحْصَلًا لِأَدَابِهِ الْبَاطِنَةِ وَالظَّاهِرَةِ ، جَامِعًا لِلتَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَسَائِرِ أَنْوَاعِ آدَابِ السَّالِكِينَ : مِنْ أَحَادِيثِ الزُّهْدِ ، وَرِيَاضَاتِ النَّفْسِ ، وَتَهْذِيبِ الْأَخْلَاقِ ، وَطَهَارَاتِ الْقُلُوبِ وَعِلَاجِهَا ، وَصِيَانَةِ الْجَوَارِحِ وَإِزَالَةِ اغْوِجَاجِهَا ، وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ مَقَاصِدِ الْعَارِفِينَ .

ہوں۔

میں نے التزام کیا ہے کہ میں اس میں صرف صحیح اور واضح روایات ذکر کروں گا جو مشہور صحیح کتابوں کی طرف منسوب ہوں گی اور ابواب کا آغاز میں قرآن عزیز کی آیات کریمہ سے کروں گا اور جو لفظ ضبط (اعراب کی وضاحت) کا یا پوشیدہ معنی کی شرح کا محتاج ہو گا وہاں میں انہیں نفیس تنبیہات سے مزین کروں گا اور جب میں کسی حدیث کے آخر میں کہوں۔ ”متفق علیہ“۔ تو اس کا مطلب ہو گا کہ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

میں امید کرتا ہوں اگر یہ کتاب مکمل ہو گئی تو توجہ سے پڑھنے والے کے لئے یہ نیکیوں کی طرف رہنمائی کرے گی اور اس کو مختلف برائیوں اور تباہ کن گناہوں سے روکے گی اور میں اپنے اس بھائی سے جو اس سے کچھ بھی فائدہ اٹھائے، یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے، میرے والدین کے لئے اور میرے مشائخ (استاذہ) تمام احباب اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے، اور اللہ کریم پر ہی میرا اعتماد ہے اور اسی کی طرف میرے کاموں کی سپردگی اور استناد (بھروسہ) ہے اور مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ گناہوں سے بچنا بھی اس کی توفیق سے ہے اور نیکی کا اختیار کرنا بھی اس کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی اللہ غالب اور حکیم ہے۔

وَأَلْتَمَزُ فِيهِ أَنْ لَا أَذْكَرُ إِلَّا حَدِيثًا صَحِيحًا  
مِنَ الْوَاضِحَاتِ ، مُضَافًا إِلَى الْكُتُبِ  
الصَّحِيحَةِ الْمَشْهُورَاتِ ، وَأَصَدُّ الْأَبْوَابِ  
مِنَ الْقُرْآنِ الْعَزِيزِ بَيِّنَاتٍ كَرِيمَاتٍ ، وَأَوْشَحَ  
مَا يَخْتَاجُ إِلَى ضَبْطٍ أَوْ شَرْحٍ مَعْنَى خَفِيٍّ  
بِفَتَائِسٍ مِنَ التَّنْبِيهَاتِ . وَإِذَا قُلْتُ فِي آخِرِ  
حَدِيثٍ : مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، فَمَعْنَاهُ : رَوَاهُ  
الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ .

وَأَزْجُو إِنْ تَمَّ هَذَا الْكِتَابُ أَنْ يَكُونَ  
سَائِقًا لِلْمُعْتَنِي بِهِ إِلَى الْخَيْرَاتِ ، حَاجِزًا  
لَهُ عَنِ أَنْوَاعِ الْقَبَاحِ وَالْمُهْلِكَاتِ . وَأَنَا  
سَائِلٌ أَخَا ائْتَنَعَ بِشَيْءٍ مِنْهُ أَنْ يَدْعُو لِي ،  
وَلَوْلَا الَّذِي ، وَمَشَايِخِي ، وَسَائِرِ أَهْبَابِنَا ،  
وَالْمُسْلِمِينَ أَجْمَعِينَ ، وَعَلَى اللَّهِ الْكَرِيمِ  
اعْتِمَادِي ، وَالْبَلَاءِ تَقْوِيضِي وَاسْتِنَادِي ،  
وَحَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ، وَلَا حَوْلَ  
وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ .

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ۱۔ بَابُ الْإِخْلَاصِ وَإِخْضَارِ النِّيَّةِ فِي جَمِيعِ

الْأَعْمَالِ وَالْأَقْوَالِ وَالْأَحْوَالِ الْبَارِزَةِ وَالْخَفِيَّةِ

۱۔ تمام ظاہری اور باطنی اعمال، اقوال اور احوال میں اخلاص اور حسن نیت ضروری ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں، کیسو ہو کر۔ اور نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں اور یہی سچا دین ہے“ اور فرمایا ”اللہ کو جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا، البتہ تمہارا تقویٰ اس تک پہنچتا ہے“ اور فرمایا ”آپؐ کہہ دیجئے، اگر تم اپنے سینوں میں کوئی بات چھپاؤ یا اس کو ظاہر کر دو، اللہ سب کو جانتا ہے“

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا أُرِيدُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ الَّذِينَ خَفَا وَرُفِعُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝﴾ [البينة: ۵]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَكِنَّ بِنَا لَهُ الْقَوَىٰ يَكُفِّرُ ۝﴾ [الحج: ۳۷]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿قُلْ إِنْ تُحِبُّوْا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْشِرُوْهُ بِعَلْمِهِ اللَّهُ﴾ [آل عمران: ۲۹]۔

۱/۔ امیر المومنین حضرت ابو حفص عمرؓ بن خطاب (بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب) قرشی عدوی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”علموں کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کو اس کی (اچھی یا بری) نیت کے مطابق (اچھایا برا) بدلہ ملے گا۔ پس جس کی ہجرت، اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی، اس کی ہجرت انہی کی طرف سمجھی جائے گی اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انہی مقاصد کے لئے ہوگی“ اس روایت کی صحت متفقہ ہے۔ اسے امام المحدثین ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزہ جعفی بخاری اور امام

۱۔ وَعَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعَزْزِيِّ بْنِ رِيَاحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤْيٍ بْنِ غَالِبِ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَىٰ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَنَكِّحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَىٰ مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ» مُتَّفَقٌ عَلَىٰ صَحِّحِهِ. رَوَاهُ إِمَامَا الْمُحَدِّثِينَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

المُعِينَةُ بْنُ بَرْدِزْبَةَ الْجُعْفِيُّ الْبُخَارِيُّ، وَأَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُشَيْرِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي صَحِيحَيْهِمَا اللَّذَيْنِ هُمَا أَصَحُّ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ.

المحدثين ابو الحسین مسلم بن حجاج بن قشیری نیساپوری نے اپنی ان دو کتابوں میں روایت کیا ہے جو حدیث کی تمام مصنفہ کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، وکتاب الإیمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبة . . . - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب قوله ﷺ إنما الأعمال بالنية.

۱۔ فوائد: بعض روایات میں اس حدیث کا پس منظر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے ام قیس نامی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا اس نے اس وقت تک نکاح کرنے سے انکار کر دیا جب تک وہ ہجرت نہ کرے۔ چنانچہ اس نے اس کی اس شرط کی وجہ سے ہجرت کر لی اور وہاں جا کر دونوں کا باہم نکاح ہو گیا چنانچہ صحابہ میں اس کا نام ہی مہاجر ام قیس مشہور ہو گیا۔

اس حدیث کی بنیاد پر علماء کا اتفاق ہے کہ اعمال میں نیت ضروری ہے اور نیت کے مطابق ہی اجر ملے گا۔ تاہم نیت کا محل دل ہے، یعنی دل میں نیت کرنا ضروری ہے۔ زبان سے اس کا اظہار ضروری نہیں۔ بلکہ یہ بدعت ہے، جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔ جیسے نماز پڑھتے وقت پاک و ہند میں زبان سے نیت کے اظہار کا عام رواج ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہر کام کے لئے اخلاص ضروری ہے۔ یعنی ہر نیک عمل میں صرف اللہ کی رضا پیش نظر ہو۔ اگر کسی نیک عمل میں اخلاص کی بجائے کسی اور جذبے کی آمیزش ہو جائے گی تو عند اللہ وہ عمل مقبول نہیں ہو گا۔

۲/۲۔ ام المؤمنین ام عبد اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرنے کی نیت سے نکلے گا، جب وہ بیداء (کسی چٹیل میدان) میں پہنچے گا تو اس کے اول و آخر (سب کے سب) زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ! ان کے اول و آخر یعنی سب کو کیسے دھنسا دیا جائے گا؟ جب کہ ان میں بازاری لوگ ہوں گے (یعنی حکام کے علاوہ عام افراد یا مراد ہیں اہل اسواق یعنی منڈی کے لوگ اور مطلب ہے کہ وہ جنگجو نہیں ہوں گے) اور وہ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے اول و آخر سب دھنسا دیئے جائیں

۲۔ وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَغْزُو جَيْشُ الْكُفَّةِ فَإِذَا كَانُوا بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخَسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ». قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يُخَسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ؟ قَالَ: «يُخَسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، ثُمَّ يُعْتَوْنَ عَلَى نِيَابَتِهِمْ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

گئے، پھر وہ اپنی نیٹوں پر اٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت والے دن ان سے معاملہ ان کی نیٹوں کے مطابق کیا جائے گا)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الأسواق - وصحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش الذی یوم البیت۔

۲۔ فوائد: انسان کے ساتھ اچھا یا برا معاملہ اس کے قصد و ارادے کے مطابق کیا جائے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظلم و فجور کے مرتکبین کی مصاحبت اور ہم نشین نہایت خطرناک ہے۔ یہ کون سا لشکر ہے؟ اور اس کا وقوع کب ہو گا؟ اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ یہ پیش گوئیاں امور غیب سے ہیں جو نبی ﷺ کے معجزات میں سے ہیں، جن کے وقوع اور صداقت پر ایمان رکھنا ضروری ہے، اس لئے کہ اس قسم کی پیش گوئیاں وحی الہی پر مبنی ہیں۔

۳۔ ۳/۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، فتح کے بعد ہجرت نہیں، البتہ جہاد اور نیت باقی ہیں۔ جب تمہیں جہاد پر نکلنے کے لئے طلب کیا جائے، تو (ملا تامل) نکل کھڑے ہو۔ (بخاری و مسلم)

اس کا مطلب ہے، مکہ فتح ہو جانے کے بعد (جو ۸ ہجری میں ہوا) مکہ سے ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی، کیونکہ وہ دارالاسلام بن گیا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب وجوب التنفیر، و باب فضل الجہاد، وغیرہ من کتب الصحیح - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة۔

۳۔ فوائد: جب کوئی ملک یا علاقہ دارالاسلام قرار پا جائے تو وہاں سے کسی اور علاقے کی طرف ہجرت کرنی ضروری نہیں۔ البتہ وہ علاقے جو دارالکفر ہیں اور وہاں دین پر عمل کرنا یا اس پر قائم رہنا مشکل ہے تو ایسے علاقوں سے ہجرت کرنا واجب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کسی اسلامی ملک سے، کسی دوسرے اسلامی ملک میں ہجرت کر کے جانا ضروری نہیں ہے تو پھر ایک اسلامی ملک کو چھوڑ کر بلاد کفر میں جا کر اس لئے مستقل رہائش اختیار کرنا کہ وہاں دولت کی ریل پیل اور تمدنی سہولتوں کی فراوانی ہے، شرعاً اس کی اجازت نہیں ہے، جس میں بد قسمتی سے اس زمانے کے مسلمان مبتلا ہیں۔ بالخصوص ان کے سرمائے کا انتقال اور مفکرین کی ہجرت بہت ہی تشویش ناک ہے جس سے بلاد کفر کی معیشت کو بھی سارا مل رہا ہے اور ان کی حیا باختہ تہذیب کو فروغ و عروج بھی۔ علاوہ ازیں ایک مسلمان کے دل میں جہاد کا جذبہ اور ارادہ موجود رہنا چاہئے اور اس کے لئے ہر ممکن تیاری بھی۔ تاکہ جب بھی اسے جہاد کے لئے بلایا جائے تو فوراً اس پر لبیک کہہ سکے۔

۴۔ ۴/۴ حضرت ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ انصاری

عَبْدُ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: «إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرَجُلًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَاَدِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، حَسَبَهُمُ الْمَرَضُ»، وَفِي رِوَايَةٍ: «إِلَّا شَرَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ» زَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ أَقْوَامًا خَلَفْنَا بِالْمَدِينَةِ مَا سَلَكْنَا شُعْبًا وَلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا، حَسَبَهُمُ الْعَذْرُ».

پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوے (جہاد) میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا ”یقیناً مدینے میں کچھ لوگ ہیں کہ تم نے جتنا بھی سفر کیا ہے اور جو بھی وادی طے کی ہے، وہ تمہارے ساتھ رہے ہیں“ ان کو (مدینے میں) بیماری نے روکے رکھا“ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ”وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک رہے ہیں“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور بخاری کی روایت، جو حضرت انسؓ سے ہے، وہ اس طرح ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک سے واپس لوٹے، تو آپ نے فرمایا کہ ”ہمارے پیچھے کچھ لوگ مدینے میں رہے، ہم جس گھاٹی یا وادی میں چلے، وہ (اجر و ثواب میں) ہمارے ساتھ تھے“ (کیونکہ) عذر نے ان کو وہاں روکے رکھا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من حبسہ العذر عن الغزو، و کتاب المغازی، باب نزول النبی ﷺ الحجر - وصحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب ثواب من حبسہ عن الغزو مرض أو غيره.

۳۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اگر دل میں جہاد کی نیت اور جذبہ موجود ہو، لیکن کسی عذر شرعی کی بنا پر شرکت سے معذور رہا، تو اللہ تعالیٰ اسے گھریٹھے ہی جہاد کا اجر و ثواب عطا فرما دے گا۔

۵ / ۵ - حضرت ابو یزید معن بن یزید بن اخطب بن اخطب (یہ معن خود اس کے باپ یزید اور دادا اخطب تینوں صحابی ہیں) نے بیان کیا کہ میرے باپ یزید نے کچھ دینار صدقے کے لئے نکالے اور وہ انہیں مسجد (نبویؐ) میں ایک آدمی کے پاس رکھ آئے (تاکہ وہ کسی ضرورت مند کو دے دے) میں مسجد میں آیا تو میں نے وہ دینار اس سے لے لئے (کیونکہ میں ضرورت مند تھا) اور گھر لے آیا۔ جب والد کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا ”واللہ! تجھ کو تو دینے کا میں نے ارادہ نہیں کیا تھا“ چنانچہ میں اپنے والد کو نبی ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور یہ بھگڑا آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا

۵ - وَعَنْ أَبِي يَزِيدَ مَعْنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَخْنَسِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَهُوَ وَأَبُوهُ وَجَدَهُ صَحَابِيُونَ، قَالَ: كَانَ أَبِي يَزِيدُ أَخْرَجَ دَنَانِيرَ يَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاخَذَتْهَا فَأَتَيْنَهُ بِهَا، فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا يَأْكُ أَزْدْتُ، فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ، وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

”اے یزید! تیرے لئے تیری نیت کا ثواب ہے اور اے  
معن! تو نے جو لیا ہے، وہ تیرے لئے (جائز)۔“

(بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب إذا تصدق علی ابنه وهو لا يشعر۔

۵۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ غیر ارادی طور پر محتاج بیٹے کے ہاتھ میں آگیا تو اسے واپس لینے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ باپ نے تو کسی مستحق کو دینے کی نیت کی تھی، اسے اس کی نیت کے مطابق صدقہ کا اجر مل گیا۔ تاہم یہ بات بعض علماء کے نزدیک نفلی صدقہ پر محمول ہوگی، کیونکہ صدقہ واجبہ (زکوٰۃ) کی رقم ان کو نہیں دی جاسکتی، جن کا خرچ انسان کے ذمے واجب ہے۔ (۲) صدقہ کے لئے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے۔ (۳) شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے باپ کو حاکم مجاز یا عالم دین کے پاس لے جانا، باپ کی نافرمانی نہیں ہے، جیسے شرعی مسائل میں باہم بحث و تکرار گستاخی نہیں ہے۔

(فتح الباری۔ باب مذکور، و باب الزکوٰۃ علی الزوج والایتام فی الحج)

۶/۶۔ ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص (مالک بن حبیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی القرشی الزہری) جو ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جنہیں جنت کی خوش خبری دنیا میں ہی دے دی گئی تھی، وہ فرماتے ہیں کہ میری بیمار پرسی کے لئے حجتہ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، مجھے اس وقت شدید درد تھا۔ میں نے آپ سے کہا ”آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرا درد کیسی شدت اختیار کر گیا ہے، میں صاحب مال ہوں لیکن میری وارث صرف میری ایک ہی بیٹی ہے۔ کیا میں اپنے مال کا دو تہائی (۳/۳) حصہ خیرات کر دوں؟“ آپ نے فرمایا ”نہیں“ میں نے کہا ”آدھا مال؟“ آپ نے فرمایا ”نہیں“ میں نے کہا ”پھر یا رسول اللہ! ایک تہائی ۳/۳ مال صدقہ کر دوں؟“ آپ نے فرمایا ”تیسرا حصہ (تم خیرات کر سکتے ہو) اور تیسرا حصہ بھی زیادہ یا بڑا ہے، اس لئے کہ تم اپنے وارثوں کو صاحب حیثیت چھوڑ کر جاؤ، یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں کنگال کر کے جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرس“ (یاد رکھو!) تم جو بھی اللہ کی

۶۔ وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ مَالِكِ بْنِ أَهْبَابِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ الْقُرَشِيِّ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْحِجَّةِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرْتَبِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلثِي مَالِي؟ قَالَ: «لَا»، قُلْتُ: فَالْشَّطْرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «لَا»، قُلْتُ: فَالْثُلُثُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «الْثُلُثُ وَالثُلُثُ كَثِيرٌ - أَوْ كَبِيرٌ - إِنَّكَ أَنْ تَذَرَّ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تَنفِقَ نَفَقَةً تَبْنِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِزَتْ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلَ فِي فِي أَمْرَاتِكَ» قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْلَفْتُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: «



رضا کے لئے خرچ کرو گے تو اس پر تمہیں اجر ملے گا، حتیٰ کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے (اس پر بھی ثواب ہو گا)۔“ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟“ (یعنی میرے ساتھی مجھ سے پہلے فوت ہو جائیں گے اور میں دنیا میں اکیلا رہ جاؤں گا؟) آپ نے فرمایا (کہ اگر ایسا ہوا بھی تو کیا؟) یہ تمہارے حق میں اچھا ہی ہے) اس لئے کہ ساتھیوں کی وفات کے بعد، جب تم ان کے پیچھے رہ جاؤ گے، تو جو بھی عمل اللہ کی رضا کے لئے کرو گے، اس سے تمہارے درجے میں زیادتی اور بلندی ہی ہو گی۔ نیز شاید تمہیں مزید زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے، حتیٰ کہ کچھ لوگ (اہل ایمان) تم سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ دوسرے لوگوں (کافروں) کو تم سے نقصان پہنچے (پھر آپ نے دعاء فرمائی) اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت کو جاری (پورا) فرما دے اور ان کو ان کی ایڑیوں پر نہ لوٹا۔ لیکن قابل رحم سعد بن خولہ ہیں، ان کے لئے رسول اللہ ﷺ رحمت کی دعاء فرماتے تھے اس لئے کہ وہ مکہ میں فوت ہوئے تھے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب رثاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولہ، و کتاب الوصایا، باب أن یرک ورثتہ أغنیاء ... - و صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث .

**توضیح:** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شرمیں اقامت پذیر ہونا پسند نہیں کرتے تھے، جس سے انہوں نے، اس کی محبت کے باوجود محض اللہ کی رضا کے لئے، ہجرت کی تھی، اس لئے حضرت سعد ڈرتے تھے کہ کہیں ان کی موت کے میں نہ آئے۔ چنانچہ ان کے لئے آپ نے ہجرت کے اتمام کی دعاء فرمائی اور سعد بن خولہ کی حالت زار پر آپ نے دکھ کا اظہار فرمایا، کیونکہ ان کی وفات مکہ میں ہوئی، جس کی وجہ سے وہ ہجرت کے پورے ثواب سے محروم رہے۔

۶- فوائد: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مرض الموت میں انسان ایک تہائی مال (۱/۳) سے زیادہ صدقہ یا وصیت نہیں کر سکتا۔

(۲) انسان کی اگر نیت صحیح ہو تو بیوی بچوں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے، اس پر بھی اسے اجر ملتا ہے۔ (۳) کسی صحیح

غرض کی خاطر اپنی بیماری یا تکلیف کا اظہار کر سکتا ہے، تاکہ اس کا علاج یا دعاء کی جاسکے، یہ اللہ کے خلاف شکوہ نہیں ہے۔ (۴) اتفاق و صدقات میں اپنے قریب ترین رشتے داروں کو اولیت اور فوقیت دی جائے۔

۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَامِكُمْ، وَلَا إِلَى صُورَتِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے“ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقاره ودمه وعرضه وماله.

۷۔ فوائد: اس حدیث سے بھی اخلاص اور تصحیح نیت کی اہمیت واضح ہے، اس لئے ہر نیک عمل میں اس کا اہتمام ضروری ہے اور دل کو ہر اس چیز سے صاف رکھنا چاہئے جس سے وہ عمل برباد ہو سکتا ہے۔ جیسے ریا کاری اور نمود و نمائش کا جذبہ یا دنیا کا لالچ یا اور اسی قسم کے گھٹیا مفادات۔ تاہم دلوں کا حال چونکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اس لئے اعمال کی اصل حقیقت قیامت والے دن ہی واضح ہوگی جب کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اچھایا برا بدلہ ملے گا، دنیا میں انسان کے ساتھ اس کے ظاہری اعمال کے مطابق ہی معاملہ کیا جائے گا اور اس کی باطنی کیفیت کو اللہ کی سپرد کر دیا جائے گا۔

نوٹ: ریاض الصالحین کے بعض نسخوں میں اس حدیث کو۔ وعاکم۔ کے بغیر نقل کیا گیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں قلوبکم کے ساتھ و اعمالکم بھی ہے۔ یہ زیادتی اس لئے نہایت اہم ہے کہ اس کے بغیر لوگ حدیث کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتے ہیں، مثلاً جب کسی سے کہا جائے کہ پوری داڑھی رکھنا اور کفار کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے یا پورے کی اہمیت یا دیگر احکام شرعیہ کی وضاحت کی جائے تو کہتے ہیں کہ اصل بات تو دل کی ہے (یعنی احکام پر عمل ضروری نہیں) اور استدلال اس حدیث سے کرتے ہیں کہ ”اللہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے“ حالانکہ اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہیں کہ ”اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے“ جن سے عمل کی افادیت یعنی اسے بھی سنت کے مطابق کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بیک وقت دل اور عمل دونوں کی اصلاح ضروری ہے، کیونکہ ایک کی اصلاح دوسرے کی اصلاح پر منحصر ہے۔ دل صحیح ہو گا تو عمل بھی صحیح ہو گا اور عمل صحیح ہو گا تو دل بھی صحیح ہو گا۔ اصلاح اعمال کے بغیر، دلوں کی اصلاح اور دلوں کی اصلاح کے بغیر اعمال کی اصلاح ممکن نہیں۔ اسے دوسری حدیث میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ ”جسم انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے“ اور وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے“ (دیکھئے حدیث نمبر ۵۸۸، باب ۶۸) دیگر متعدد احادیث سے بھی عمل کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلِكُلِّ دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوا ”اعمال کے مطابق ہر ایک کے درجے ہوں گے“ یعنی عملوں کی وجہ سے اہل جنت کے درجات میں کمی بیشی ہوگی اور فرمایا ادخلوا الجنة

بما کنتم تعملون ”اپنے عملوں کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ“ جب عمل کی یہ اہمیت ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور صورت کی طرح، عمل نہیں دیکھتا جب کہ ایمان کے بعد یہ عمل ہی جنت میں جانے کی اساس ہے۔ (افادہ الالبانی فی تعلیقاتہ علی ریاض الصالحین)

۸ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ رِبَاءً، أَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ لِنُكُونِ كَلِمَةَ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸/۸ - حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی بہادری کے جوہر دکھانے کے لئے، دوسرا (خاندانی، قبائلی) حمیت کے لئے اور ایک تیسرا ریاکاری کے لئے لڑتا ہے، ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص صرف اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ (دین) بلند ہو، وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من سأل وهو قائم عالماً جالساً - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا.

۸- فوائد: اللہ کے ہاں اعمال کا اعتبار چونکہ نيات صالحہ کے مطابق ہو گا، اس لئے عند اللہ مجاہد فی سبیل اللہ بھی صرف وہی ہو گا جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لڑے گا۔ تاہم اس کا تعلق چونکہ دل سے ہے جس کو انسان دیکھنے پر قادر نہیں ہے۔ اس لئے میدان جہاد میں ہر مسلمان مقتول کے ساتھ شہید والا معاملہ کیا جائے گا اور اس کی نیت اور ارادے کا مسئلہ اللہ کے سپرد ہو گا، کیونکہ دلوں کے بھید وہی جانتا ہے۔

۹ - وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ نَفِيعِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا التَّقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ حَرِيباً عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹/۹ - حضرت ابو بکرہ نفیع بن حارث ثقفیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں سونت کر ایک دوسرے کو (مارنے کی نیت سے) ملتے ہیں (ایک دوسرے کے مقابل صف آراء ہوتے ہیں) تو یہ قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں، میں نے پوچھا یا رسول اللہ! قاتل کا جہنمی ہونا تو سمجھ میں آتا ہے، مقتول جہنمی کیوں ہو گا؟ آپ نے فرمایا ”اس لئے کہ وہ بھی اپنے ساتھی (دوسرے مسلمان) کے قتل کا حریص تھا۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب إذا التقى المسلمان بسيفيهما، وكتاب الإيمان وكتاب الديات - وصحیح مسلم، کتاب الفتن، باب إذا تواجہ المسلمان بسيفيهما برقم ۲۸۸۸.

۹۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اس ارادۂ معصیت پر انسان مستحق عتاب الہی ہو گا جس کا اس نے اپنے دل میں پختہ عزم کیا ہو گا اور اس کے ارتکاب کے لئے اسباب و وسائل بھی اختیار کئے گئے ہوں گے، گو وہ اس میں کسی رکاوٹ کی وجہ سے کامیاب نہ ہوا ہو۔ گویا عزم، دوسرے سے مختلف ہے۔ دوسرہ معاف ہے، جب کہ عزم (پختہ ارادہ) قابل مواخذہ ہے۔ تاہم حدیث میں جو وعید مذکور ہے اس کا مصداق باہم لڑنے والے مسلمان اس وقت ہوں گے، جب وہ دنیاوی حیمت و عصییت کی بنا پر لڑ رہے ہوں۔ کوئی شرعی معاملہ ان کے باہمی قتال کی بنیاد نہ ہو، کیونکہ اس صورت میں ممکن ہے کہ دونوں ہی کا جینی اپنا اپنا اجتہاد ہو، جس میں وہ عند اللہ معذور سمجھے جائیں۔

۱۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ وَبَيْنَهُ بَعْضًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وَذَلِكَ أَنْ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَا يَنْهَازُهُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ هِيَ تَخْبِئُهُ، وَالْمَلَائِكَةُ يَصْلُونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ يَقُولُونَ: «اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ، مَا لَمْ يُخْذِلْ فِيهِ، مُتَّقٍ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. وَقَوْلُهُ ﷺ: «يَنْهَازُهُ هُوَ بَفَتْحِ الْبَاءِ وَالْهَاءِ وَبِالزَّايِ: أَيْ يُخْرِجُهُ وَيُنْهَضُهُ».

۱۰/۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”آدمی کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز، اس نماز سے کچھ اوپر ۲۰ درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے جو وہ اپنے بازار یا گھر میں پڑھتا ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص اچھے طریقے سے وضوء کرتا، پھر نماز کے ارادے سے مسجد میں آتا ہے، اسے نماز ہی مسجد کی طرف لے جاتی ہے، تو ایسے شخص کے ہر قدم کے بدلے ایک ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے تا آنکہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے، تو جب تک نماز اس کو وہاں روکے رکھتی ہے، وہ نماز میں ہی شمار ہو گا (یعنی جماعت کے انتظار میں یا ذکر الہی میں مصروف، جب تک مسجد میں رہے گا، وہ اللہ کے ہاں نماز کی حالت میں سمجھا جائے گا) اور فرشتے تمہارے ایک آدمی کے بارے میں رحمت کی دعاء کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی اس مجلس میں بیٹھا رہے جس میں اس نے نماز پڑھی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں، اے اللہ! اس پر رحم فرما، اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رجوع فرما، (یہ دعائیں اس کے حق میں اس وقت تک جاری رہتی ہیں) جب تک وہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے، جب تک بے وضوء نہ ہو۔ (متفق علیہ۔) مذکورہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں اور بخاری (یا ہاکے) فتح اور زکاء کے ساتھ) کے معنی ہیں، اس

کو نکالتی اور اٹھاتی ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی مسجد السوق، و کتاب الاذان، باب فضل صلاة الجماعة، و کتاب البيوع - و صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة و انتظار الصلاة.

۱۰۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بازاروں اور گھروں میں اکیلے نماز پڑھنی جائز تو ہے، تاہم جماعت کے ساتھ پڑھنے کی ۲۵، ۲۶ یا ۲۷ درجے زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ دیگر روایات میں ہے۔ (۲) نماز، دیگر اعمال خیر سے افضل ہے کیونکہ فرشتے نمازی کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔

۱۱۔ وَعَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ، تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَّ ذَلِكَ: فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضَعْفٌ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱۔ ابو العباس عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ لی ہیں، پھر اس کی توضیح فرمائی، پس جس شخص نے کسی نیکی کا ارادہ کیا، لیکن اسے کر نہیں سکا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر ارادے کے مطابق اسے کر بھی لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیوں کا ثواب اس کے لئے لکھ دیتا ہے اور اگر کسی نے کسی برائی کا ارادہ کیا، لیکن اسے کیا نہیں، تو اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر ارادے کے مطابق اس برائی کو کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ہی برائی لکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو سيئة، و کتاب التوحيد - و صحیح مسلم، کتاب الإيمان، باب إذا هم العبد بحسنة كتب، وإذا هم بسيئة لم تكتب.

۱۱۔ فوائد: جو بات نبی ﷺ، اللہ تبارک و تعالیٰ کے حوالے سے بیان فرمائیں، اسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو الامام کے ذریعے سے آگاہ فرماتا ہے۔ اس میں اللہ کی اس وسعت فضل و کرم کا بیان ہے جو وہ اپنے بندوں کے ساتھ فرماتا ہے اور قیامت والے دن بھی فرمائے گا۔

۱۲۔ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عُمَرَ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضَعْفٌ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۲۔ حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ”تم سے پہلی امتوں میں سے تین شخص

تھے جو ایک ساتھ سفر پر نکلے، حتیٰ کہ رات ہو گئی، چنانچہ رات گزارنے کے لئے وہ ایک غار میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد پہاڑ سے ایک بڑا سا پتھر لڑھک کر نیچے آیا جس نے غار کے دھانے کو بند کر دیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا، ان کی سمجھ میں یہی بات آئی کہ اس ابتلاء سے نجات کی یہی صورت ہے کہ تم اپنے اعمال صالحہ کے واسطے سے اللہ سے دعاء کرو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے عمل کے حوالے سے دعائیں کیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: یا اللہ! تو جانتا ہے، میرے بوڑھے ماں باپ تھے اور شام کو میں سب سے پہلے انہی کو دودھ پلاتا تھا، ان سے پہلے میں اہل و عیال کو اور خادم و غلام کو نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن درختوں کی تلاش میں میں دور نکل گیا اور جب واپس لوٹ کر آیا تو والدین سو چکے تھے، میں نے شام کا دودھ دوا اور ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں، میں نے ان کو جگانا بھی پسند نہیں کیا اور ان سے قبل اپنے اہل اور غلاموں کو دودھ پلانا بھی گوارا نہیں کیا۔ میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں پکڑے، ان کے سرہانے کھڑا، ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا، جب کہ بچے بھوک کے مارے میرے قدموں میں بلبلاتے رہے، حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور وہ بیدار ہوئے، میں نے انہیں ان کے شام کے حصے کا دودھ پلایا اور انہوں نے پیا۔ یا اللہ اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا، تو ہم اس چٹان کی وجہ سے، جس نے غار کا منہ بند کر دیا ہے، جس مصیبت میں پھنس گئے ہیں، اس سے ہمیں نجات عطا فرما دے۔ اس دعاء کے نتیجے میں وہ چٹان تھوڑی سی سرک گئی، لیکن ابھی اس سے باہر نکلنا ممکن نہیں تھا۔ دوسرے شخص نے دعاء کی، یا اللہ! میری چچا زاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ

«اِنطَلَقَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتَّىٰ اَوَاٰهُمْ الْمَبِيتُ اِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ، فَاِنْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمْ الْغَارَ، فَقَالُوا: اِنَّهُ لَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوْا اللّٰهَ بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ. قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: اللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَكُنْتُ لَا اَغْبِيْ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَلَا مَالًا. فَتَأَيَّ بِِيْ طَلَبُ الشَّجَرِ يَوْمًا فَلَمْ اُرْخْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ، فَكَرِهْتُ اَنْ اَوْقِظَهُمَا وَاَنْ اَغْبِيْ قَبْلَهُمَا اَهْلًا اَوْ مَالًا، فَلَبِثْتُ - وَالْقَدَحُ عَلَى يَدِيْ - اَنْتَظِرُ اسْتَيْقَاطَهُمَا حَتَّى يَرْقَ الْفَجْرُ وَالصُّبْحُ يَتَضَاغُونَ عِنْدَ قَدَمِيْ فَاسْتَقِظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا، اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ اِنْتِغَاءً وَجْهَكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ، فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهُ. قَالَ الْاٰخَرُ: اللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ لِيْ ابْنَةٌ عَمَّ كَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيَّ - وَفِي رَوَايَةٍ: كُنْتُ اُحِبُّهَا كَأَشَدَّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ - فَارْدَتْهَا عَلٰى نَفْسِهَا فَانْتَعَتْ مِنِّي حَتَّى اَلَمْتُ بِهَا سَنَةً مِنَ السَّنِيْنَ فَجَاءَتْنِيْ فَاَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةً دِيْنَارٍ عَلٰى اَنْ تُحَلِّيَ بَنِيَّ وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلْتُ، حَتَّى اِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهِمَا - وَفِي رَوَايَةٍ: فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رَجُلَيْهَا - قَالَتْ: اِنَّ اللّٰهَ لَا تَقْضُ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهِ، فَاَنْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ وَتَرَكْتُ الدَّهَبَ الَّذِيْ اَعْطَيْتُهَا، اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ



محبوب تھی (دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں) میں اس سے اتنی شدید محبت کرتا تھا جتنی کہ زیادہ سے زیادہ محبت مردوں کو عورتوں سے ہو سکتی ہے۔ پس میں نے (ایک مرتبہ) اس سے اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ آمادہ نہیں ہوئی اور اس نے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ قحط سالی نے اسے میرے پاس آنے پر مجبور کر دیا، میں نے اسے اس شرط پر ایک سو بیس دینار دیئے کہ وہ میرے ساتھ خلوت اختیار کرے، چنانچہ وہ آمادہ ہو گئی۔ جب میں اس پر قادر ہو گیا (اور وہ میرے قابو میں آگئی) دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔ جب میں (اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لئے) اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا، تو اس نے کہا ”اللہ سے ڈر! اور اس مرکوناقح مت توڑ“ (اس کے ان الفاظ نے یا اللہ تیرا خوف مجھ پر طاری کر دیا) اور میں اس سے دور ہو گیا (اسے چھوڑ دیا) حالانکہ وہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھے پیاری تھی اور میں نے سونے کے وہ دینار بھی چھوڑ دیئے جو میں نے اسے دیئے تھے۔ یا اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا تھا تو یہ نازل شدہ مصیبت ہم سے دور فرما دے! چنانچہ وہ چٹان کچھ اور سرک گئی، لیکن باہر نکلنے کا راستہ اب بھی نہیں بنا۔ تیرے نے دعاء کی۔ یا اللہ! میں نے کچھ مزدوروں کو اجرت پر رکھا تھا، سب کو میں نے ان کی اجرت عطا کر دی، صرف ایک مزدور اپنی مزدوری لئے بغیر چلا گیا تھا۔ میں نے اس کی مزدوری کی رقم کو کاروبار میں لگا دیا، حتیٰ کہ اس سے بہت سامان بن گیا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ ایک دن آیا اور آکر کہا ”اللہ کے بندے! مجھے میری اجرت ادا کر دے“ میں نے کہا ”یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تجھے نظر آرہے ہیں، یہ سب تیری اجرت کا ثمر ہے“ اس نے کہا ”اللہ کے

اِتِّغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ، فَاَنْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ اَنْهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهَا. وَقَالَ الثَّالِثُ: اَللّٰهُمَّ اسْتَاْجَرْتُ اَجْرَاءَ وَاَعْطَيْتُهُمْ اَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ، فَتَمَرَّتْ اَجْرُهُ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْاَمْوَالُ، فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَدَّ اِلَيَّ اَجْرِي، فَقُلْتُ: كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ اَجْرِكَ: مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيقِ. فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَسْتَهْزِءْ بِي! فَقُلْتُ: لَا اَسْتَهْزِءُ بِكَ، فَاَخَذَهُ كُلَّهُ فَاَسْتَاْفَهُ فَلَمْ يَتْرَكَ مِنْهُ شَيْئًا، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ اِتِّغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ، فَاَنْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْسُوْنَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

بندے! مجھ سے مذاق نہ کر" میں نے کہا "میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا" (حقیقت بیان کر رہا ہوں) چنانچہ (میری وضاحت پر) وہ سارا مال لے گیا، اس میں سے اس نے کچھ نہ چھوڑا۔ یا اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کی خاطر کیا ہے تو یہ مصیبت جس میں ہم پھنسے ہوئے ہیں، دور کر دے! پس وہ چٹان بالکل سرک گئی اور غار کا منہ کھل گیا اور سب باہر نکل آئے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب ﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ﴾ حدیث الغار، وکتاب الإجارة - صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب قصة أصحاب الغار الثلاثة، والتوسل بصالح الأعمال.

۱۲۔ فوائد: معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے وسیلے سے دعاء کرنی جائز ہے تاہم توسل بالذات، ایک بدعی عمل ہے جس سے احتساب کیا جائے، کیونکہ ایک تو اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ دوسرے، یہ خیر القرون کے تعامل کے خلاف ہے۔ (۲) والدین کی خدمت کو اولیت دی جائے، حتیٰ کہ بیوی بچوں سے بھی۔ (۳) اللہ کے در سے گناہ سے رک جانا، نہایت فضیلت والا عمل ہے۔ (۴) مزدوروں کے ساتھ اچھا معاملہ کیا جائے، جس کا حق رہ گیا ہو، اسے بہتر طریقے سے ادا کیا جائے۔ (۵) اخلاص، خشوع و خضوع اور الحاح و زاری سے کی گئی دعاء قبول ہوتی ہے۔ (۶) اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی خرق عادت کے طور پر بھی مدد فرماتا ہے، جسے کرامت کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کے معجزوں کی طرح اولیاء اللہ کی کرامت بھی برحق ہیں۔ تاہم معجزات اور کرامات، دونوں صرف اللہ کی مشیت سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ انبیاء و اولیاء جب چاہیں معجزات اور کرامات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

## ۲۔ توبہ کا بیان

## ۲۔ باب التَّوْبَةِ

قال العلماء: التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ، فَإِنْ كَانَتْ الْمَعْصِيَةُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى لَا تَتَعَلَّقُ بِحَقِّ آدَمِيٍّ؛ فَلَهَا ثَلَاثَةٌ شُرُوطٍ: أَحَدُهَا: أَنْ يُفْلَعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ. وَالثَّانِي: أَنْ يَنْدَمَ عَلَى فِعْلِهَا. وَالثَّالِثُ: أَنْ يَزْعُمَ أَنْ لَا يَعُودَ إِلَيْهَا أَبَدًا. فَإِنْ فَعَّلَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ لَمْ تَصِحَّ تَوْبَتُهُ. وَإِنْ كَانَتْ الْمَعْصِيَةُ تَتَعَلَّقُ بِآدَمِيٍّ

علماء نے کہا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔ اگر گناہ کا تعلق اللہ سے ہے، کسی آدمی کا حق اس سے متعلق نہیں ہے تو ایسے گناہ سے توبہ (کی قبولیت کے لئے) تین شرطیں ہیں، پہلی یہ کہ اس گناہ کو چھوڑ دے، جس سے وہ توبہ کر رہا ہے دوسری، یہ کہ اس پر ندامت (پشیمانی) کا اظہار کرے۔ تیسری، یہ کہ وہ پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی یہ گناہ نہیں کرے گا۔ اگر تین شرطوں میں سے ایک بھی شرط مفقود ہوگی، تو توبہ صحیح نہیں ہوگی۔ اور اگر اس گناہ کا تعلق دوسرے



فَشَرُّوْطُهَا اَرْبَعَةٌ: هَذِهِ الثَّلَاثَةُ، وَاَنْ يَنْبَرَأَ مِنْ حَقِّ صَاحِبِهَا؛ فَإِنْ كَانَتْ مَالًا أَوْ نَخْوَةً رَدَّهُ إِلَيْهِ، وَإِنْ كَانَتْ حَدًّا قَذَفَ وَنَخْوَةً مَكَّنَهُ مِنْهُ أَوْ طَلَبَ عَفْوَهُ، وَإِنْ كَانَتْ غِيَةً اسْتَحْلَهُ مِنْهَا. وَيَجِبُ أَنْ يَتُوبَ مِنْ جَمِيعِ الذُّنُوبِ، فَإِنْ تَابَ مِنْ بَعْضِهَا صَحَّتْ تَوْبَتُهُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَقِّ مِنْ ذَلِكَ الذَّنْبِ، وَيَقْبِي عَلَيْهِ الْبَاقِي. وَقَدْ تَظَاهَرَتْ دَلَائِلُ الْكِتَابِ، وَالسُّنَّةِ، وَإِجْمَاعُ الْأُمَّةِ عَلَى وَجُوبِ التَّوْبَةِ:

کا اجماع ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع (توبہ) کرو! شاید تم کامیاب ہو جاؤ“ اور فرمایا ”اپنے رب سے استغفار کرو اور اس کی طرف رجوع کرو“

نیز فرمایا ”اے ایمان والو! اللہ کی طرف خالص توبہ کرو“۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور: ۳۱]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ﴾ [هود: ۳]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾ [التحریم: ۸]۔

۱۳/۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے ”اللہ کی قسم! میں دن میں ۷۰ مرتبہ سے زیادہ اللہ سے گناہوں کی بخشش مانگتا اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

۱۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی اليوم والليلة۔  
۱۳۔ نوامد: اس میں توبہ و استغفار کی ترغیب ہے کہ جب نبی ﷺ جو مغفور تھے اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیئے تھے، جو دراصل گناہ بھی نہیں تھے بلکہ حسنات الابرار سمیات المقربین کے مطابق خلاف اولیٰ کام تھے، جنہیں گناہ سے تعبیر کر دیا گیا۔ تو پھر ہم عام لوگ کس طرح توبہ و استغفار سے بے نیاز رہ سکتے ہیں جب کہ از فرق تائبہ قدم (سر سے لے کر پاؤں تک) ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ (۲) توبہ کی کثرت اور اس کا استمرار ضروری ہے تاکہ غیر شعوری گناہ بھی معاف ہوتے رہیں۔ اگلی حدیث میں بھی توبہ کی تاکید ہے۔

۱۴۔ وَعَنْ الْأَعْرَبِيِّ بْنِ يَسَارٍ الْمُرْنَبِيِّ ۱۳/۲۔ حضرت اغرب بن یسار مرنبی رضی اللہ عنہ روایت کرتے

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منه.

میں اچانک وہ سواری اس کے سامنے اکھڑی ہو، وہ اس کی مہار پکڑ کر خوشی کی شدت میں کہہ ڈالے ”اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب“ فرط خوشی میں وہ غلٹی کر جائے۔

**تخریج:** صحيح بخارى، كتاب الدعوات، باب التوبة - صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب الحض على التوبة.

۱۵۔ فوائد: اس میں بھی توبہ کی ترغیب اور فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ سے بڑا خوش ہوتا ہے۔ (۲) جو غلطی بغیر قصد و ارادہ کے ہو جائے اس پر مواخذہ نہیں۔ (۳) تاکید کے لئے قسم کھانا جائز ہے۔ (۴) تنہیم و توضیح کے لئے مثال بیان کی جاسکتی ہے۔

۱۶ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَسْطُرُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ

۳/۱۶ - حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو برائی کرنے والا

لَيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَسْطُرُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ (رات کو) توبہ کر لے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے  
لَيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ تاکہ رات کو گناہ کا ارتکاب کرنے والا (دن کو) توبہ کر  
مِنْ مَغْرِبِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک

سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔ (جو قرب قیامت کی  
ایک بڑی نشانی ہے، اس نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد  
توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب غیرۃ اللہ تعالیٰ۔

۱۶- فوائد: اس میں اللہ کی ایک صفت، اس کا ہاتھ ہے، بیان کی گئی ہے۔ یہ ہاتھ کس طرح ہے اور اسے وہ کس  
طرح پھیلاتا ہے؟ اس کی حقیقت و کیفیت کو ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں۔ البتہ اس کی حقیقت و کیفیت  
کے علم اور تاویل و تشبیہ کے بغیر اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ رات یا دن  
کی جس گھڑی میں بھی کوئی گناہ ہو جائے انسان بلا تاخیر توبہ کے لئے بارگاہ الہی میں جھک جائے۔

۱۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۵ / ۱۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَابَ قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَفْسُ اللَّهِ فِيهِ» جو شخص 'سورج کے مغرب  
أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ» سے طلوع ہونے سے قبل، توبہ کر لے گا، اللہ تعالیٰ اس  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ کی توبہ قبول فرمائے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استجاب الاستغفار۔

۱۷- فوائد: توبہ کے لغوی معنی 'رجوع کرنا ہیں۔ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اللہ سے دور ہو جاتا ہے، پھر توبہ کرتا  
ہے تو گویا اس دوری سے اللہ کی طرف رجوع کر کے اس کے قرب اور مغفرت کی خواہش کرتا ہے۔ اسی رجوع  
الی اللہ کا نام توبہ ہے۔ اور تاب اللہ علیہ (اللہ اس پر رجوع فرماتا ہے) کا مطلب ہے، اللہ اس کی توبہ قبول  
فرماتا ہے۔

۱۸ - وَعَنْ أَبِي عُبَيْدٍ الرَّحْمَنِ ۶ / ۱۸ - ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغْرِغْ»  
سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک  
اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے  
جب تک اسے غرغہ شروع نہ ہو (یعنی عالم نزع اس پر

طاری نہ ہو)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب التوبة مقبولة قبل الغرغرة۔

۱۸- فوائد: غرغہ کا مطلب، روح کا جسم سے نکل کر گلے تک آجانا ہے، یعنی نزع (جان کنی) کا وقت۔ حدیث کے  
حسن ہونے کا مطلب ہے کہ اس کی سند، بغیر کسی شذوذ اور علت کے متصل ہے۔ تاہم اس کے راوی صحیح

حدیث کے راویوں سے کم تر ہیں۔ محدثین کے نزدیک حدیث حسن بھی، حدیث صحیح کی طرح، قابل عمل ہے۔

۱۹۔ وَعَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: ۱۹/۷۔ زُر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ پوچھنے کے لئے حضرت صفوان بن عسال کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا، اے زر! کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا، علم طلب کرنے کے لئے، آپ نے فرمایا: فرشتے اپنے پر طالب علم کے لئے بچھا دیتے ہیں، اس علم (دین) سے خوش ہو کر جو وہ حاصل کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے سینے میں پیشاب پاخانے کے بعد موزوں پر مسح کرنے کی بابت اشتباہ پیدا ہو گیا ہے۔ آپ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں، اس لئے میں آپ سے پوچھنے کے لئے آیا ہوں کہ کیا آپ نے اس کی بابت نبی ﷺ کو کچھ بیان کرتے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا ”ہاں“۔ آپ، جب ہم مسافر ہوتے، حکم دیتے تھے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین راتیں نہ اتاریں (یعنی اتنی مدت تک ان پر مسح کرتے رہیں) مگر جنابت سے (یعنی اگر انسان جنبی ہو جائے تو پھر اس کے لئے غسل ضروری ہے، اس لئے موزے اتارنے ضروری ہوں گے) لیکن پیشاب، پاخانے اور نیند سے (یعنی ان چیزوں سے موزے اتارنے کی ضرورت نہیں ہے، ان کے بعد بدستور مسح جائز ہے) میں نے کہا: کیا آپ نے نبی ﷺ کو محبت کے بارے میں بھی کچھ بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا ”ہاں“۔ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم ایک وقت آپ کے پاس تھے کہ ایک اعرابی (بدو) نے آپ کو نہایت اونچی آواز سے پکارا۔ یا محمد!۔ نبی ﷺ نے بھی اونچی آواز میں اسے جواب دیا کہ میں یہاں ہوں۔ میں نے اس سے کہا، افسوس ہے، تجھ پر! اپنی آواز پست کر، تو نبی ﷺ کے پاس ہے اور اس طرح اونچی آواز سے بولنا تیرے لئے ممنوع ہے۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم! میں تو آواز پست

مَفْتُوحًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

نہیں کروں گا، اعرابی نے (مزید) کہا کہ آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے دراصل حالیکہ وہ ان سے نہیں ملا؟ (یہ گویا اس کا سوال تھا جو اس نے کیا) نبی ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا ”آدمی“ قیامت کے روز ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن سے اس کو محبت ہو گی“ پھر آپ ہم سے گفتگو فرماتے رہے، حتیٰ کہ آپ نے مغرب کی جانب ایک دروازے کا ذکر فرمایا جس کی چوڑائی کی مسافت ۴۰ یا ۷۰ سال ہے یا یوں فرمایا کہ اس کی چوڑائی میں ایک سوار ۴۰ یا ۷۰ سال چلتا رہے۔ حضرت سفیان۔ کیے از راویان حدیث۔ فرماتے ہیں کہ یہ دروازہ شام کی طرف ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دروازے کو اس وقت پیدا فرمایا جب اس نے آسمان و زمین کی تخلیق کی اور اسی وقت سے یہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے، یہ اس وقت تک بند نہیں ہو گا جب تک سورج اس (مغرب) کی طرف سے طلوع نہیں ہو گا۔ (روایت کیا اس کو ترمذی وغیرہ نے، اور کما یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ما جاء في فضل التوبة والاستغفار، وما ذكر من رحمة الله لعباده - وسنن نسائي، كتاب الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين للمسافر - وسنن ابن ماجه، كتاب الطهارة وكتاب الفتن.

۱۹- **فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ اس کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے۔ جواز مسح کے لئے یہ شرط ہے کہ موزے پاک ہوں اور کامل طہارت کے بعد پہنے گئے ہوں، علاوہ ازیں نئے ڈھکے ہوئے ہوں۔ حدث اصغر (یعنی وضوء ٹوٹ جانے) کی صورت میں پیروں کو دھونے کی بجائے، موزوں پر مسح کر لینا کافی ہو گا۔ اور وضوء، سونے سے، پیشاب پاخانہ کرنے سے یا ہوا خارج ہونے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ حدث اکبر (مثلاً جنابت، حیض اور نفاس) کی صورت میں موزے اتار کر غسل کرنا ضروری ہے۔ گویا حدث اکبر سے مسح کا جواز ختم ہو جائے گا، جیسے مدت گزرنے سے ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بے وضو ہونے کی حالت میں موزے اتارنے سے بھی یہ جواز ختم ہو جائے گا۔ تاہم اگر مدت ختم ہو جائے، یا موزے اتار دیئے جائیں جب کہ ابھی وضوء برقرار ہو تو ان دونوں صورتوں میں مکمل وضوء کرنے کی بجائے، صرف پیروں کا دھو لینا کافی ہو گا (فتا السنہ - للسید سابق)۔ (۲) با وضوء ہونے کی حالت میں موزے اتار دیئے جائیں تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ پاؤں طاہر ہیں۔ دیکھئے المسح علی الجورین للقاسمی کے

آخر میں شیخ البانی کا رسالہ (۳) انسان کو نیک لوگوں سے محبت رکھنی چاہئے تاکہ قیامت والے دن اس کا شمار زمرہ صالحین میں ہو۔ اس حدیث سے اور بھی متعدد مسائل معلوم ہوتے ہیں، جنہیں بہ ادنیٰ تامل ہر صاحب شعور سمجھ سکتا ہے۔

۸ / ۲۰ - حضرت ابو سعید سعد بن مالک بن سنان الخدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا، اس نے ننانوے (۹۹) قتل کئے، اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کی بابت لوگوں سے پوچھا، تو اسے ایک راہب (پادری) کا پتہ بتلایا گیا، اس نے اس سے جا کر پوچھا کہ اس نے ننانوے قتل کئے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا ”نہیں“ اس نے اس پادری کو بھی قتل کر کے سو کی تعداد پوری کر لی، اس نے پھر پوچھا کہ مجھے سب سے بڑا عالم بتلاؤ؟ اسے ایک عالم کی نشاندہی کی گئی، اس نے اس سے جا کر پوچھا کہ اس نے سو آدمی قتل کئے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس عالم نے کہا ”ہاں، کون ہے جو اس کے اور اس کی توبہ کے درمیان حائل ہو؟ جا، فلاں زمین پر چلا جا! وہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں، تو بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کر اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ آنا، یہ برائی کی زمین ہے۔ چنانچہ اس نے نیوں کی اس بستی کی طرف سفر شروع کر دیا، ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا، کہ اسے موت آگئی (اس کی روح کو لینے کے لئے) رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں ہی آگئے اور ان کے مابین جھگڑا شروع ہو گیا۔ ملائکہ رحمت نے کہا، وہ تائب ہو کر آیا تھا اور دل کی پوری توجہ سے وہ اللہ کی طرف آنے والا ہے۔ عذاب کے فرشتے بولے، اس نے کبھی بھلائی کا کام نہیں کیا (اس لئے وہ عذاب کا مستحق ہے) ان فرشتوں کے مابین یہ جھگڑا جاری تھا کہ ایک فرشتہ، آدمی کی شکل

۲۰ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كَانَ فَيَمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَذُلَّ عَلَى رَاهِبٍ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَهُ فَكَمَلَ بِهِ مِائَةً، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَذُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةً نَفْسٍ فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَهَنْ يَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ انْطَلِقْ إِلَى أَرْضٍ كَذَا وَكَذَا، فَإِنَّ بِهَا أَنْاسًا يَغْبِذُونَ اللَّهَ تَعَالَى فَاعْبُدِ اللَّهَ مَعَهُمْ، وَلَا تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضٌ سُوءٌ، فَانْطَلِقْ حَتَّى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ أَتَاهُ الْمَوْتُ، فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ. فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَنْعَمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَأَنَانُهُمْ مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ - أَيْ حَكَمًا - فَقَالَ: قَبِسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَذْنَى فَهُوَ لَهُ، فَقَاسُوا فَوَجَدُوهُ أَذْنَى إِلَى الْأَرْضِ النَّسِيَّ أَرَادَ، فَقَبَضَهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّبْحِ: «فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ بِشِيرٍ، فَجُعِلَ مِنْ أَهْلِهَا»، وَفِي



رَوَايَةُ فِي الصَّحِيحِ: «فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي، وَإِلَى هَذِهِ أَنْ تَقْرَبِي، وَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوَجَدُوهُ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرِ فَعُفْرِ لَهُ، وَفِي رَوَايَةٍ: «فَنَأَى بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا».

میں آیا‘ اسے انہوں نے اپنا حکم بنالیا‘ اس نے فیصلہ دیا‘ دونوں زمینوں کے مابین مسافت کو ناپو (یعنی جس علاقے سے وہ آیا تھا وہاں سے یہاں تک کا فاصلہ اور یہاں سے نیکوں کے علاقے کا فاصلہ‘ دونوں کی پیمائش کرو) ان دونوں میں سے وہ جس کے زیادہ قریب ہو‘ وہی اس کا حکم ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے پیمائش کی تو انہوں نے اس زمین کو زیادہ قریب پایا جس کی طرف وہ ارادہ کئے جا رہا تھا‘ پس اسے رحمت کے فرشتوں نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ (متفق علیہ)

اور صحیح کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے‘ پس پیمائش میں وہ نیکوں کی بستی کی طرف ایک بالشت زیادہ قریب نکلا‘ چنانچہ اسے اس بستی کے نیک لوگوں میں سے کر دیا گیا۔

نیز ”صحیح“ ہی کی ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ اللہ نے اس زمین کو (جہاں سے وہ آ رہا تھا) حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور ارض صالحین کو (جس کی طرف جا رہا تھا) حکم دیا کہ تو قریب ہو جا اور فرمایا کہ ان دونوں کے مابین فاصلہ ناپو‘ جب انہوں نے ناپا تو ارض صالحین کی طرف اسے ایک بالشت زیادہ قریب پایا‘ پس اسے بخش دیا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے سینے کے سہارے (بطور کراحت) سرک کر پہلی زمین سے دور ہو کر (تھوڑا سا) دوسری طرف ہو گیا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل - وصحیح مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القتال.

۲۰۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ گناہ گار سے گناہ گار ترین شخص کے لئے بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کی توبہ قبول فرماتا ہے‘ بشرطیکہ خالص توبہ ہو (جس کی شرائط پہلے گزر چکی ہیں)۔ (۲) علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسئلہ بتلاتے وقت‘ سائل کی نفسیات اور اس کی مشکلات کو سامنے رکھیں اور ایسی حکمت عملی اختیار کریں کہ جس سے اللہ کے حکم میں بھی تبدیلی نہ آئے اور سائل بھی اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر گناہوں پر مزید دلیر نہ ہو۔ (۳) نیک لوگوں کے ساتھ رہنا بہتر اور بدوں کے ساتھ رہنا خطرناک ہے۔ (۴) بوقت

ضرورت فرشتے اللہ کے حکم سے انسانی صورت میں آتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

۲۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ بَنِي حِمْيَرَ عَمِي قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِحَدِيثِهِ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ. قَالَ كَعْبٌ: لَمْ أَتَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا قَطُّ إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي قَدْ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهُ، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ يُرِيدُونَ عِيرَ قُرَيْشٍ حَتَّى جَمَعَ اللَّهُ تَعَالَى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ. وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَاقَفْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَا أَحْبَبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا. وَكَانَ مِنْ خَبَرِي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَبْسَرُ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَاللَّهِ مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، فَغَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَرْوٍ شَدِيدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا، وَاسْتَقْبَلَ عَدَدًا كَثِيرًا، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أَهْبَةً غَزَوْهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِي يُرِيدُ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ كَثِيرٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ

۲۱/۹۔ عبد اللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے۔ یہ عبد اللہ، حضرت کعب کے بیٹوں میں سے ان کا رہبر تھا، جب وہ آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئے تھے، یہ کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے باپ) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو وہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب وہ غزوہ تبوک میں نبی ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت کعب نے بیان فرمایا۔ جب بھی نبی ﷺ نے کوئی غزوہ (جہاد) کیا، میں آپ سے پیچھے نہیں رہا، سوائے غزوہ تبوک کے (اس غزوہ میں میں آپ کے ساتھ نہیں گیا) البتہ غزوہ بدر میں بھی میں پیچھے رہا تھا، لیکن غزوہ بدر میں پیچھے رہنے والوں پر ناراضی کا اظہار نہیں کیا گیا تھا۔ اس غزوہ میں تو دراصل رسول اللہ ﷺ اور مسلمان قافلہ قریش کے تعاقب میں نکلے تھے (یعنی ابتداءً جہاد کی نیت نہیں تھی) یہاں تک کہ اللہ نے ان کو اور ان کے دشمنوں کو بغیر وعدے (بغیر ارادہ و اعلان قتال) کے ایک دوسرے کے مقابل جمع (صف آرا) کر دیا اور عقبہ کی رات (مئی میں) میں حاضر تھا جب ہم نے اسلام پر نبی ﷺ سے عہد وفا باندھا تھا۔ اگرچہ واقعہ بدر کا چرچا لوگوں میں، عقبہ کی رات سے زیادہ ہے، لیکن مجھے بدر کی حاضری سے، اس رات کی حاضری زیادہ محبوب ہے (کیونکہ اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے) اور میرے غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہنے کا واقعہ اس طرح ہے کہ میں اتنا زیادہ قوی اور اتنا زیادہ خوش حال کبھی نہیں تھا جتنا اس وقت تھا جب میں غزوہ تبوک میں آپ سے پیچھے رہا۔ اللہ کی قسم میرے پاس کبھی اتنی دو سواریاں نہیں ہوئی تھیں، جب کہ اس موقع پر مجھے بیک وقت دو سواریاں میسر تھیں (مطلب یہ ہے کہ اسباب و وسائل کے اعتبار سے میرے پیچھے رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا) اور رسول



اللہ ﷺ جب بھی کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو آپ اس کے غیر کے ساتھ تور یہ فرماتے (یعنی سفر کی اصل سمت چھوڑ کر عام طور پر دوسری سمت کا ذکر یا اسے اختیار فرماتے، تاکہ دشمن سے اصل حقیقت مخفی رہے) حتیٰ کہ یہ غزوہ تبوک ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت یہ غزوہ فرمایا، سخت گرمی کا موسم تھا، سفر بھی دور کا اور جنگل بیابانوں کا تھا اور جس دشمن سے مقابلہ تھا، وہ بھی بہت بڑی تعداد میں تھا، اس لئے آپ نے (توریے کی بجائے) اپنے معاملے (یعنی اس محاذ جنگ) کو مسلمانوں کے سامنے کھول کر بیان فرمایا تاکہ وہ اس کے مطابق بھرپور تیاری کر لیں، پس آپ نے انہیں وہ سمت بھی بتلا دی جس کا آپ ارادہ فرما رہے تھے۔ مسلمان، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بڑی تعداد میں تھے اور کوئی یادداشت کی کتب ایسی نہیں تھی جس میں ان کے نام درج ہوتے (اس سے ان کی مراد رجسٹر تھا) حضرت کعب بن جریج فرماتے ہیں، اس لئے اگر کوئی شخص جنگ سے غیر حاضر رہتا تو وہ یہی گمان کرتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مخفی رہے گا اور وحی الہی کے بغیر اس کی غیر حاضری آپ کے علم میں نہیں آئے گی اور یہ غزوہ بھی رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا جب پھل پک چکے تھے اور ان کا سایہ عمدہ اور خوشگوار تھا اور میں انہی (پھلوں اور سایوں) کی طرف میلان رکھتا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے تیاری کی۔ (اور میرا حال یہ تھا کہ) صبح کو آتا تاکہ آپ کے ساتھ تیاری کروں، لیکن بغیر کوئی فیصلہ کئے لوٹ جاتا اور اپنے دل میں کہتا کہ میں جب چاہوں گا (شریک جنگ ہو جاؤں گا) میں پوری طرح وسائل سے بہرہ ور ہوں۔ میری یہی (گوگو) کی حالت رہی اور لوگ جماد کی تیاری میں لگے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمان ایک صبح

-یریدُ بِذَلِكَ الدِّيَوانَ۔ قَالَ كَعْبٌ: فَقَالَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَعَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنَّ ذَلِكَ سَيَحْفَى بِهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَخِي مِنَ اللَّهِ، وَغَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثَّمَارُ وَالظَّلَالُ فَأَنَا إِلَيْهَا أَصْعَمُ فَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَطَفِئْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُ، فَأَزْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئاً، وَأَقُولُ فِي نَفْسِي: أَنَا قَادِرٌ عَلَى ذَلِكَ إِذَا أَرَدْتُ، فَلَمْ يَزَلْ يَتِمَادَى بِي حَتَّى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجَدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَدِيباً وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جِهَازِي شَيْئاً، ثُمَّ غَدَوْتُ فَزَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئاً فَلَمْ يَزَلْ يَتِمَادَى بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأَدْرَكَهُمْ، فَيَا لَيْتَنِي فَعَلْتُ، ثُمَّ لَمْ يَقْدِرْ ذَلِكَ لِي، فَطَفِئْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَحْزَنُنِي أَنِّي لَا أَرَى لِي أُسُوءَ، إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصاً عَلَيْهِ فِي الثَّمَاقِ، أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَّرَ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكَ، فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِنُبُوكَ: «مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ، وَالنَّظَرُ فِي عِطْفِهِ. فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِشَسِّ مَا قُلْتُ! وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَبَيْنَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ رَأَى رَجُلًا مُبِيضًا يَنْزُولُ بِهِ

کو جہاد پر روانہ ہو گئے اور میں اپنی تیاری کے سلسلے میں کوئی فیصلہ ہی نہیں کر پایا، میں پھر صبح آیا اور لوٹ گیا اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔ پس میری کیفیت یہی رہی، حتیٰ کہ مجاہدین تیزی سے آگے جا رہے تھے اور جہاد کا معاملہ بھی آگے بڑھ گیا، میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی سفر پر روانہ ہو جاؤں اور ان کو جالوں، اے کاش! کہ میں ایسا کر لیتا۔ لیکن یہ میرے مقدر میں نہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد، جب میں لوگوں میں نکلتا تو یہ بات میرے لئے حزن و ملال کا باعث بنتی کہ میرے سامنے اب کوئی نمونہ ہے تو صرف ایسے شخص کا جو نفاق سے مطعون ہے (یا نفاق کی وجہ سے لوگوں میں حقیر ہے) یا ایسے کمزور لوگوں کا، جن کو اللہ نے معذور قرار دیا۔ سارے راستے رسول اللہ ﷺ کو میں یاد نہیں آیا، یہاں تک کہ آپ تبوک پہنچ گئے، تبوک میں جب آپ لوگوں میں تشریف فرما تھے، آپ کو میرا خیال آیا، پوچھا ”کعب بن مالک نے کیا کیا؟“ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا ”اس کو اس کی دو چادروں اور اپنے دونوں پہلوؤں کو دیکھنے نے روک لیا ہے (یعنی دولت اور اس کے عجب اور کبر نے اسے نہیں آنے دیا) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا ”تو نے ٹھیک نہیں کہا۔ اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! ہم نے اس کے اندر خیر کے علاوہ کچھ نہیں جانا“ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ آپ نے ایک سفید پوش آدمی کو ریگستان سے آتے ہوئے دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ابو خیشمہ ہو“ اور واقعی وہ ابو خیشمہ انصاری تھے اور یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے (ایک مرتبہ) ایک صلح کھجور (ذوالحلی کو، تقریباً) کھجور کا صدقہ کیا تو منافقین نے انہیں طعنہ دیا تھا (یعنی اس کے تھوڑے ہونے کا) حضرت کعبؓ نے کہا۔ جب مجھے یہ خبر پہنچی

السَّارِبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ»، فَإِذَا هُوَ أَبُو خَيْثَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَهُوَ الَّذِي تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ جِنَّ لَمَزَهُ الْمُتَنَافِقُونَ، قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوكَ حَضَرَنِي بَنِي، فَطُفِئْتُ أَتَذَكُرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ: بِمِ الْأَخْرُجِ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا، وَأَسْتَعِينُ عَلَى ذَلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَظْلَمَ قَادِمًا زَاخَ عَنِّي الْبَاطِلُ حَتَّى عَرَفْتُ أَنِّي لَمْ أَنْجُ مِنْهُ بِشَيْءٍ أَبَدًا، فَاجْتَمَعْتُ صَدَقَهُ، وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَادِمًا، وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَزَكَّاهُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ يَتَعَذَّرُونَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ، وَكَانُوا بَضْعًا وَثَمَانِينَ رَجُلًا فَقِيلَ مِنْهُمْ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَاطِنُهُمْ وَاسْتَغْفَرُوا لَهُمْ وَوَكَّلَ سَرَايِرَهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى جِئْتُ.

فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسَّمَ الْمُغَضَّبُ ثُمَّ قَالَ: تَعَالَ، فَجِئْتُ أُمَشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي: مَا خَلَّفَكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ قَدْ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ! قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَاللَّهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنِّي سَاخِرُجٌ مِنْ سَخَطِهِ بَعْدُ؛ لَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلَكِنَّنِي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذَبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ [أَنْ] يَسْخِطَكَ عَلَيَّ، وَإِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صَدَقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ إِنِّي لَأَزْجُو فِيهِ عُقْبَى اللَّهِ عَزَّ

کہ رسول اللہ ﷺ نے تبوک سے واپسی کا سفر شروع فرما دیا ہے تو مجھ پر غم کی کیفیت چھا گئی اور جھوٹے بہانے گھڑنے کا سوچنے لگا اور (دل میں) کہتا کہ کل (جب آپ واپس تشریف لائیں گے تو) آپ کی ناراضی سے میں کیسے بچوں گا؟ اور اس معاملے میں میں اپنے گھر کے ہر سمجھ دار آدمی سے بھی مدد طلب کرتا رہا۔ جب مجھے بتلایا گیا کہ اب رسول اللہ ﷺ آنے ہی والے ہیں تو (جھوٹے بہانے گھڑنے کا) باطل خیال میرے دل سے دور ہو گیا اور میری سمجھ میں یہ بات آگئی کہ میں جھوٹ سے کبھی بچاؤ حاصل نہیں کر سکوں گا، چنانچہ میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ کا معمول تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے، پھر لوگوں کے سامنے بیٹھ جاتے۔ اس سفر سے بھی واپسی پر جب آپ نے ایسا ہی کیا، تو منافقین نے آ آ کر عذر پیش کرنے اور حلف اٹھانے شروع کر دیئے اور یہ کچھ اوپر اسی (۸۰) آدمی تھے۔ آپ نے ان کے ظاہری عذر کو قبول فرما لیا، ان سے بیعت لی، ان کے لئے مغفرت کی دعاء فرمائی اور ان کی باطنی کیفیت کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، جب میں نے سلام کیا تو ایسے مسکرائے جس سے ناراضی کا اظہار ہوتا تھا، پھر فرمایا، آگے آ جاؤ! میں آگے آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے مجھ سے پوچھا ”تمہیں کس چیز نے (جما دے) پیچھے رکھا؟“ کیا تم نے اپنی سواری نہیں خرید لی تھی؟“ میں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں آپ کے علاوہ کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو یقیناً میں کوئی (جھوٹ موٹ) عذر کر کے اس کی ناراضی سے بچ جاتا، مجھے بحث و تکرار کا بڑا ملکہ حاصل ہے۔ لیکن اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ اگر آج میں

وَجَلَّ، وَاللّٰهُ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عَذْرٍ، وَاللّٰهُ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرُ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللّٰهُ فَيْسَكَ»، وَسَارَ رَجَالٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَاتَّبَعُونِي، فَقَالُوا لِي: وَاللّٰهُ مَا عَلِمْنَاكَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هَذَا، لَقَدْ عَجَزْتَ فِي أَنْ لَا تَكُونَ اعْتَدَرْتَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا اعْتَدَرَ إِلَيْهِ الْمُخَلَّفُونَ فَقَدْ كَانَ كَافِيكَ ذَلِكَ اسْتِغْفَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ. قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوا يُؤْتُونَنِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَكْذَبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هَذَا مَعِيَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ لَقِيَهِ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ، وَقِيلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيلَ لَكَ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمَا؟ قَالُوا: مُرَادَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْعَمَرِيُّ، وَهَلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِئِيُّ؟ قَالَ: فَذَكَّرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بِذَرَأٍ فِيهِمَا أَسُوءُ. قَالَ: فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوا هُمَا لِي. وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا إِلَيْهَا الثَّلَاثَةَ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، قَالَ: فَاجْتَنَبْنَا النَّاسَ - أَوْ قَالَ: تَغَيَّرُوا لَنَا - حَتَّى تَنَكَّرْتُ لِي فِي نَفْسِي الْأَرَضُ، فَمَا هِيَ بِالْأَرَضِ الَّتِي أَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً. فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكْنَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرَجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَكْلُمْنِي أَحَدٌ،

آپ کے سامنے جھوٹ بول کر سرخ رو ہو جاؤں اور آپ مجھ سے راضی ہو جائیں، تو عنقریب اللہ تعالیٰ (وحی کے ذریعے سے مطلع فرما کر) آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر میں آپ سے سچی بات عرض کر دوں تو اس کی وجہ سے آپ مجھ پر ناراض ہوں گے لیکن اس میں مجھے اللہ سے اچھے انجام کی امید ہے۔ (اس لئے سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ) اللہ کی قسم! (جہاد میں آپ کے ساتھ جانے میں) مجھے کوئی عذر نہیں تھا، اللہ کی قسم! میں اتنا طاقت ور اتنا خوش حال کبھی نہیں رہا جتنا میں اس وقت تھا جب آپ سے پیچھے رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اس شخص نے یقیناً سچ کہا ہے“ پس تم یہاں سے کھڑے ہو جاؤ، یہاں تک کہ تمہاری بابت اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے“ میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ آئے اور مجھ سے کہا ”اللہ کی قسم! ہمیں نہیں معلوم، کہ اس سے قبل تم نے کوئی گناہ کیا ہے، تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسا کوئی عذر پیش کرنے سے کیوں قاصر رہے، جیسا دوسرے پیچھے رہنے والوں نے پیش کیا، تمہارے گناہ (کی معافی) کے لئے یہی کافی تھا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے مغفرت کی دعاء فرماتے“ حضرت کعبؓ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! مجھے وہ (میری سچائی پر) ملامت کرتے اور ڈانٹتے رہے، یہاں تک کہ میرے جی میں آیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو کر اپنی پہلی بات کی تکذیب کر دوں (اور کوئی جھوٹا عذر پیش کر دوں) لیکن پھر میں نے ان سے پوچھا کہ میرے ساتھ والا معاملہ کسی اور کو بھی پیش آیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ تمہارے جیسا معاملہ دو اور آدمیوں کو بھی پیش آیا ہے اور انہوں نے بھی وہی بات کہی ہے جو تم نے کہی ہے اور انہیں بھی (بارگاہ رسالت سے) وہی کچھ کہا گیا ہے جو تمہیں کہا گیا ہے۔ میں نے ان سے

وَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَسْلَمَ عَلَيْهِ، وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: هَلْ حَرَكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا؟ ثُمَّ أَصْلَى قَرِيبًا مِنْهُ وَأَسَارَفُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي نَظَرَنِي إِلَيَّ، وَإِذَا التَفَتُ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي، حَتَّى إِذَا طَالَ ذَلِكَ عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِينَ مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَاحِبُ النَّاسِ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللَّهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ أَتَشْذُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﷺ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ فَتَأَشَّدْتُه فَسَكَتَ، فَعُدْتُ فَتَأَشَّدْتُه فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَفَاضَتْ عَيْنَايَ، وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ. فَبَيْنَا أَنَا أَهْمِي فِي سُوقِ الْمَدِينَةِ إِذَا بَطِيٌّ مِنْ بَنِي أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ: مَنْ يَذُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَطَفَّقَ النَّاسُ يُبِيرُونَ لَهُ إِلَيَّ حَتَّى جَاءَنِي فَدَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، وَكُنْتُ كَاتِبًا. فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيهِ: أَنَا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللَّهُ بَدَارَ هَوَانٍ وَلَا مُضِيعَةٍ، فَالْحَقْ بِنَا نَوَاسِكَ فَقُلْتُ حِينَ قَرَأْتُهَا: وَهَذِهِ أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَصَبَّحْتُ بِهَا النَّشُورَ فَسَجَرْتُهَا، حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ مِنَ الْخَمْسِينَ وَاسْتَلَبْتُ الرِّوْحِي إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَأْتِنِي، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزَلَ أَمْرَ أُنْثَى، فَقُلْتُ: أَطْلُقُهَا، أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟

پوچھا، وہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے کہا۔ ایک مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ الواقفی، یہ دونوں آدمی جن کا انہوں نے میرے سامنے ذکر کیا، نیک تھے اور جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے اور ان میں میرے لئے نمونہ تھا۔ جس وقت انہوں نے ان دونوں آدمیوں کا میرے سامنے ذکر کیا تو میں اپنے سابقہ موقف پر جم گیا (اور میرا وہ تذبذب دور ہو گیا جس میں میں ان کی زبردستی سے مبتلا ہو گیا تھا)۔

رسول اللہ ﷺ نے، پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہم تینوں سے لوگوں کو گفتگو کرنے سے روک دیا۔ حضرت کعبؓ نے بیان کیا، لوگ ہم سے کنارہ کش ہو گئے، یا یہ کہا کہ لوگ ہمارے لئے بدل گئے، حتیٰ کہ زمین بھی میرے لئے، میرے جی میں، اوپری بن گئی۔ یہ زمین میرے لئے وہ نہ رہی جو میری جانی پہچانی تھی۔ اس طرح پچاس راتیں ہم نے گزاریں۔ میرے دوسرے اور دو ساتھی جو تھے وہ عاجز ہو گئے اور گھروں میں بیٹھے روتے رہے۔ لیکن میں بالکل جوان اور نہایت قوی و توانا تھا، پس میں گھر سے باہر نکلا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا۔ لیکن مجھ سے کلام کوئی نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا اور آپ جب نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے، تو آپ کو سلام بھی عرض کرتا اور اپنے دل میں کہتا کہ سلام کے جواب میں آپ اپنے مبارک لبوں کو جنبش دیتے ہیں یا نہیں؟ پھر آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور دزدیدہ نظروں سے آپ کو دیکھتا (تو میں نے دیکھا کہ) جب میں نماز پر متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف نظر فرماتے اور جب میں آپ کی طرف رخ کرتا تو آپ مجھ سے اعراض فرما لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی (میرے ساتھ) سختی اور بے رخی زیادہ

قَالَ: لَا بَلْ اغْتَرَلَهَا فَلَا تَقْرَبْنَهَا، وَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبِيَّ بِمِثْلِ ذَلِكَ. فَقُلْتُ لَا مَرَاتِي: الْحَقِيقِي بِأَهْلِكَ فَكُونِي عَنْهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ، فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟ قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكَ» فَقَالَتْ: إِنَّهُ وَاللَّهِ مَا بِهِ مِنْ حَرَكَةٍ إِلَى شَيْءٍ، وَاللَّهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هَذَا. فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوْ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي امْرَأَتِكَ، فَقَدْ أَذِنَ لَامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ؟ فَقُلْتُ: لَا اسْتَأْذَنْ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَمَا يُذَرِّبُنِي مَاذَا يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ! فَلَبِثْتُ بِذَلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، فَكَمَلْتُ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نَهَيْ عَن كَلَامَنَا.

ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بَيْتِنَا، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى مِنَّا، قَدْ ضَاعَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَضَاعَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَجَبْتُ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفَى عَلَى سَلْعٍ يَقُولُ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكِ أَبْشِرْ، فَخَرَزْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ. فَأَذَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّيْ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ قَبْلَ صَاحِبِيَّ مُبْتَرُونَ، وَرَكَضَ رَجُلٌ إِلَيَّ فَرَسًا



دراز ہو گئی تو ایک روز میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر چلا گیا اور وہ میرا چچا زاد بھائی اور لوگوں میں مجھے محبوب ترین تھا۔ میں نے اسے سلام کیا، لیکن اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے اس سے کہا، ابو قتادہ! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تو میری بابت جانتا ہے کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ وہ خاموش رہا، میں نے دوبارہ قسم دے کر پوچھا، وہ خاموش رہا، حتیٰ کہ تیسری مرتبہ قسم دے کر بھی سوال دہرایا، تو اس نے یہ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ جس پر میری آنکھوں سے (بے اختیار) آنسو جاری ہو گئے اور میں (جیسے گیا تھا ویسے ہی) دیوار پھاند کر واپس آگیا۔

اسی اثناء میں ایک روز مدینے کے بازار میں جا رہا تھا کہ اچانک اہل شام کے نبیوں میں سے ایک نبی کی طرف میری رہنمائی کرے؟ لوگ اسے میری طرف اشارہ کرنے لگے، یہاں تک کہ وہ میرے پاس آگیا اور اس نے مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا، میں پڑھا لکھا تو تھا ہی، میں نے اسے پڑھا اس میں اس نے لکھا تھا۔

”ابا عبد! ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ تمہارے ساتھی نے تم پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت کے گھر میں رہنے یا ضائع کرنے کے لئے نہیں بنایا ہے، ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ، ہم تم سے پوری ہمدردی کریں گے۔“

جس وقت میں نے یہ پڑھا تو میں نے کہا، یہ بھی ایک آزمائش ہے، میں نے اسے تور میں ڈال کر جلا ڈالا۔ حتیٰ کہ جب پچاس دنوں میں سے چالیس دن گزر گئے اور (میرے بارے میں) وحی کا سلسلہ بھی (ابھی

وَسَعَى سَاعٍ مِّنْ أَسْلَمَ قَبْلِي وَأَوْفَى عَلَى الْجَبَلِ، وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ نُزْوِيَّ فَكَسَوْتُهُمَا إِيَّاهُ بِشَارَتِهِ، وَاللَّهِ مَا أَثْلُكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ، وَاسْتَعَزْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبَسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ أَنَا وَمُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتْلُقَانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهْتَوْنِي بِالتَّوْبَةِ وَيَقُولُونَ لِي: لَتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ، حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُهْزِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَتَّأَنِي، وَاللَّهِ مَا قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ، فَكَانَ كَغَبٍّ لَا يَنسَاهَا لَطَلْحَةُ. قَالَ كَغَبٍّ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ الشُّرُورِ: أَبَشِّرْ بِخَيْرٍ يَوْمَ مَرَّ عَلَيْكَ مُذْ وَلَدْتُكَ أَثْلُكَ، فَقُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ وَجْهُهُ قِطْعَةَ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أُنْخَلَعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أُنْسِكَ عَلَيْكَ بَعْضُ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ، فَقُلْتُ: إِنِّي أُنْسِكَ سَهْمِي الَّذِي بِخَبِيرٍ. وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِنَّمَا آتَانِي بِالصَّدَقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثُ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيَتْ،

تک) موقوف ہی تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک قاصد کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھا، اس نے آکر کہا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے (بھی) علیحدگی اختیار کر لو! میں نے پوچھا، کیا میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا، طلاق نہیں، اس سے علیحدگی اختیار کرو پس اس کے قریب مت جاؤ! اور میرے دوسرے دو ساتھیوں کو بھی آپ نے یہی پیغام بھجوایا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا، اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور انہیں کے پاس رہو! یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کا فیصلہ فرما دے۔ (میرے دو ساتھیوں میں سے ایک ساتھی) ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے کہا کہ ہلال بست بوڑھے ہیں اور ان کے لئے کوئی خادم بھی نہیں ہیں، کیا اگر میں ان کی خدمت کروں تو آپ کو ناپسند ہے؟ آپ نے فرمایا ”نہیں“ لیکن وہ تم سے قربت (صحبت) نہ کریں“ بیوی نے کہا، اللہ کی قسم، اب ان میں کسی چیز کی طرف حرکت کی طاقت ہی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں، اللہ کی قسم! جب سے یہ معاملہ ہوا ہے، اس وقت سے اب تک، ان کا سارا وقت روتے ہوئے گزرتا ہے۔ (حضرت کعب بن جریجؓ فرماتے ہیں) مجھ سے (بھی) میرے بعض گھر والوں نے کہا کہ اگر تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت طلب کر لو (تو اچھا ہے) آپ نے (اجازت طلب کرنے پر) ہلال بن امیہ کی بیوی کو بھی تو ان کی خدمت کرنے کی اجازت عطا فرما دی ہے۔ میں نے کہا، میں اس کی بابت رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں مانگوں گا، مجھے نہیں معلوم، جب میں آپ سے اجازت مانگوں گا تو آپ کیا جواب دیں گے، کیونکہ میں تو نوجوان آدمی ہوں (جب کہ ہلال بالکل بوڑھے ہیں) پس اس طرح دس

فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَتْلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی، فِی صِدْقِ الْحَدِيثِ مِنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ مِمَّا أَتْلَانِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَاللّٰهُ مَا تَعَمَّدَتْ كِذْبَةً مِنْذُ قُلْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی یَوْمِیْ هَذَا، وَاِنِّیْ لَا رَجُوْا اَنْ یَّخْفِظَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْمَا بَقِیَ، قَالَ: فَانْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُهَاجِرِیْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِی سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ حَتّٰی بَلَغَ: ﴿وَإِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِیْمٌ﴾ رَعَلَ الْفُلُكَةِ الَّذِیْنَ خَلَفُوا حَتّٰی اِذَا صَافَتْ عَلَیْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ حَتّٰی بَلَغَ: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُلُّوْا مَعَ الْفَاضِلِیْنَ﴾ [التوبة: ۱۱۷-۱۱۹]، قَالَ كَعْبٌ: وَاللّٰهُ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اِذْ هَدَانِیَ اللّٰهُ لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ صِدْقِیْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا أَكُوْنَ كِذْبَتُهُ، فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِیْنَ كَذَبُوا؛ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ لِلَّذِیْنَ كَذَبُوا حِیْنَ أَنْزَلَ الْوَحْیَ شَرًّا مَا قَالَ لِأَحَدٍ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿سَيَخْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَعْنُكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَیْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَا بُدِئَ بِهِمْ جَهَنَّمَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا یَكْسِبُوْنَ﴾ یَخْلِفُوْنَ لَكُمْ لِرِضْوَانِهِمْ فَاِنْ تَرَضَوْا عَنْهُمْ فَلَا تَلْبِسْوَ عَنِ الْقَوْرِیِّ الْفَنَیْقَةِ﴾ [التوبة: ۹۵، ۹۶]۔

قَالَ كَعْبٌ: كُنَّا خُلَفَاۤءَ اَیُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أَوْلَیِّكَ الَّذِیْنَ قَبْلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ خَلَفُوا لَهُ، فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، وَارْجَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَنَا

راتیں (مزید) گزر گئیں اور جب سے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے سے روکا گیا تھا، اب تک ہماری پچاس راتیں مکمل ہو گئی تھیں۔ میں نے پچاسویں رات کو صبح کو اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر فجر کی نماز پڑھی، پس میں (نماز پڑھ کر) ابھی اسی افسردگی کی حالت میں بیٹھا تھا جس کا ذکر اللہ نے ہماری بابت فرمایا ہے کہ میرا دل مجھ پر تنگ ہو گیا اور زمین باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی، کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پہاڑی پر چڑھا ہوا تھا، وہ بہ آواز بلند کہہ رہا تھا ”اے کعب بن مالک! خوش ہو جاؤ!“ میں اسی وقت (فرط خوشی میں) سجدے میں گر پڑا اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ (اللہ کی طرف سے) کشادگی (معافی) آگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت فجر کی نماز پڑھ لی، لوگوں کو بتلایا کہ اللہ عز و جل نے ہماری (تینوں کی) توبہ قبول فرمائی ہے۔ پس لوگ ہمیں خوش خبری دینے کے لئے آنے شروع ہو گئے، میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی خوش خبری دینے والے گئے، ایک شخص نے نہایت تیزی سے میری طرف گھوڑا دوڑایا اور اسلم قبیلے کا ایک آدمی میری طرف دوڑا آیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا، پس اس کی آواز گھوڑے سے بھی تیز رفتار تھی۔ پس جب میرے پاس وہ شخص آیا جس کی خوش خبری کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اس کی خوش خبری کے بدلے میں اپنے جسم کے دونوں کپڑے اتار کر اسے پسنادیئے۔ اللہ کی قسم! اس روز ان کے علاوہ میں کسی اور چیز کا مالک بھی نہیں تھا اور میں نے خود دو کپڑے عاریتہ لے کر پہنے۔ (پھر) میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا قصد کر کے چلا، (راستے میں) لوگ مجھے گروہ کے گروہ ملتے اور قبول توبہ کی مبارک باد دیتے اور مجھ سے کہتے کہ تمہیں مبارک ہو کہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ حتیٰ کہ

حَتَّى قَضَى اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ بِذَلِكَ؛ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَعَلَى الْفَلَانَةِ الَّذِي رَكِبَ خِلْفًا﴾ وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ مِمَّا خُلِفْنَا تَخَلُّفُنَا عَنِ الْعَزْوِ، وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهُ إِيَّانَا وَإِذَا جَاؤُهُ أَمَرْنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَدَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ. متفقٌ عليه. وفي رواية: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي عَزْوَةِ نَبُوكَ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَفِي رَوَايَةٍ: وَكَانَ لَا يَقْدُمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحَى، فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ.



میں مسجد نبوی میں داخل ہو گیا۔ (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ کے گرد لوگ ہیں، پس طلحہ بن عبید اللہ لپکتے ہوئے کھڑے ہوئے، حتیٰ کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد پیش کی۔ اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی اور کھڑا نہیں ہوا۔ پس کعب، طلحہ کی اس بات کو کبھی فراموش نہ کرتے۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا، تو آپ نے فرمایا، اور آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا، ”تمہیں یہ دن مبارک ہو، جو تمہاری زندگی کا“ جب سے تمہیں تمہاری ماں نے جنا ہے، سب سے بہترین دن ہے“ میں نے پوچھا ”یا رسول اللہ! یہ خوش خبری آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟“ آپ نے فرمایا۔ ”نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے“ اور رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ اس طرح گلزار ہوتا گویا کہ وہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور اس سے ہم آپ کی (خوشی کو) پہچان لیتے۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے کہا ”یا رسول اللہ! میری توبہ کا یہ جزء ہے کہ میں اپنا (سارا) مال اللہ اور اس کے رسول کے راستے میں صدقہ کرتا ہوں“ آپ نے فرمایا۔ ”اپنا کچھ مال، اپنے لئے رکھ لو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے“ میں نے کہا ”اچھا“ میں اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہوں جو خیر میں ہے“ اور میں نے (یہ بھی) کہا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نجات سچائی کی بدولت عطا فرمائی ہے، اس لئے یہ بھی میری توبہ کا ایک حصہ ہے کہ (میں) عہد کرتا ہوں کہ (جب تک میری زندگی ہے) میں ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔ پس اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے (اس عہد صدق کا) ذکر کیا میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کسی پر اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کے

صلے میں وہ بہتر انعام فرمایا ہو جس سے اللہ نے مجھے نوازا۔ اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا ہے، اب تک میں نے جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ باقی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں: ہمارے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں، وہ حسب ذیل ہیں۔

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے پیغمبر پر اور ان مہاجرین و انصار پر رجوع فرمایا جنہوں نے جنگی کے وقت میں اس پیغمبر کی پیروی کی، بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں، پھر رجوع کیا اللہ نے ان پر، بے شک وہ بہت شفیق اور نہایت مہربان ہے اور ان تین شخصوں پر بھی رجوع فرمایا (یعنی ان کی توبہ قبول فرمائی) جو پیچھے رہ گئے، یہاں تک کہ جب ان پر زمین باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی اور خود ان کے اپنے نفس بھی ان پر تنگ ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ ان کو اللہ سے بچانے والا، اللہ کے سوا کوئی نہیں، پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا، تاکہ وہ توبہ کریں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت رجوع کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور چلوں کے ساتھ ہو جاؤ“

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت سے نوازا، اس کے بعد اللہ نے جو انعامات مجھ پر فرمائے، ان میں سب سے بڑا انعام میرے نزدیک یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولا اور جھوٹ بولنے سے گریز کیا۔ اگر میں بھی جھوٹ بول دیتا تو اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے، جب وحی نازل فرمائی تو جھوٹ بولنے والوں کو جس طرح برا بھلا کہا، اس طرح کسی کو

بھی نہیں کہا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت فرمایا:

”جب تم ان کی طرف لوٹ کر آؤ گے، تو یہ تمہارے لئے قسمیں کھائیں گے، تاکہ تم ان سے اعراض کر لو، پس (واقعی) ان سے اعراض فرماؤ، یہ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے، یہ سبب اس کے جو یہ کمائی کرتے رہے۔ یہ تمہارے لئے قسمیں کھائیں گے، تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو گئے تو بیشک اللہ نافرمانوں سے (کبھی) راضی نہیں ہو گا۔

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں: ہم تینوں پیچھے رکھے گئے، ان لوگوں کے معاملے سے، جن کی (جھوٹی) قسموں کو رسول اللہ ﷺ نے (لا علمی کی وجہ سے) قبول فرمایا تھا اور ان سے بیعت لی اور ان کے لئے مغفرت کی دعاء بھی فرمائی اور ہمارے معاملے کو رسول اللہ ﷺ نے مؤخر فرمایا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کا فیصلہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (اور ان تین شخصوں پر رجوع فرمایا جو پیچھے رکھے گئے تھے)۔ یہ جو پیچھے رکھے جانے کا ذکر ہے تو اس سے مراد ہمارا غزوے میں پیچھے رہنا نہیں بلکہ اس کا مطلب ہمیں پیچھے چھوڑ دینا اور ہمارے معاملے کو ان لوگوں کے معاملے سے مؤخر کر دینا ہے، جنہوں نے آپ کے سامنے حلف اٹھایا اور عذر پیش کیا جسے آپ نے ان کی طرف سے قبول فرمایا۔ (متفق علیہ۔)

اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کے دن نکلے اور آپ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ آپ سفر سے واپس آتے تو چاشت کے وقت آتے (یعنی رات کو نہ آتے) اور آکر سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے وہاں دو رکعتیں پڑھتے اور پھر وہاں

بیٹھ جاتے (اور کچھ دیر کے بعد گھر تشریف لے جاتے)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة تبوک، و کتاب التفسیر، و سورة برآة، باب ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ﴾ و باب ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ وغیرہا۔ و صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب توبة كعب بن مالك رضي الله عنه.

۲۱۔ فوائد: اس حدیث میں عبرت و موعظت کے بہت سے پہلو ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(۱) مسلمان کو ہر حال میں سچ بولنا چاہئے، چاہے اس کی وجہ سے وقتی طور پر تکلیفوں اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے۔ کیونکہ بالآخر اللہ کی رضا سچائی ہی میں ہے۔ (۲) منافقین والے رویے سے اجتناب کیا جائے کہ اس کا انجام ہر حال ہلاکت و بربادی ہے۔ (۳) سختی اور سختی کے باوجود بہ رضا و رغبت جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیا جائے۔ (۴) دوسروں کی عبرت و موعظت کے لئے غلطی کا ارتکاب کرنے والے محض مسلمانوں کا معاشرتی پانچاٹ جائز ہے۔ تاکہ معاشرے میں معصیت اور غلطی کی حوصلہ شکنی ہو۔ (۵) دین کے معاملے میں جو تکلیفیں آئیں، صبر و استقامت سے انہیں برداشت کیا جائے۔

(۶) تمام مال کا صدقہ کرنا پسندیدہ نہیں ہے، اپنی ضروریات کے لئے بھی اپنے پاس مال رکھنا ضروری ہے۔ (۷) خوشی کے موقع پر مبارک باد دینا اور مبارک باد دینے والے کو ہدیہ اور انعام دینا جائز ہے۔ (۸) توبہ کی توفیق بھی اللہ کا انعام ہے جس پر اس کا شکر واجب ہے۔ (۹) عہد کو پورا کیا جائے۔

۲۲۔ وَعَنْ أَبِي نُجَيْدٍ - بَضَمَ الثَّوْنِ وَفَتَحَ الْجِيَمَ - عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ الْخَزَاعِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ آتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزَّوْنِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقْنُهُ عَلَيَّ، فَدَعَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَلَيْهَا فَقَالَ: «أَحْسِنِ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأَنْتِنِي»، فَفَعَلَ فَأَمَرَهَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ، فَشَدَّتْ عَلَيْهَا يَتَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُحِمَتْ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: تَصَلَّى عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ: «لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُيِّمَتْ بَيْنَ سَتِينِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ؟!» رواه مسلم.

۱۰/۲۲۔ حضرت ابو نجید (نون پر پیش اور جیم پر زہر) عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، وہ ارتکاب زنا سے حاملہ تھی، اس نے آکر کہا۔ یا رسول اللہ! مجھ سے حد والے گناہ کا ارتکاب ہو گیا ہے، آپ مجھ پر حد قائم فرمادیجئے! نبی ﷺ نے اس کے ولی (وارث، قریبی رشتے دار) کو بلایا اور فرمایا ”اس کو اچھے طریقے سے اپنے پاس رکھو اور جب یہ بچہ جن لے تو اس کے بعد اس کو لے کر آنا“ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اللہ کے پیغمبر نے حکم دیا، اس کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیئے گئے، پھر آپ کے حکم پر اسے رجم کر دیا گیا، پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، اس بدکاری کرنے والی عورت پر آپ نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا (عمرؓ! تمہیں نہیں معلوم) اس عورت

نے ایسی (خالص) توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کو کافی ہو جائے۔ کیا اس سے بھی افضل کوئی بات ہے کہ اللہ عز و جل کی رضا کے لئے اس نے اپنی جان تک قربان کر دی؟ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی۔

۲۲- فوائد: اس میں ایک توحہ رجم کا اثبات ہے۔ دوسرے، خالص توبہ کی فضیلت ہے۔ تیسرے، صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کے جذبہ خوف الہی اور محاسبہ آخرت کا بیان اور ان کا اخروی سزا کے مقابلے میں دنیا کی سزا کو ترجیح دینا ہے۔ چوتھے، مرتکب کبیرہ کی نماز جنازہ جائز ہے، بشرطیکہ وہ اسے حلال سمجھ کر نہ کرے، کیونکہ اس صورت میں اندیشہ کفر ہے۔ پنجم، حاملہ عورت کو اس وقت تک سزائے رجم نہیں دی جائے گی جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور بچہ اس کے دودھ سے بے نیاز نہ ہو جائے۔

۲۳- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ لَابْنَ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَأَهْ إِلَّا الثَّرَابُ، وَيَتَوَبُّ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ» متفقٌ عليه۔ حضرت ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر انسان کے پاس ایک وادی سونے کی ہو تو وہ (اس پر قناعت نہیں کرے گا بلکہ) چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں، اس کا منہ تو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے (یعنی توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے بشرطیکہ وہ توبہ شرائط و آداب توبہ کی جامع ہو)۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنه المال... - وصحيح مسلم، كتاب الزكوة، باب لو أن لابن آدم واديين لابتغى ثالثا۔ ۲۳- فوائد: اس میں انسان کی حرص اور مال سے اس کی شدید محبت کا ذکر ہے جس سے صرف وہی بچ سکتا ہے جو ایمان میں کامل ہو۔

۲۴- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يُضْحِكُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتَوَبُّ اللَّهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسَلِّمُ» حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنسے گا، جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہو گا، وہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ قتل ہونے والا اللہ کے راستے میں لڑتا لڑتا قتل (شہید) کیا گیا تھا، پھر

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فیسدد بعد ویقتل - وصحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب بیان الرجلین یقتل أحدهما الآخر یدخلان الجنة.

۲۳۔ فوائد: توبہ سے بڑا سے بڑا گناہ اور قبول اسلام سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ہنسا بھی اللہ کی صفت ہے، جس پر ایمان رکھنا ضروری ہے، گو اس کی کیفیت سے ہم آگاہ ہیں نہ آگاہ ہو ہی سکتے ہیں۔

### ٣. بَابُ الصَّبْرِ

### ۳۔ صبر کا بیان

قال الله تعالى: ﴿يَتَأْتِيهَا الذِّكْرُ ۚ ءَامِنُوا صَبْرًا ۚ وَصَابِرُوا ۚ﴾ [آل عمران: ۲۰۰]، وقال تعالى: ﴿وَلَنَلْزِمَنَّكُم بِتَقْوَىٰ مِّنَ الْخُوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالسَّرَايِ ۚ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۚ﴾ [البقرة: ۱۵۵]، وقال تعالى: ﴿إِنَّمَا يُوفِّ الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر: ۱۰]،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! صبر کرو! اور دشمن کے مقابلے میں ڈٹے جھے رہو اور محاذ جنگ پر مورچے سنبھالے رہو۔ اور فرمایا کہ ”ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے، کچھ خوف میں مبتلا کر کے، بھوک سے، مالوں، جانوں اور پھلوں میں کمی کر کے اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیں گے۔“ اور فرمایا ”صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر دیا جائے گا بغیر حساب کے“

وقال تعالى: ﴿وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ لِذَنبِهِ دَلَّالٌ لِّمَنۢ عَلَّمَ بِٱلْقُرْءَانِ ۚ وَٱلصَّابِرُونَ ۚ﴾ [الشورى: ٤٣]، وقال تعالى: ﴿أَسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوةِ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّابِرِينَ﴾ [البقرة: ١٥٣]، وقال تعالى: ﴿وَلَتَنبَلِّغُنَّكُمۡ حَتَّىٰ تَخْرُجُوا۟ ٱلْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَٱلْعَاقِلِينَ﴾ [محمد: ٣١]، وَٱلْآيَٰتُ فِي ٱلْأَمْرِ بِٱلصَّبْرِ وَبَيَٰنِ فَضْلِهِۦ كَثِيرَةٌ مَّعْرُوفَةٌ.

ہیں۔

۲۵۔ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ» ، نصف ایمان ہے (یعنی اجر و ثواب میں آدھے ایمان کے

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَتُبْحَنُ اللَّهُ بِهَا بَيْنَ مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُبَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ. كُلُّ النَّاسِ يَغْذُو، فَبَانِعَ نَفْسَهُ فَمَغْنَتِهَا، أَوْ مُوْبِقَتِهَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

برابر ہے) اور الحمد لله، کتنا میزان کو بھر دیتا ہے (یعنی بہت وزنی عمل ہے جس کے اجر و ثواب سے میزان اعمال بھاری ہو جائے گی) اور سبحان اللہ اور الحمد لله کتنا، یہ آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو بھر دیتا ہے اور نماز روشنی ہے (جس سے اسے دنیا میں حق کی طرف رہنمائی ملتی ہے اور آخرت میں ہل صراط سے گزرتے وقت بھی یہ روشنی مومن کے کام آئے گی) اور صدقہ دلیل ہے (اس بات پر کہ اس کا ادا کرنے والا مومن ہے) صبر روشنی ہے، قرآن تیرے لئے حجت (دلیل) ہے (اگر اس پر عمل کیا جائے بصورت دیگر تیرے خلاف دلیل ہے ہر ایک صبح صبح اپنے کاموں میں نکلنے والا ہے اور وہ اپنے نفس کا سودا کرتا ہے، پس اسے (عذاب سے) آزاد کرنے والا ہے یا اس کو (اللہ کی رحمت سے محروم کر کے) ہلاک کرنے والا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الطہور.

۲۵۔ فوائد: پاکیزگی کی فضیلت۔ اس سے ہر قسم کی پاکیزگی و طہارت مراد ہے اور ایمان سے مراد، ایمان ہی کی حقیقت ہے۔ بعض کے نزدیک یہاں ایمان سے مراد نماز ہے، طہارت نماز کے لئے ضروری ہے، اس لئے اسے آدمی نماز کہا گیا ہے۔ (۲) ذکر الہی کی فضیلت۔ (۳) کثرت نماز کی ترغیب۔ اس لئے کہ یہ ایسی روشنی ہے جس سے مسلمان کو قدم قدم پر رہنمائی ملتی، نیز بے حیائی اور منکر کاموں سے روکتی ہے۔ (۴) صدقہ ایک مومن کے صدق اور اخلاص کی دلیل ہے۔ (۵) صبر کی فضیلت، یہ بھی مومن کا ایک بڑا تھیار ہے جس سے اسے استقامت نصیب ہوتی ہے۔ (۶) قرآن کریم، انسان کے لئے نجات کا ذریعہ بھی ہے اور ہلاکت کا سبب بھی۔ اس پر عمل کرنے میں نجات ہے اور اس سے اعراض ہلاکت ہے۔ (۷) انسان اپنے نفس کو بے کار نہ چھوڑے، بلکہ اسے عمل میں لگائے رکھے، عمل بھی عمل صالح۔ ورنہ برے عملوں کا ارتکاب اس کی تباہی کا باعث ہے۔ (۸) انسان اپنی حیات مستعار کو اطاعت پر صرف کرے۔

۲۶۔ وَعَنِ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سَيَّانٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى نَفَذَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ أَنْفَقَ كُلَّ شَيْءٍ

۲ / ۲۶۔ حضرت ابو سعید سعد بن سنان خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ طلب کیا، آپ نے انہیں کچھ دیا، انہوں نے پھر سوال کیا، آپ نے انہیں پھر دیا، حتیٰ کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا، ختم ہو گیا۔ آپ نے، جس وقت ہر

بِكَه: «مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدْخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَغْفِرْ يُعْفَ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْفِرْ يُعْفِ اللَّهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ. وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ» متفق عليه.

اللہ تعالیٰ اسے (لوگوں سے) بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر کا دامن پکڑتا ہے، اللہ اسے صبر کی توفیق دے دیتا ہے اور کوئی شخص ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب الاستغفار عن المسألة - وصحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل التَّغْفِ وَالصَّبْر.

۲۶- نوآمد: اس میں نبی کریم ﷺ کے جود و کرم، ساحت اور مکارم اخلاق کے بیان کے علاوہ صبر و قناعت اور استغناء اختیار کرنے، دست سوال دراز کرنے سے بچنے اور خودداری کو برقرار رکھنے کی ترغیب و تلقین ہے۔

۲۷- وَعَنْ أَبِي يَحْيَىٰ صُهَيْبِ بْنِ سَيَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ» رواه مسلم.

۳/ ۲۷- حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوش حالی نصیب ہو، اس پر اللہ کا شکر کرتا ہے، تو یہ شکر کرنا بھی اس کے لئے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے) اور اگر اسے تکلیف پہنچے، تو صبر کرتا ہے، تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لئے بہتر ہے (کہ صبر بھی بجائے خود نیک عمل اور باعث اجر ہے) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب المؤمن أمره كله خير.

۲۷- نوآمد: مومن کا معاملہ تو عسرویر، خوش حالی و تنگی دونوں میں وہ ہے جو حدیث میں مذکور ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ خوش حالی میں اللہ کو بھول جانا، اس کی نعمتوں کا شکر کرنے کی بجائے، اس کی نافرمانی کرنا، اسی طرح تکلیف اور مصیبت کے وقت صبر کی بجائے جزع و فزع، اللہ کی قضاء و قدر پر برہمی کا اظہار اور گلے شکوے کرنا، مومنانہ شیوہ اور کردار نہیں ہے۔

۲۸- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَاکْرَبْ»

۴/ ۲۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے اور اضطراب اور بے چینی آپ پر چھا گئی تو (آپ کی صاحبزادی) حضرت فاطمہؓ کے



آبَتَاهُ. فَقَالَ: «لَيْسَ عَلَى أَبِيكَ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ» فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَا، يَا أَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ، يَا أَبَتَاهُ إِلَى جَبْرِيلَ نَتَعَاهُ؛ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَخْشَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الشَّرَابَ؟ رواه البخاري.

منہ سے نکلا، ہائے ابا جان کی تکلیف! آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ ”تمہارے باپ پر آج کے بعد بے چینی نہیں ہو گی“ جب وفات پا گئے تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا، ہائے ابا جان، رب نے انہیں بلایا تو انہوں نے رب کی پکار پر لبیک کہا، ہائے ابا جان! جنت الفردوس ان کا ٹھکانا ہے، ہائے ابا جان! جبریل کو ہم آپ کی موت کی خبر دیں گے۔ جب آپ کو دفنایا گیا، تو صاحبزادی نے (صحابہ کرام سے) پوچھا، کیا تمہارے نفوس نے یہ گوارا کر لیا کہ تم رسول اللہ ﷺ (کے جسد اطہر) پر مٹی ڈالو؟ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته.

۲۸- فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت جو تکلیف اور بے چینی ہوتی ہے، اس کا اظہار جائز ہے، اسی طرح موت پر فطری طریقے سے درد و غم کا اظہار، جس میں نالہ و شیون اور نوحہ و ماتم، پال نونچا اور جیب و دامال کو چاک کرنا وغیرہ نہ ہو، درست ہے اور میت کے اوصاف بیان کرنا بھی جائز ہے۔ حضرت فاطمہؓ کا آخری قول بھی حزن و غم کے اظہار کا ایک انداز ہی ہے، ورنہ نبی ﷺ کے دفن کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو شریعت کا حکم ہے جس سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔

۲۹ - وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ أَسَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَبِيبِهِ وَأَبْنِ حَبِيبِهِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أُرْسِلْتُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ ابْنِي قَدْ اخْتَصَرَ فَاشْهَدْنَا، فَأُرْسِلُ بِفِرْقَى السَّلَامِ وَيَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى، فَلْتَنْصَبْ وَلْتَحْسَبْ» فَأُرْسِلْتُ إِلَيْهِ تَقْسِمُ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَنِيهَا. فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبِي بْنُ كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرِجَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَرَفَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّبِيَّ، فَأَقْعَدَهُ فِي حَجَرِهِ وَنَفْسُهُ تَقْفَعُ؛ فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا؟ فَقَالَ: «هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ

۵ / ۲۹ - حضرت ابو زید، اسامہ بن زید بن حارثہ - رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام، آپ کے محبوب اور محبوب کے بیٹے سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے کا آخری وقت (دم واپس) ہے، آپ تشریف لائیں۔ آپ نے پیغام بھیجا کہ وہ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ”جو اللہ تعالیٰ لے، وہ بھی اسی کا ہے اور جو دے، وہ بھی اسی کا ہے“ اس کے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے، اس لئے انہیں چاہئے کہ صبر کریں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں ”صاحبزادی نے پھر پیغام بھیجا اور قسم دیتے ہوئے کہا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ، سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور کچھ اور آدمیوں کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ بچہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے

اسے اپنی گود میں بٹھالیا جب کہ اس کی جان بے چین اور مضطرب تھی، (اس کی یہ حالت دیکھ کر) آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جس پر حضرت سعدؓ نے کہا، یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ”یہ جذبہ شفقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے“ اور ایک روایت میں ہے ”جن بندوں کے دلوں میں چاہا“ اور اللہ تعالیٰ اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو رحیم (شفقت و مہربانی کرنے والے) ہوتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اور تفقّع کے معنی ہیں، حرکت کرتا اور مضطرب ہوتا۔

تَعَالَى فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ، وَفِي رَوَايَةٍ: «فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَزَحْمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحَمَاءُ» متفق عليه. وَمَعْنَى «تَفَقَّعٌ»: تَنَحَّرَكَ وَتَضَطَّرَبُ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ "يُعَذِّبُ الْمَيِّتَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ" وكتاب المرضى وكتاب الإيمان وغيرها من كتب الصحيح - وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت.

۲۹- فوائد: عند المرگ، تمام رشتے داروں کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔ تاہم جنازے میں شرکت بطور کفایہ مستحب ہے۔ (۲) البتہ گھروالوں کی یہ خواہش جائز ہے کہ دم واپس نیک لوگ قریب الموت کے قریب ہوں تاکہ اس کی دعاء و برکت سے یہ مرحلہ جان کنی آسانی سے طے ہو جائے۔ (۳) جس پر اعتماد ہو، اس کو قسم دلانا اور قسم دلانے والے کا اس قسم کا پورا کرنا جائز ہے، اس سے باہمی اعتماد اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۴) میت پر فطری رونا اور اہل میت کو مہرو احتساب کی تلقین کرنا جائز ہے۔ (۵) شفقت و محبت کا جذبہ، اللہ کا انعام اور اس کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے اور اس سے محرومی، شقاوت ہے۔

۳۰- وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كَانَ مَلَكٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ، فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ: إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ فَأَبْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أَعْلَمُهُ السَّحَرَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ، وَكَانَ فِي طَرِيقِهِ إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ فَأَعْجَبَهُ، وَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ، فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ

۶ / ۳۰ - حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا اور اس کا (مشیر) ایک جادوگر تھا، جب جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا، میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں، ایک لڑکا میرے سپرد کرو تاکہ میں اسے یہ جادو کا علم سکھا دوں، چنانچہ بادشاہ نے ایک لڑکا اس کی طرف بھیجنا شروع کر دیا جس کو وہ جادو سکھاتا۔ راستے میں ایک پادری کا بھی ٹھکانا تھا، وہ لڑکا جب بھی جادوگر کے پاس جاتا، تو پادری کے پاس بھی (تھوڑی دیر

کے لئے بیٹھ جاتا، اسے اس کی باتیں اچھی لگیں، پس وہ جب بھی جادوگر کے پاس جاتا تو گزرتے ہوئے راہب (پادری) کے پاس بھی بیٹھ جاتا۔ جب وہ جادوگر کے پاس آتا تو (دیر سے آنے کی وجہ سے) جادوگر اسے مارتا، اس نے راہب کو بتلایا۔ راہب نے اس سے کہا کہ جب تمہیں جادوگر سے (مارا کا) ڈر ہو تو یہ کہہ دیا کرو کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب گھر والوں سے ڈر ہو تو کہہ دیا کرو کہ جادوگر نے مجھے روک لیا تھا۔ چنانچہ اسی طرح دن گزرتے رہے کہ ایک دن لڑکے نے اپنے راستے میں ایک بہت بڑا جانور دیکھا، جس نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا۔ لڑکے نے (دل میں) کہا، 'آج پتہ چل جائے گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب؟' اس نے ایک پتھر پکڑ کر کہا، 'اے اللہ! اگر راہب کا معاملہ تیرے نزدیک، جادوگر کے معاملے سے زیادہ پسندیدہ ہے تو اس جانور کو (اس پتھر کے ذریعے سے) مار دے، تاکہ (راستہ کھل جائے اور) لوگ گزر جائیں۔ یہ دعا کر کے اس نے پتھر اس جانور کو مارا، جس سے وہ ہلاک ہو گیا اور لوگ گزر گئے۔ وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اور اسے یہ واقعہ بتلایا، راہب نے اسے کہا، 'بیٹے! آج تم مجھ سے افضل ہو، تمہارے (علم و تقویٰ کا) معاملہ جہاں تک پہنچ گیا ہے، میں وہ دیکھ رہا ہوں اور عنقریب تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے، پس جب آزمائش کا یہ مرحلہ آئے تو تم (میرا بھانڈا مت پھوٹا) اور میری بابت لوگوں کو مت بتلانا اور یہ لڑکا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو (اللہ کے حکم سے) درست کر دیتا تھا اور دیگر تمام بیماریوں کا علاج کرتا۔ بادشاہ کا ایک درباری (ہم نشیں) اندھا ہو گیا، اس نے جب سنا تو وہ بہت سے ہدیے لے کر لڑکے کے پاس آیا اور اس سے کہا، اگر تم مجھے ٹھیک کر دو، تو یہ سارے ہدیے جو

فَقَالَ: إِذَا خَشِيتَ السَّاحِرَ فَقُلْ: حَبَسَنِي أَهْلِي، وَإِذَا خَشِيتَ أَهْلَكَ فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ. فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ: الْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرَ أَفْضَلَ أَمْ الرَّاهِبَ أَفْضَلَ؟ فَأَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَهْلُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَأَقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ حَتَّى يَمُوتَ النَّاسُ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمُتَّى النَّاسُ، فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: أَيُّ بُنَيَّ أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّي، قَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَا أَرَى، وَإِنَّكَ سَتَمُوتُ، فَإِنْ ابْتَلَيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ؛ وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ، وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ. فَسَمِعَ جَلِيسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ، فَأَنَاءَهُ يَهْدَايَا كَثِيرَةً فَقَالَ: مَا هُنَا لَكَ أَجْمَعُ إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِي، فَقَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا، إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ تَعَالَى، فَإِنْ آمَنْتَ بِاللَّهِ تَعَالَى دَعَوْتُ اللَّهَ فَشَفَاكَ، فَأَمَنْ بِاللَّهِ تَعَالَى فَشَفَاهُ اللَّهُ تَعَالَى، فَأَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصْرَكَ؟ قَالَ: رَبِّي. قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِي؟! قَالَ: رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ، فَجَنَى بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: أَيُّ بُنَيَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا، إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ تَعَالَى، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ

یہاں میں ساتھ لایا ہوں، تمہارے ہیں۔ لڑکے نے کہا، میں کسی کو شفاء نہیں دیتا، شفا صرف اللہ دیتا ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ، تو میں اللہ سے دعاء کروں گا، پس وہ تیس شفاء عطا فرما دے گا۔ چنانچہ وہ اللہ پر ایمان لے آیا اور اللہ نے اسے شفاء عطا فرما دی۔ وہ (ٹھیک ہونے کے بعد) بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس اس طرح بیٹھ گیا، جیسے وہ بیٹھا کرتا تھا، بادشاہ نے اسے دیکھا تو پوچھا، تیری بینائی کس نے بحال کر دی؟ اس نے کہا، میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا، کیا میرے علاوہ تیرا کوئی اور رب ہے؟ اس نے کہا، میرا اور تیرا رب (صرف ایک) اللہ ہے۔ بادشاہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کو سزا دیتا رہا حتیٰ کہ اس نے لڑکے کا پتہ بتلا دیا، چنانچہ لڑکے کو (بادشاہ کی خدمت میں) لایا گیا، بادشاہ نے اس سے کہا، تیرے جادو کا کمال اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو درست کر دیتا ہے اور بھی فلاں فلاں کام کر لیتا ہے! لڑکے نے کہا، میں کسی کو شفاء نہیں دیتا، شفا دینے والا صرف اللہ ہے۔ بادشاہ نے اسے بھی گرفتار کر لیا اور اسے سزا دیتا رہا، حتیٰ کہ اس نے راہب کا پتہ بتلا دیا۔ پس راہب کو پیش کیا گیا، راہب سے کہا گیا کہ تم اپنے دین سے بھر جاؤ! اس نے انکار کر دیا، بادشاہ نے آہ منگوائی اور اس آہ سے کہ اس کے سر کے عین درمیان (مانگ والے مقام پر) رکھ دیا گیا اور اس کے سر کو چیر دیا، یہاں تک کہ اس کے سر کے دو حصے ہو گئے۔ پھر بادشاہ کے ہم نشین (درباری) کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ اپنے دین سے بھر جا! اس نے بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ آہ اس کے سر کے مانگ والے مقام پر رکھ دیا گیا اور اس کے سر کو چیر دیا، جس سے اس کے سر کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے۔ پھر لڑکے کو پکڑ کر لایا گیا، اس سے کہا گیا، اپنے دین سے بھر جا! اس

عَلَى الرَّاهِبِ؛ فَجِئَهُ بِالرَّاهِبِ فَقِيلَ لَهُ: اِزْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى، فَدَعَا بِالْمُنْشَارِ فَوُضِعَ الْمُنْشَارُ فِي مَفْرَقِ رَأْسِهِ، فَشَقَّهُ حَتَّى وَقَعَ شِقَاؤُهُ، ثُمَّ جِئَهُ بِجَلِيسِ الْمَلِكِ فَقِيلَ لَهُ: اِزْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى، فَوُضِعَ الْمُنْشَارُ فِي مَفْرَقِ رَأْسِهِ، فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَاؤُهُ، ثُمَّ جِئَهُ بِالْغُلَامِ فَقِيلَ لَهُ: اِزْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ، فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَاطْرَحُوهُ، فَذَهَبُوا بِهِ فَصَعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَوَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ بِأَصْحَابِكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ فَاحْمِلُوهُ فِي قُرْقُورٍ وَتَوَسَّطُوا بِهِ الْبَحْرَ، فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَافْذِقُوهُ، فَذَهَبُوا بِهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَاثْقَلَتْ بِهِمُ السَّيْفَةُ فَفَرَّقُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ بِأَصْحَابِكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى. فَقَالَ لِلْمَلِكِ: إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتَّى تَفْعَلَ مَا أَمْرُكَ بِهِ. قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، وَتَضْلُبُنِي عَلَى جِذْعٍ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِي، ثُمَّ ضَعْ السَّهْمَ فِي كِبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ ارْزُمْنِي، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَتَلْتَنِي. فَجَمَعَ النَّاسُ

نے انکار کر دیا، بادشاہ نے اسے اپنے چند خاص آدمیوں کے سپرد کر دیا اور کہا کہ اسے فلاں فلاں پہاڑ پر لے جاؤ، اس پر اسے چڑھاؤ، جب تم اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ (تو اس سے اس کے دین کی بابت پوچھو) اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ اسے وہاں سے نیچے پھینک دو! چنانچہ وہ اسے لے گئے اور اسے پہاڑ پر لے کر چڑھے، تو لڑکے نے دعاء کی، اے اللہ! تو ان کے مقابلے میں، جیسے تو چاہے، مجھے کافی ہو جا! چنانچہ پہاڑ لرزا، جس سے سب نیچے گر گئے۔ لڑکا بادشاہ کے پاس آگیا، بادشاہ نے اس سے پوچھا، تیرے ساتھیوں نے کیا کیا؟ (یعنی کیا انہوں نے تجھے پہاڑ کی چوٹی سے نہیں گرایا؟) لڑکے نے کہا، ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہو گیا۔ بادشاہ نے اسے پھر اپنے چند خاص آدمیوں کے سپرد کیا اور ان سے کہا کہ اسے لے جاؤ اور کشتی میں سوار کراؤ اور سمندر کے درمیان لے جا کر (اس سے پوچھو) اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ اسے سمندر میں پھینک دو! چنانچہ وہ اسے لے گئے، اس نے کشتی میں بیٹھ کر دعاء کی، اے اللہ! ان کے مقابلے میں، جیسے تو چاہے، مجھے کافی ہو جا! چنانچہ کشتی الٹ گئی اور سب پانی میں ڈوب گئے۔ یہ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس آگیا، بادشاہ نے اس سے پوچھا۔ تیرے ساتھیوں نے کیا کیا؟ (یعنی انہوں نے تجھے سمندر میں نہیں پھینکا؟) لڑکے نے کہا، اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں مجھے کافی ہو گیا۔ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا، تو مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکتا، جب تک تو وہ طریقہ اختیار نہ کرے جو میں تجھے بتاؤں؟ بادشاہ نے کہا، وہ کیا ہے؟ اس نے کہا، تو ایک کھلے میدان میں لوگوں کو جمع کر اور مجھے سولی دینے کے لئے ایک تینے پر چڑھا، پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے کر اسے کمان کے چلے پر رکھ،

فِي صَبِيٍّ وَاحِدٍ، وَصَلَبَهُ عَلَى جَذَعٍ، ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَنُوسِ، ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِي صُدْغِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فَمَاتَ. فَقَالَ النَّاسُ: آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِ، فَأَتَى الْمَلِكُ فَفِيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ مَا كُنْتُ تَحْذَرُ قَدْ وَاللَّهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ. قَدْ آمَنَ النَّاسُ. فَأَمَرَ بِالْأَخْذِ بِأَفْوَاهِ السَّكَكِ فَخَذَتْ وَأَضْرِمَ فِيهَا النَّيْرَانَ وَقَالَ: مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَأَقْبَحُوهُ فِيهَا، أَوْ قِيلَ لَهُ: افْتَحِمِ، فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءَتْ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا، فَقَالَ لَهَا الْعَلَامُ: يَا أُمَّاهُ اضْبِرِّي فَإِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ رواه مسلم. «ذِرْوَةُ الْجَبَلِ»: أَعْلَاهُ، وَهِيَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَضَمِّهَا، وَالْفَرْقُورُ بِضَمِّ الْقَافَيْنِ: نَوْعٌ مِنَ السُّفْنِ، وَالصَّبِيُّ هُنَا: الْأَرْضُ الْبَارِزَةُ، وَالْأَخْذُودُ: الشَّقُوقُ فِي الْأَرْضِ كَالنَّهْرِ الصَّغِيرِ، وَأَضْرِمَ: أَوْقَدَ، وَانْكَفَأَتْ أَي: انْقَلَبَتْ، وَتَقَاعَسَتْ: تَوَقَّفَتْ وَجَبَّتْ.

پھر یہ الفاظ پڑھ کر (اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے) مجھے تیر مار۔ جب تو ایسا کرے گا تو مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا، اسے سولی دینے کے لئے لکڑی کے ایک تنے پر چڑھا دیا، پھر اس کے ترکش سے ایک تیر لے کر اسے کمان کے چلے پر رکھا اور کہا بسم اللہ رب الغلام، اللہ کے نام سے، جو اس لڑکے کا رب ہے، اور تیر پھینکا، تیر اس کی کپٹی پر لگا، لڑکے نے اپنا ہاتھ اپنی کپٹی پر رکھا اور مر گیا۔ (لوگوں نے جب یہ ماجرا دیکھا تو رب کائنات کی حقیقت اور الہ واحد کی توحید ان کی سمجھ میں آگئی اور بے اختیار) پکار اٹھے ”ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے“ لوگوں نے بادشاہ سے کہا، بادشاہ سلامت آپ جس چیز سے ڈرتے تھے، اللہ کی قسم وہی ہوا اور آپ کا خطرہ سامنے آگیا، سب لوگ (اللہ پر) ایمان لے آئے ہیں۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ سڑکوں کے کنارے خندقیں کھودی جائیں، پس وہ کھودی گئیں اور ان میں آگ بھڑکا دی گئی۔ بادشاہ نے حکم دیا، جو اپنے دین سے نہ پھرے، اسے اس آگ میں جھونک دو! یا اس سے کہا جائے، آگ میں داخل ہو جا! انہوں نے ایسا ہی کیا، حتیٰ کہ ایک عورت آئی، جس کے ساتھ بچہ تھا، وہ آگ میں گرنے سے جھبکی، تو اس کو بچے نے کہا اہاں! صبر کر، یقیناً تو حق پر ہے۔

ذروۃ الجبل، پہاڑ کا بلائی حصہ (چوٹی) اور اس کی ذال (معمہ، نقطے والی) زیر اور پیش کے ساتھ ہے، یعنی دونوں طرح صحیح ہے۔ قرقور (دونوں قافوں پر پیش) یہ کشتیوں کی ایک قسم ہے۔ صعید، یہاں کھلی جگہ کے معنی میں ہے۔ اخدود، زمین کی کھائیاں، یا خندقیں۔ جیسے چھوٹی نہر۔ اضرم، بھڑکائی گئی۔ انکشافات، الٹ گئی۔ نقاعست، توقف کیا۔ کمزوری دکھائی۔



**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الزهد والرفائق، باب قصة أصحاب الاخذود والراهب والغلाम.

۳۰۔ فوائد: اس حدیث میں سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ دین کی راہ میں جو بھی مشکلات آئیں، انہیں صبر و عزم سے اٹھایا جائے اور دین کی مصلحت کا تقاضا ہو تو جان تک قربان کر دی جائے۔ (۲) اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں، اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت جب اس کی مقتضی ہوتی ہے، وہ انہیں اپنے بندوں کے ہاتھوں سے ظاہر کرواتا ہے۔ (۳) قرآن کریم کی صداقت کا اظہار کہ اس نے اصحاب الاخذود جیسے نہایت مہتمم بالشان تاریخی واقعات کو بیان فرمایا جن پر لیل و نہار کی دہیز تمہیں پڑ چکی تھیں اور زمانہ انہیں فراموش کر چکا تھا۔ (۴) حدیث کے بغیر قرآن کی تفسیر و توضیح ممکن نہیں۔ اگر حدیث میں کھائی والوں کا یہ واقعہ بیان نہ ہوتا تو اصحاب الاخذود کی صحیح حقیقت سے آگاہی ممکن نہ ہوتی۔ حدیث نے قرآن کے اس اجمال کی تفصیل اور اس ابہام کی توضیح کی۔ (۵) داعیان حق کے لئے اس قسم کے واقعات استقامت کا باعث ہیں۔

۳۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ: «إِنِّي لَأُصْبِرِي»، فَقَالَتْ: إِنَّكَ عَنِّي؛ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبِّ بِمُصِيبَتِي! وَلَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَاتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَائِبِينَ، فَقَالَتْ: لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: «إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى» متفق عليه. وفي رواية لمسلم: تَبْكِي عَلَى صَبِي لَهَا.

۳۱ / ۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی، آپ نے اس سے فرمایا ”اللہ سے ڈر اور صبر اختیار کر“ اس نے کہا۔ مجھ سے دور ہو جا! تجھے وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچانا (اس لئے فرط غم میں اس نے نازبہ انداز اختیار کیا)۔ بعد میں اس کو بتلایا گیا کہ وہ تو نبی ﷺ تھے۔ چنانچہ (یہ سن کر) وہ آپ کے دروازے پر آئی، وہاں دربانوں کو نہیں پایا، آکر اس نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ آپ نے اسے (پھر وعظ کرتے ہوئے) فرمایا ”صبر تو یہی ہے کہ صدمے کے آغاز میں کیا جائے“ (بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے) مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ کہ یہ قبر اس کے بچے کی تھی جس پر وہ رورہی تھی۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب زيارة القبور - وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الصبر على المصيبة عند الصدمة الاولى.

۳۱۔ فوائد: اس کے فوائد واضح ہیں۔ علاوہ ازیں اس میں نبی ﷺ کے اخلاق عالیہ کا بھی بیان ہے کہ عورت نے آپ کی شان کے شایان انداز اختیار نہیں کیا، لیکن آپ نے برہی کا اظہار نہیں فرمایا، نہ اسے سخت ست کہا، بلکہ دوبارہ وہ سامنے آئی تو پھر بھی آپ نے اسے نصیحت ہی فرمائی۔ داعیان حق کے لئے اس میں بہت بڑا سبق ہے۔



کاش علماء اور اصحاب دعوت و تبلیغ بھی کردار کی اس رفعت کو اپنائیں۔

۳۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى:  
 مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ  
 صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ اخْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ»  
 رواه البخاري.

۸ / ۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ  
 میرا وہ مومن بندہ جس کی محبوب ترین چیز میں واپس  
 لے لوں، لیکن وہ اس پر ثواب کی نیت سے (صبر و رضاء  
 کا مظاہرہ کرے) اس کے لئے میرے پاس جنت کے سوا  
 کوئی بدلہ نہیں ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ.

۳۳۔ فَوَاضِلُ: پچہ، یوی، والدین وغیرہ، یہ سب انسان کے لئے محبوب ترین چیزیں ہیں، ان کی وفات پر اللہ کا حکم  
 سمجھ کر صبر کرنا، کمال ایمان کی علامت ہے اور بے صبری، جزع فزع اور اول فول بکا ضعف ایمان کی دلیل۔ پہلی  
 بات کا صلہ جنت ہے اور دوسری بات، اللہ کی ناراضی کا باعث۔

۳۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
 أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونَ،  
 فَأَخْبَرَهَا أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَنْعَثُهُ اللَّهُ تَعَالَى  
 عَلَى مَنْ يَشَاءُ، فَجَعَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى رَحْمَةً  
 لِلْمُؤْمِنِينَ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ بَعَثَ فِي الطَّاعُونَ  
 فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُخْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ  
 لَا يَصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ  
 أَجْرِ الشَّهِيدِ، رواه البخاري.

۹ / ۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے  
 طاعون کے بارے میں پوچھا، آپ نے انہیں بتلایا کہ یہ  
 عذاب تھا، جس پر اللہ تعالیٰ چاہتا، اسے نازل فرماتا۔ اب  
 اللہ نے اسے مومنوں کے لئے رحمت (کا ذریعہ) بنا دیا  
 ہے۔ اب جو بندہ بھی اس طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو  
 جائے اور وہ اپنے (طاعون زدہ) شہر میں ہی صبر کرتا ہوا،  
 ثواب آخرت کی نیت سے ٹھہرا رہے، اسے یقین ہو کہ  
 اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے،  
 تو ایسے شخص کے لئے شہید کی مثل اجر ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الطب، باب أجر الصابر فی الطاعون.

۳۳۔ فَوَاضِلُ: طاعون یا اور اسی قسم کی وبائی بیماری میں اللہ کی تقدیر و مشیت پر ایمان رکھتے ہوئے، اسی شہر میں  
 ٹھہرے رہنا اور اس میں جلا ہونے کی صورت میں جزع فزع اور گھبراہٹ کا اظہار نہ کرنا، ایک مومن کو شہادت  
 کے رتبے سے ہمکنار کر سکتا ہے، جیسے اور بھی بعض لوگوں کو یہ اجر ملے گا۔ جیسے غرق ہو کر مرنے والے کو،  
 حالت زنجی میں فوت ہونے والی عورت کو، وغیرہ وغیرہ۔ یہ حکم اس لئے ہے تاکہ یہ وبائی مرض دوسرے شہروں  
 میں نہ پھیلے۔ علاوہ ازیں دوسرے شہروں کے رہنے والوں کے لئے حکم ہے کہ وہ طاعون زدہ شہر میں جانے سے  
 احتساب کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حفاظت اور علاج کے اسباب اختیار کرنا، تقدیر الہی پر ایمان رکھنے کے منافی  
 نہیں ہے، اسی طرح مرض پر صبر، اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر رضامندی کی دلیل ہے جو کمال ایمان ہے۔

۴۴۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۱۰ / ۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ» نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتِهِ ہے، جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں فَصَبَرُ عَوَظْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنَيْهِ، کے ذریعے سے (یعنی آنکھوں سے محروم کر کے) آزمائوں، پس وہ اس پر صبر کرے تو میں اس کے بدلے رواہ البخاری.

اسے جنت دوں گا۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره.

۳۴۔ فوائد: عدم بصارت (آنکھوں کا نہ ہونا) دنیا میں، بہت بڑی محرومی ہے اور اللہ تعالیٰ جزاء بھی بقدر مشقت عطا فرماتا ہے، اس لئے اس محرومی پر صبر بہت بڑا عمل ہے، جس کی جزاء جنت ہے۔ بشرطیکہ ثابتاً ایمان کی دولت سے مالا مال ہو۔

۳۵۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: ۱۱ / ۳۵۔ عطاء بن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السُّودَاءُ آتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أَضْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكْشِفُ، فَادْعُ اللَّهَ تَعَالَى لِي قَالَ: «إِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُعَافِيكَ»، فَقَالَتْ: أَضْبِرْ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكْشِفُ، فَادْعُ اللَّهَ أَلَا أَتَكْشِفُ، فَدَعَا لَهَا. متفق عليه.

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھلاؤں؟ میں نے کہا، کیوں نہیں؟ (ضرور دکھلائیے!) فرمایا کہ یہ کالی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا، مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے میں تنگی ہو جاتی ہوں، آپ میرے لئے اللہ سے دعا فرمائیں (کہ اس بیماری سے نجات مل جائے) آپ نے فرمایا۔ ”مگر تو چاہے تو اس تکلیف پر صبر کر، اس کے بدلے تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعاء کر دیتا ہوں کہ اللہ تجھے اس بیماری سے عافیت دے دے“ اس نے کہا (اچھا ٹھیک ہے، پھر) میں صبر ہی اختیار کرتی ہوں۔ تاہم (دورے کے وقت) میں تنگی ہو جاتی ہوں، آپ اللہ سے یہ دعاء فرما دیں، میں تنگی نہ ہوا کروں۔ چنانچہ آپ نے اس کے لئے یہ دعاء فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من بصرع من الريح - وصحیح مسلم، کتاب البر، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه.

۳۵۔ فوائد: رخصت کے مقابلے میں عزیمت کو اختیار کرنا، بشرطیکہ انسان اسے استغلال کے ساتھ برداشت کر سکے، بہت اجر و ثواب کا کام ہے۔ اسی طرح علاج معالجے کے ساتھ، بارگاہ الہی میں دعاء سے بھی بہت نفع ملتا ہے۔ دونوں کی اپنی اپنی اہمیت و افادیت ہے۔

۳۶ - وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَخْجِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، ضَرْبَهُ قَوْمُهُ فَأَذْمُوهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ» متفق عليه.

۳۶/۳ - ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، گویا میں رسول اللہ ﷺ کو انبیاء عظیم السلام میں سے کسی نبی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، جس کو اس کی قوم نے مار کر لہولہا کر دیا اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتا ہوا، کہہ رہا ہے، یا اللہ میری قوم کو معاف فرما دے، اس لئے کہ وہ بے علم ہے۔ (متفق علیہ)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، وکتاب المرتدین - وصحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب غزوة أحد.

۳۶ - فوائد: بعض کے نزدیک یہ پیغمبر حضرت نوح اور بعض کے نزدیک خود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس میں پیغمبرانہ اخلاق و کرم کا بیان ہے، جس میں داعیان دین کے لئے بڑا سبق ہے کہ تبلیغ و دعوت کی راہ میں تکلیفیں برداشت کی جائیں، لوگوں کی بد اخلاقی اور بد سلوکی کے مقابلے میں غفو و درگزر سے کام لیا جائے اور اللہ سے ان کے لئے معافی اور ہدایت کی دعاء مانگی جائے۔ نیز جاہلوں سے جاہلوں والا معاملہ نہ کیا جائے۔ یہ اخلاقی خوبی اور کردار کی بلندی، ایک داعی دین کے لئے نہایت ضروری ہے۔

۳۷ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشُّوْكََةُ يُشَاكَّهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ» متفق عليه. وَالنَّوْصَبُ: الْمَرَضُ.

۳۷/۳ - حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو جو بھی ٹکان، بیماری، فکر، غم اور تکلیف پہنچتی ہے، حتیٰ کہ کائنا بھی چھمتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

**وصب کے معنی ہیں، بیماری**

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب فی ما جاء فی کفارة المرضی، وقول الله تعالى ﴿مَنْ يَعْمَلْ سِوَاَ يَجْزِ بِهِ﴾ - وصحیح مسلم، کتاب البر، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك حتی الشوکة یشاکها.

۳۷ - فوائد: مومن کے ساتھ اللہ کے فضل و کرم کا جو خاص معاملہ ہے، اس میں اس کا بیان ہے کہ دنیا میں پہنچنے والے آلام و مصائب کو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہے جب مومن مبرک کرے۔ اگر وہ مبرکی بجائے جزع و فزع اور تقدیر الہی کا شکوہ کرے گا تو اس دنیاوی تکلیف کے ساتھ ایک دوسری مصیبت اس کے لئے یہ ہوگی کہ وہ اجر سے محروم رہے گا، بلکہ مزید گناہوں کا بوجھ بھی اسے اٹھانا پڑے گا۔

۳۸۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تُوَعَكُ وَعَكَ شَدِيدًا قَالَ: «أَجَلَ إِنِّي أُوَعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ»، قُلْتُ: ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ قَالَ: «أَجَلَ ذَلِكَ كَذَلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ آذَى، شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ بِهَا سَيِّئَاتِهِ، وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَفَقَهَا» متفقٌ عليه. و«الْوَعَكُ»: مَغْتُ الْحُمَى، وَقِيلَ: الْحُمَى.

۳۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ آپ کو بخار تھا، میں نے کہا، یا رسول اللہ! آپ کو شدید بخار ہوتا ہے، آپ نے فرمایا ”ہاں“ مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تمہارے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے کہا، آپ کے لئے اجر بھی دوگنا ہے، آپ نے فرمایا ”ہاں“ یہ ایسا ہی ہے۔ جو بھی مسلمان، اسے کوئی تکلیف پہنچے، کٹا لگے یا اس سے بڑی تکلیف آئے۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی برائیاں دور فرما دیتا ہے اور اس کے گناہ اس سے اس طرح گرتے ہیں، جیسے درخت سے اس کے پتے گرتے ہیں۔ (جس کا مشاہدہ پت جھڑ کے موسم میں ہوتا ہے) (بخاری و مسلم)

وَعَك، بخار سے معدے اور آنتوں میں ہونے والی تکلیف، یا خالی بخار۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب شدة المرض - وصحيح مسلم، کتاب البر، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه....

۳۸۔ فوائد: انبیاء علم السلام کو زیادہ تکلیفیں آتی ہیں، جن سے ان کے اجر و ثواب میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ گویا آلام و مصائب کی زیادتی کمال ایمان کی علامت ہے نہ کہ اللہ کی ناراضی کی دلیل۔

۳۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بُرِدَ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِيبُ مِنْهُ»، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَضَبَطُوا «يُصِيبُ»: بَفَتْحِ الصَّادِ وَكَسْرِهَا.

۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو مصیبت سے دوچار کر دیتا ہے۔ (بخاری)

یصیب، صادر پر زیر کے ساتھ دونوں طرح صحیح ہے، دونوں صورتوں میں مفہوم بھی وہی رہتا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ما جاء في كفارة المرض.

۳۹۔ فوائد: دنیا کی تکلیفیں، مصائب و آلام، بیماری، غربت، جان و مال کا نقصان وغیرہ، ان میں مومن کے لئے بھلائی کا پہلو اس طرح ہے کہ دنیا میں وہ ان کی وجہ سے اللہ کی طرف رجوع کرتا اور اس سے دعاء و استجاء کرتا ہے اور ان کی وجہ سے اس کے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں، اس لئے آخرت کے نقطہ نظر سے بھی اس میں ایک مومن کے لئے خیر ہے۔

۴۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۴۰/۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہو، موت کی آرزو نہ کرے اور اگر (تکلیف کی نوعیت ایسی ہو کہ اس کے بغیر) چارہ نہ ہو تو اس طرح دعاء کرے، اے اللہ! تو مجھے اس وقت تک زندہ رکھ، جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور اس وقت مجھے فوت کر دے جب وفات میرے لئے

بہتر ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت - وصحیح مسلم، کتاب الذکر، باب کراهة تمنی الموت لضر نزل به.

۴۰۔ فوائد: انسان کو چونکہ مستقبل کا علم نہیں کہ آئندہ زندگی اس کے حق میں بہتر ہے یا نہیں؟ اس لئے مطلقاً کسی تکلیف اور مصیبت سے گھبرا کر موت کی آرزو کرنا ایک تو بے صبری ہے۔ دوسرے اندھے میں تیر چلانا ہے کیونکہ ممکن ہے زندگی کا باقی ماندہ حصہ اس کے دین و دنیا کے لئے بہتر ہو۔ اس لئے موت کی آرزو کرنا منع ہے۔ البتہ شہادت کی یا کسی مقدس جگہ میں مرنے کی آرزو کرنا جائز ہے کیونکہ یہ مسئلہ زیر بحث سے مختلف چیز ہے۔ اگر ویسے ہی موت کی آرزو کرنی ہو تو حدیث میں مذکور الفاظ کے ساتھ دعاء کی جائے۔

۴۱۔ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ خَبَابِ بْنِ الْأَرْتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو لَنَا؟ فَقَالَ: «قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُخْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا، ثُمَّ يُؤْتَى بِالْمَنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نَصْفَيْنِ، وَيُمْنَشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ، مَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللَّهُ لَيَمْنَعَنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَالذُّنْبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَجِلُّونَ» رواه البخاري. وفي رواية: وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَقَدْ لَقِينَا مِنْ

۴۱/۱۷۔ حضرت ابو عبد اللہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ جب کہ آپ خانہ کعبہ کے سائے میں ایک چادر کا تکیہ بنائے استراحت فرماتے، ہم نے کہا، آپ ہمارے لئے اللہ سے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے، ہمارے لئے دعاء کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا (تمہیں معلوم ہوتا چاہئے) کہ تم سے پہلے لوگوں کا (یہ حال ہوتا تھا کہ) آدمی پکڑ کر لایا جاتا، اس کے لئے زمین میں گڑھا کھود کر اس کو اس میں کھڑا کر دیا جاتا، پھر اس کے سر پر آہ چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور لوہے کی کنگلیاں اس کے جسم پر پھیری جاتیں، جس سے اس کا گوشت اور ہڈیاں تک متاثر ہوتیں۔ لیکن یہ آزمائشیں اسے اس کے دین سے نہ پھیرتیں۔ (اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے) اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس

المُشْرِكِينَ شِدَّةً.

معاملے کو ضرور مکمل فرمائے گا (دین اسلام کو غالب کرے گا) یہاں تک کہ ایک سوار (مسافر) صنعاء سے حضر موت تک (اکیلا) سفر کرے گا لیکن اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر اور اسی طرح اسے اپنی بکریوں پر، بھیڑیے کے سوا کسی کا خوف نہیں ہو گا۔ لیکن تم جلد بازی سے کام لے رہے ہو۔ اسے بخاری نے روایت کیا۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں، کہ آپ چادر کا تکیہ بنائے آرام فرما تھے اور ہم مشرکین کی طرف سے سختیوں سے دوچار تھے (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب علامات النبوة، باب علامات النبوة في الإسلام، وباب ما لقي النبي ﷺ وأصحابه من المشركين بمكة.

۳۱- فوائد: دین کی راہ میں تکلیفوں کا آنا، یہ کسی ایک دور کے ساتھ خاص نہیں ہے، ہر جگہ اور ہر دور میں اہل دین آزمائش کی بھٹیوں سے گزرے اور کندن بن کر نکلے، اس لئے آزمائشوں سے گھبراتا کسی مومن کا شیوہ نہیں۔ (۲) دین اسلام کے غلبے کی نوید اور امن و سلامتی کی خوش خبری، دور خیر القرون میں یہ پیش گوئیاں ظہور پذیر ہوئیں جس کا لوگوں نے مشاہدہ کیا اور اب بھی جہاں اسلام کا غلبہ ہے، امن و سلامتی، اس معاشرے کا امتیاز ہے، جیسے سعودی عرب ہے۔

۴۲ - وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ: فَأَعْطَى الْأَفْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِثْلَ ذَلِكَ، وَأَعْطَى نَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ. فَقَالَ رَجُلٌ: وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ قِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا، وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهَ اللَّهِ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لِأَخِيرِنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالصَّرَفِ. ثُمَّ قَالَ: «فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ؟» ثُمَّ قَالَ: «يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ».

۱۸/۴۲ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حنین کا دن ہوا (یعنی جنگ حنین کا واقعہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کی تقسیم میں کچھ لوگوں کو (تالیف قلب کے طور پر) ترجیح دی (یعنی انہیں دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ یا اچھا مال عطا کیا) پس آپ نے اقرع بن حابس کو سواونٹ دیئے اور عیینہ بن حصن کو بھی اس کے مثل دیئے اور بعض اشراف عرب کو آپ نے عطیہ دیئے اور انہیں بھی اس روز تقسیم میں ترجیح دی۔ ایک شخص نے (یہ دیکھ کر) کہا، اللہ کی قسم! اس تقسیم میں عدل کے تقاضے پورے نہیں کئے گئے اور اللہ کی رضا مندی اس میں پیش نظر نہیں رکھی گئی (حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے یہ الفاظ سنے) اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں رسول



فَقُلْتُ: لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا. متفقٌ عليه. وَقَوْلُهُ: «كَالْصَّرْفِ» هُوَ بِكَسْرِ تَحَا، عَرْضُ كَيْفَا، پَسِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَا چَرِه مَتَغَيَّرَ هُوَ كَيْفَا حَتَّى كَرِهَ اِيْسَے هُوَ كَيْفَا جَيْسَے سَرخ رَنگ هَے۔ پھر آپ نے فرمایا ”پھر کون انصاف کرے گا جب اللہ اور اس کا رسول انصاف نہیں کرے گا؟“ پھر مزید فرمایا ”اللہ تعالیٰ موسیٰ ﷺ پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ ایذائیں پہنچائی گئیں، لیکن انہوں نے صبر کیا“ پس میں نے (اپنے دل میں) کہا، یقیناً میں آئندہ آپ تک کوئی بات نہیں پہنچاؤں گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، و کتاب الأنبياء، و کتاب الدعوات، و کتاب الأدب، باب من أخبر صاحبه بما يقال فيه - و صحیح مسلم، کتاب الزکوة، باب إعطاء المؤلفه قلوبهم على الإسلام و تصبر من قوى إيمانه.

۴۲۔ فوائد: امام اور خلیفہ وقت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حالات و ضروریات اور تقاضائے وقت کے مطابق نو مسلموں کو یا دیگر ذی وجاہت اور صاحب اثر و رسوخ کو، تالیف قلب کے طور پر دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ دے۔ یہ اعتراض کرنے والا ایک منافق تھا۔ مخلص مسلمانوں کے تو حاشیہ خیال میں بھی نبی ﷺ کی بابت بے انصافی کی بات کبھی نہیں آئی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دیگر انسانوں کی طرح نبی ﷺ بھی ایسی باتوں سے متاثر ہوتے تھے جن سے انسان غضب ناک ہوتا یا خوشی محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ آپ بھی ایک انسان ہی تھے، ماورائے انسان نہیں تھے۔

۴۳۔ ۱۹ / ۴۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو (اس کے گناہوں کی سزا) جلد ہی دنیا میں دے دیتا ہے (یعنی تکلیفوں اور آزمائشوں کے ذریعے سے اس کے گناہوں کی معافی کا سامان پیدا کر دیتا ہے) اور جب اپنے بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا (دنیا میں) روک لیتا ہے، یہاں تک کہ قیامت والے دن اس کو پوری سزا دے گا۔ نبی ﷺ نے مزید فرمایا، بدلے میں بڑائی (اضافہ۔ زیادتی) آزمائش میں بڑائی

۴۳ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ» رواه الترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



کے ساتھ ہے (یعنی آزمائش جتنی عظیم ہوگی، اس کا بدلہ بھی اسی حساب سے عظیم ہوگا) اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو پسند فرماتا ہے تو ان کو آزمائش سے دوچار فرما دیتا ہے، پس جو اس میں صبر و رضا کا مظاہرہ کرتا ہے، اس کے لئے (اللہ کی) رضا ہے اور جو اس کی وجہ سے اللہ سے ناراضی اور برہمی کا اظہار کرتا ہے، اس کے لئے (اللہ کی) ناراضی ہے۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا، اس کی سند حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في الصبر على البلاء.

۴۳۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ آزمائش بھی اس دنیا میں مومن کے لئے ایک نعمت ہے، جن سے بقدر آزمائش اس کے گناہ معاف ہوتے اور عند اللہ اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہر آزمائش اور تکلیف میں صبر و رضا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر یہ شرف و فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی، بلکہ بے مبری سے گناہوں میں مزید اضافہ ہو گا۔

۴۴۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ابْنُ لَأَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَشْتَكِي، فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ، فَقَبِضَ الصَّبِيَّ، فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ - وَهِيَ أُمُّ الصَّبِيِّ -: هُوَ أَتَى مَا كَانَ، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعِشَاءَ فَتَعَسَّى، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارْأُوا الصَّبِيَّ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: «أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ»، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا» فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ: أَحْمِلْهُ حَتَّى تَأْتِيَنِي بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَبَعَثَ مَعَهُ بَتَمَرَاتٍ، فَقَالَ: «أَمَعَهُ شَيْءٌ؟» قَالَ: نَعَمْ، تَمَرَاتٍ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَصَضَعَهَا ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ، ثُمَّ حَنَّكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ. متفق عليه.

۲۰ / ۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا، ابو طلحہ (جب اپنے کام کاج کے لئے) باہر چلے گئے تو لڑکا فوت ہو گیا۔ جب واپس آئے تو پوچھا، میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ تو (ان کی بیوی) ام سلیم نے کہا جو بچے کی ماں تھیں، وہ پہلے سے کہیں زیادہ سکون میں ہے۔ پس بیوی نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھا، جو انہوں نے تناول کیا، پھر بیوی سے ہم بستری کی، جب ابو طلحہ فارغ ہو گئے (تو بیوی نے بتایا کہ بچہ تو تمہارے جانے کے بعد فوت ہو گیا تھا) اب اسے دفناؤ! چنانچہ جب انہوں نے صبح کی تو ابو طلحہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سارا ماجرا بیان کیا، آپ نے پوچھا، کیا تم نے رات کو ہم بستری کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا ”ہاں“ آپ نے دعاء فرمائی ”اے اللہ! ان دونوں کے لئے برکت عطا فرما“ (چنانچہ اس دعاء کے نتیجے میں مدت مقررہ کے بعد) ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، (حضرت انسؓ فرماتے

ہیں کہ) مجھ سے ابو طلحہ نے کہا (ابو طلحہ حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیم کے دوسرے خاوند یعنی حضرت انسؓ کے سوتیلے باپ تھے، ان کے پہلے خاوند مالک بن نضر تھے، جو اسلام لانے کی بجائے شام چلے گئے تھے اور وہیں فوت ہو گئے۔ ان کی والدہ نے اس کے بعد ابو طلحہ سے نکاح کر لیا) اس بچے کو نبی ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ اور کچھ کھجوریں بھی ساتھ دے دیں۔ آپؐ نے پوچھا ”کیا اس کے ساتھ کوئی چیز ہے؟“ انہوں نے کہا ”ہاں، کچھ کھجوریں ہیں“ نبی ﷺ نے وہ کھجوریں لے لیں اور ان کو منہ میں چبایا، پھر وہ اپنے منہ سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈال دیں اور اس کو یوں گھسی دی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عیینہ نے کہا کہ انصار کے ایک آدمی نے انہیں بتایا کہ میں نے (عبد اللہ کے) نولڑکے دیکھے، سب کے سب قرآن کے قاری تھے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ابو طلحہ کا ایک بیٹا، جو ام سلیم کے بطن سے تھا، فوت ہو گیا، تو ام سلیم نے اپنے گھر والوں سے کہا، تم ابو طلحہ کو ان کے بیٹے کی بابت مت بتانا میں خود ہی ان کو یہ بات بتاؤں گی۔ چنانچہ ابو طلحہ آئے، ام سلیم نے رات کا کھانا ان کے سامنے رکھا، انہوں نے کھایا پیا، پھر پہلے سے کہیں زیادہ بن سنور کے ان کے پاس آئیں، انہوں نے ان سے ہم بستی کی، جب انہوں نے دیکھا کہ وہ خوب سیر ہو گئے اور ہم بستی کر لی ہے، تو کہا، اے ابو طلحہ! ذرا بتاؤ! کہ اگر کچھ لوگ کسی گھر والوں کو کوئی چیز عاریۃً (عارضی طور پر) دیں، پھر وہ اپنی عاریت کے طور پر دی ہوئی چیز واپس مانگیں، تو کیا ان کے لئے جائز ہے کہ وہ دینے سے انکار کر دیں؟ ابو طلحہ نے جواب دیا، نہیں۔ پس ام سلیم نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ

وفي رواية للبخاري: قال ابن عيينة: فقال رجل من الانصار: فرأيت تسعة اولاد كلهم قد قرؤوا القرآن، يعني من اولاد عبد الله المولود. وفي رواية لمسلم: مات ابن لأبي طلحة من أم سليم، فقالت لأهلها: لا تحذثوا أبا طلحة بانه حتى أكون أنا أحدته، فجاء فقرئت إليه عشاء فأكَلَ وشرب، ثم تصنعت له أحسن ما كانت تصنع قبل ذلك، فوقع بها فلما أن رأت أنه قد شبع وأصاب منها قالت: يا أبا طلحة، أرأيت لو أن قوماً أعاروا عاريتهم أهل بيت فطلبوا عاريتهم، ألهم أن يمنعوهم؟ قال: لا، فقالت: فأحسب ابنك. قال: فغضب، ثم قال: تركتني حتى إذا تلطخت ثم أخبرني باني؛ فأنطلق حتى أتى رسول الله ﷺ فأخبره بما كان، فقال رسول الله ﷺ: «بَارَكَ اللهُ لَكُمْ فِي لَيْلَتِكُمَا»، قال: فحملت، قال: وكان رسول الله ﷺ في سفر وهي معه، وكان رسول الله ﷺ إذا أتى المدينة من سفر لا يطرؤها طروقاً فدنوا من المدينة، فضرَبها المَحَاضُ، فأحسب عليها أبو طلحة، وأنطلق رسول الله ﷺ. قال: يقول أبو طلحة: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبُّ أَنَّهُ يُعْجِنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ، وَأَدْخَلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ، وَقَدْ أَحْبَبْتُ بِمَا تَرَى، نَقُولُ أُمُّ سَلِيمٍ: يَا أَبَا طَلْحَةَ مَا أَجَدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ، أَنْطَلِقُ، فَاَنْطَلَقْنَا وَضَرَبَهَا الْمَحَاضُ

حِينَ قَدِمَا قَوْلَدَتْ غُلَامًا. فَقَالَتْ لِي أُمِّي: يَا أَنَسُ لَا يُضِيعُهُ أَحَدٌ حَتَّى تَغْدُو بِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحَ اخْتَمَلْنَاهُ فَاِنْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ.

سے ثواب کی امید رکھو (یعنی تمہارا بیٹا بھی، جو اللہ ہی کا دیا ہوا تھا، اس نے اپنی امانت واپس لے لی ہے) یہ سن کر وہ غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ (جب میں گھر آیا تو کچھ بتلائے بغیر) تو نے مجھے یوں ہی چھوڑے رکھا، حتیٰ کہ میں ہم بستری تک سے آلودہ ہو گیا اور اس کے بعد تو نے مجھے میرے بیٹے کی (وفات کی) خبر دی۔ (اس کے بعد) وہ گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ ہوا وہ بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے سن کر دعاء فرمائی ”اللہ تعالیٰ تم دونوں کے لئے تمہاری اس رات میں برکت عطا فرمائے“ چنانچہ ام سلیم کو صل قرار پا گیا۔ (راوی حدیث حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ) رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، حضرت ام سلیم بھی (اپنے خاوند، ابو طلحہ کے ہمراہ) آپ کے ساتھ تھیں اور رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب سفر سے مدینہ واپس تشریف لاتے، تو رات کو تشریف نہ لاتے۔ جب یہ قافلہ مدینہ کے قریب پہنچا تو ام سلیم کو دردِ زہ (زچگی کے عین وقت جو درد ہوتا ہے) شروع ہو گیا، چنانچہ ابو طلحہ ان کی خدمت کے لئے رک گئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا سفر جاری رکھا۔ حضرت انسؓ نے کہا، ابو طلحہ کہتے تھے، اے رب! تو جانتا ہے کہ مجھے یہی پسند ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے باہر جائیں تو میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں اور جب آپ مدینہ میں داخل ہوں تو میں بھی آپ کے ساتھ ہی داخل ہوں اور تو دیکھ رہا ہے کہ میں رُک گیا ہوں (جب کہ رسول اللہ ﷺ آگے تشریف لے گئے ہیں) ام سلیم نے (یہ سن کر) کہا، ابو طلحہ! اب مجھے وہ درد محسوس نہیں ہو رہا جو پہلے مجھے ہو رہا تھا، اس لئے چلو۔ چنانچہ ہم وہاں سے چل پڑے۔ جب وہ دونوں مدینہ پہنچ گئے تو انہیں پھر دردِ زہ شروع ہو گیا (جو پہلے ابو طلحہ کی دعاء سے وقتی طور

پر ختم ہو گیا تھا) پس ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ پس میری والدہ (ام سلیم) نے مجھے کہا، اس کو اس وقت تک کوئی دودھ نہ پلائے، جب تک تم صبح صبح اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش نہیں کر دیتے۔ پس صبح ہوتے ہی میں اسے اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ آگے باقی حدیث بیان کی (جو پہلے گزر چکی ہے)۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب من لم يظهر حزنه عند المصيبة، وكتاب العقيقة، باب تسمية المولود - وصحيح مسلم، كتاب الأدب، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته، وكتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي طلحة الأنصاري رضي الله عنه.

۳۴۔ **فوائد:** اس حدیث سے ہمیں معاشرتی زندگی کے لئے بہت سی ہدایات ملتی ہیں۔ مثلاً ایک صابر و شاکر عورت کا کردار۔ کہ بچہ فوت ہو گیا، لیکن کوئی جزع فزع، واویلا، بین اور نوحہ و ماتم نہیں کیا۔ حتیٰ کہ خاوند جب گھر آتا ہے تو پہلے ایک خدمت گزار بیوی کی طرح خاوند کی تمام ضروریات کا اہتمام کرتی ہیں اور اس کے بعد خاوند کو نہایت اچھوتے انداز سے بچے کی وفات کی اطلاع دیتی ہیں۔ جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ خاوند کی خدمت اور اسے آرام و سکون پہنچانا ایک مسلمان عورت کا اولین فرض ہے۔ (۲) گھر میں خاوند کے لئے سولہ سنگھار اور زیب و زینت کا اہتمام کرنا مستحسن ہے۔ (۳) ولادت کے بعد بچے کو کسی نیک آدمی کے پاس لے جا کر اس سے تحنیک کروانا (گھٹی دلوانا)۔ (۴) مصیبت میں جو اللہ کے فیصلے پر راضی رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔ (۵) مجاہدین کے ساتھ، خواتین بھی جہاد میں شریک ہو سکتی ہیں اور اپنی حدود میں رہ کر مجاہدین کی جو خدمت وہ بجالا سکتی ہیں، بجالائیں۔ مثلاً زخمیوں کی مرہم پٹی، پیاروں کی تیمار داری، پانی روٹی وغیرہ کا انتظام۔ (۶) ایسا تفریض و کنایہ (توریہ) جائز ہے جس سے دوسرا شخص مغالطے میں پڑ جائے، تاہم وہ جھوٹ نہ ہو۔

۴۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ» متفق عليه.

۳۵ / ۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، طاقت ور وہ نہیں ہے جو پچھاڑ دے، اصل طاقت ور (پهلوان) وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (بخاری و مسلم)

وَالصُّرْعَةُ بِضَمِّ الصَّادِ وَفَتْحِ الرَّاءِ، وَأَصْلُهُ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْ يَضْرَعُ النَّاسَ كَثِيرًا.

الصُّرْعَةُ، صادر پر پیش اور راء پر زبر کے ساتھ۔ اس کی اصل عربوں میں یہ ہے کہ جو اکثر لوگوں کو پچھاڑ دے۔

## ریاض الصالحین (جلد اول)

تخریج: بخاری، الأدب، باب الحذر من الغضب - مسلم، البر، باب فضل من يملك نفسه...  
۳۵۔ فوائد: اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ غصے میں انسان کو بے قابو نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ غصے کو ضبط کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۴۶۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَجُلَانِ يَنْتَبِئَانِ، وَأَحَدُهُمَا قَدْ اخْمَرَ وَجْهَهُ، وَانْتَفَخَتْ أُوْدَاجُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، ذَهَبَ مِنْهُ مَا يَجِدُ». فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «تَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» متفق عليه.

۳۶۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے، ان میں سے ایک کا چہرہ (مارے غصے کے) سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے (اسے دیکھ کر) فرمایا ”میں ایک کلمہ جانتا ہوں، اگر یہ اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے، اگر یہ شخص یہ کلمہ لے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں) تو اس کا جوش و غضب ختم ہو جائے گا“ لوگوں نے اس سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، کتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، و باب الحذر من الغضب - وصحیح مسلم، کتاب البر، باب، من يملك نفسه عند الغضب وبأي شيء يذهب الغضب.

۳۶۔ فوائد: غصے کے وقت یہ شعوری احساس کہ یہ غصہ شیطانی وسوسہ ہے، مجھے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہئے، یقیناً غصے کے ازالے کے لئے بہترین نسخہ ہے۔ کاش مغلوب الغضب قسم کے لوگ اس نسخے پر عمل کر کے دیکھیں۔

۴۷۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَظَمَ غَيْظًا، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُفِذَهُ، دَعَا اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخْبِرَهُ مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ مَا شَاءَ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۴۷۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص غصے کو پی جائے، جب کہ وہ اسے نافذ کرنے پر قادر بھی ہو، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اسے تمام مخلوقات کے ساتھ بلائے گا اور اسے کہے گا کہ وہ جس خور عین کو چاہے، اپنے لئے پسند کر لے۔ (ابو داؤد، ترمذی اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: أبوداود، الأدب، باب من كظم غيظا - والترمذی، صفة القيامة، باب فضل الرفق . . .

۴۷۔ فوائد: حور، حوراء کی جمع ہے، نہایت سفید رنگ کی خوبصورت عورت، عین، عیناء کی جمع ہے، موٹی آنکھوں والی۔ مراد دونوں سے، خوب صورت ترین عورت ہے، جو مومنوں کو جنت میں ملیں گی۔ اس میں اس شخص کی فضیلت اور ضبط نفس کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے جو قدرت و طاقت اور وسائل سے بہرہ ور ہونے کے باوجود، محض اللہ کا حکم سمجھ کر غصے کو پی جاتا ہے اور غصے سے بے قابو ہو کر اپنی قوت و طاقت کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

۴۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَوْصِنِي، قَالَ: «لَا تَغْضَبْ»، فَرَدَّدَ مَرَارًا، قَالَ: «لَا تَغْضَبْ» رواه البخاري.

۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے وصیت فرمائیے! آپ نے فرمایا ”غضب ناک نہ ہوا کرو“ اس نے کئی مرتبہ اپنی درخواست دہرائی، آپ نے (ہر مرتبہ) اسے یہی وصیت کی ”غصہ مت کیا کرو!“ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب .

۴۸۔ فوائد: غصہ جو مذموم ہے اور جس سے روکا گیا ہے، یہ وہ غصہ ہے جو دنیاوی معاملات میں ہو۔ لیکن جو غصہ اللہ اور اس کے دین کے لئے ہو۔ یعنی اللہ کی حرمتیں پامال کرنے پر انسان کو غصہ آئے، تو یہ غصہ محمود و مطلوب ہے۔ (۲) جس کے مزاج میں تیزی اور غصہ ہو، اسے بار بار غصہ نہ کرنے کی تلقین کی جائے تاکہ اسے اپنی اس کمزوری کا احساس ہو اور اس سے وہ بچنے کی کوشش کرے۔ (۳) غصے سے شیطانی مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے، اس لئے یہ بہت ہی بری چیز ہے، اسی لئے اس موقع پر شیطان سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

۴۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ» رواه الترمذی وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن مرد اور مومن عورت پر اس کی جان، اولاد اور مال میں آزمائشیں آتی رہتی ہیں (جن سے ان کے صغیرہ گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور کبیرہ گناہوں سے مومن ویسے ہی اجتناب کرتے ہیں) یہاں تک کہ جب وہ اللہ کو ملتے ہیں (ان کو موت آتی ہے) تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا اس کی سند حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في الصبر على البلاء .

۴۹۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ مومن، بطور خاص، آزمائشوں کا ہدف رہتا ہے اور اس میں اس کے لئے بھلائی کا پلو یہ ہے کہ ان سے اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں، بشرطیکہ وہ صبر کا دامن پکڑے رکھے اور

ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے۔

۵۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عُبَيْدُ بْنُ حَضَنٍ فَتَزَلَّ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرُّ بْنُ قَيْسٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُذَنِّبُهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؛ وَكَانَ الْقُرَاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شَبَابًا فَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ حَضَنٍ: يَا ابْنَ أَخِي لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ الْأَمِيرِ فَاسْتَاذِنْ لِي عَلَيْهِ، فَاسْتَاذَنَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللَّهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزَلَ وَلَا تُحْكُمُ فِينَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى هَمَّ أَنْ يُوقِعَ بِهِ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ ﴿ خُذِ الْعَقْوَ وَأْمُرْ بِالْأَرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴾ [الأعراف: 1۹۹]، وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ، وَاللَّهُ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا، وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى. رواه البخاري.

۵۰/۲۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عیینہ بن حصن آئے اور اپنے بھتیجے حرب بن قیس کے پاس ٹھہرے۔ یہ حرب ان لوگوں میں سے تھے جن کو عمرؓ کا (جب کہ وہ خلیفہ تھے) قرب خاص حاصل تھا اور حضرت عمرؓ کے ہم نشین اور مشیر قراء (اہل علم) ہوتے تھے، چاہے وہ ادھیڑ عمر کے ہوں یا جوان۔ پس عیینہ نے اپنے برادر زاد (بھتیجے) سے کہا، اے بھتیجے! تجھے اس خلیفہ کے ہاں خاص مرتبہ حاصل ہے، پس میرے لئے بھی اس سے ملاقات کی اجازت طلب کر، چنانچہ حضرت عمرؓ نے انہیں اجازت مرحمت فرمادی، جب عیینہ اندر آئے تو حضرت عمرؓ سے کہنے لگے، اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! تو ہمیں زیادہ عطیے دیتا ہے اور نہ ہمارے بارے میں عدل کے ساتھ فیصلے کرتا ہے۔ یہ (سن کر) عمرؓ غضب ناک ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے اسے مارنے کا ارادہ کیا۔ حرب بن قیس نے ان سے کہا۔ امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے کہا ہے کہ، 'عفو و درگزر اختیار کریں'، نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے اعراض کریں (الأعراف: ۱۹۹) اور یہ (میرا چچا بھی) جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! جس وقت حرب نے اس آیت کی تلاوت کی، عمرؓ (اسے سن کر) ذرا آگے نہ بڑھے اور عمرؓ اللہ کی کتاب کے پاس (یعنی اس کا حکم سن کر) ٹھہر جانے والے تھے (یعنی اس پر عمل کرتے تھے اور اس سے تجاوز نہ کرتے تھے) (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة الأعراف، و کتاب الاعتصام، باب الافتداء بسنن رسول اللہ ﷺ.

۵۰۔ فوائد: حدیث میں قراء سے مراد آج کل کے قراء نہیں ہیں جو صرف فن تجوید کے ماہر اور خوش الحانی سے قرآن پڑھنے والے ہیں، بلکہ اس سے مراد قرآن کے عالم، اس کے معانی و مفہیم سے آگاہ اور حلال و حرام اور جائز و ناجائز کو سمجھنے والے فقہاء ہیں۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دربار میں ہم نشین اور ان کے مشیران خاص



یہی لوگ ہوا کرتے تھے۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکمرانوں کو اپنا مشیر دین کا علم اور اس کا شعور رکھنے والوں کو بنانا چاہئے نہ کہ دنیا داروں کو، جن کا مقصد صرف دنیا کمانا اور اس کو جمع کرنا ہوتا ہے، کیونکہ اہل دنیا کے مشورے اخلاص اور خیر خواہی کی بجائے، مخصوص مفادات اور خود غرضی پر مبنی ہوتے ہیں۔ (۲) اصحاب مجلس اور اہل مشاورت ہونے کے لئے علم و تقویٰ ضروری ہے، اس میں سن و سال کی کوئی قید نہیں۔ (۳) حاکم کو نہایت متحمل اور بردبار ہونا چاہئے۔ (۴) اسی طرح قبول حق میں بھی اسے کسی تاہل کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔

۵۱۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي أَمْرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا! قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: تَوَكُّدُونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ، مُتَفَقِّ عَلَيْهِ. «وَالْأَمْرَةُ: الْإِنْفِرَادُ بِالشَّيْءِ عَمَّنْ لَهُ فِيهِ حَقٌّ»

۵۱/۲۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد (تاروا) ترجیح دینے کا عمل ہو گا اور ایسے کام ہوں گے جنہیں تم برا سمجھو گے۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا، یا رسول اللہ! (ان حالات میں) آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ (یعنی ہم کیا کریں؟) آپ نے فرمایا کہ ”تم وہ حق ادا کرو جو تمہارے ذمے ہوں اور جو تمہارے حق (دوسروں کے ذمے ہوں) ان کا سوال اللہ سے کرو! (بخاری و مسلم)

الاثرة (ترجیح دینا) کا مطلب ہے، جس میں دوسروں کا بھی حق ہو، اس کا اکیلے حق دار بن جانا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب علامات النبوة في الإسلام، وكتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ "سترون بعدي أموراً تنكرونها"۔ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالأول۔

۵۱۔ فوائد: اس حدیث کا مطلب ہے کہ جب حکمران ایسے ہوں جو تمہارے حقوق ادا نہ کریں اور تم پر اپنے کو اور اپنے اقرباء وغیرہ کو ترجیح دیں تو تم صبر سے کام لو اور ان سے بغاوت کرنے کی بجائے، بارگاہ الہی میں توبہ و استغفار اور ان کے شر اور مظالم سے بچنے کی دعاء کرو، بشرطیکہ ان سے کفر صریح کا اظہار نہ ہو۔

۵۲۔ وَعَنْ أَبِي يَحْيَى أَسِيدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فَلَانًا فَقَالَ: «إِنْكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَمْرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ، مُتَفَقِّ عَلَيْهِ. وَ«أَسِيدٌ»: بِضَمِّ الْهَمْزَةِ: «حُضَيْرٌ»: بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ مَضْمُومَةٍ وَضَادٍ مُعْجَمَةٍ مُفْتُوحَةٍ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ»

۵۲/۲۸۔ حضرت ابو یحییٰ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے کہا، یا رسول اللہ! آپ مجھے عامل کیوں نہیں بناتے (کسی سرکاری کام پر مقرر نہیں فرماتے) جس طرح فلاں شخص کو آپ نے عامل بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ”تم میرے بعد اس صورت حال سے دو چار ہو گے کہ دوسروں کو ترجیح دی جائے گی، پس تم صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھے (قیامت والے دن) حوض پر ملو۔ (بخاری و مسلم)

اسید، ہمزہ پر پیش کے ساتھ۔ اور 'خضیر' حاء (محملہ)  
یعنی بغیر نقطے کے) پر پیش اور ضاد (معجمہ، نقطے کے ساتھ)  
پر زبر۔ واللہ اعلم۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ "سترون بعدي أمورا تنكرونها"، وكتاب الجنائز، وكتاب الخمس، وكتاب المناقب، وكتاب المغازي، وكتاب الرقاق - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب الأمر بالصبر عند ظلم الولاية واستشارهم.

۵۲- فوائد: نبی ﷺ نے جو پیش گوئی فرمائی تھی، وہ پوری ہو گئی، جو نبی ﷺ کا معجزہ اور آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔ (۲) حوض، وہ حوض کوثر ہے جو آپ کو جنت میں یا میدانِ محشر میں عطا کیا جائے گا، جہاں آپ اپنے دست مبارک سے اپنے قمع اور موحد مسلمانوں کو شرابِ طہور کے جام پلائیں گے، جس سے پینے والا پھر پیاسا نہ ہو گا۔ (۳) عہدوں کی طلب، اچھی بات نہیں ہے۔ ایسے طلب گارانِ عہدہ و منصب کو عہدے دینے سے روکا گیا ہے۔ البتہ صرف اس صورت میں عہدہ طلب کرنا جائز ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کو اس کا اہل تر سمجھے اور کوئی دوسرا اس جیسا سمجھ دار، معاملہ فہم اور صاحبِ زہد و تقویٰ نہ ہو۔

۵۳ - وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ، انْتَهَرَ حَتَّى إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيهِمْ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ»، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اللَّهُمَّ مَنَزِلَ الْكِتَابِ وَمُنْجِي السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ، أَهْزِمْهُمْ وَانصُرْنَا عَلَيْهِمْ» متفقٌ عَلَيْهِ وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ.

۲۹/۵۳ - ابو ابراہیم حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض ان ایام میں، جن میں آپ کا مقابلہ دشمن سے ہوا، انتظار فرمایا، (یعنی لڑائی کو موخر فرمایا) یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگو! دشمن سے ملاقات (لڑائی) کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت (سلامتی) مانگو۔ لیکن جب ایسا موقع آجائے کہ تمہاری دشمن سے ٹکرائی ہو جائے تو ثابت قدمی سے لڑو! اور یہ بات جان لو! کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر نبی ﷺ نے دعاء فرمائی "اے کتب (قرآن مجید اور دیگر کتب) کے اتارنے والے، بادلوں کو چلانے والے، (دشمن کے لشکروں کو شکست دینے والے! ان کو شکست فاش سے دو چار فرما اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما" (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الجنة تحت بارقة السيف، وباب لقاء العدو - وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب كراهة تمنى لقاء العدو والأمر بالصبر

عند اللقاء .

۵۳۔ فوائد: جہاد اور اس کے لئے بھرپور تیاری اور ہمہ وقت مستعد رہنے کی اگرچہ بڑی تاکید کی گئی ہے، تاہم اس کے باوجود دشمن سے مقابلے کی آرزو کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (۲) صبر، مومن کا بہت بڑا ہتھیار ہے، میدان جہاد میں صبر کا مطلب استقلال، پامردی اور موت سے بے خوف ہو کر لڑنا ہے۔ (۳) سارا اعتماد ہتھیاروں، مادی ساز و سامان اور اپنی قوت و اکثریت پر نہ ہو، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ اللہ سے فتح و نصرت کی دعاء بھی کی جائے۔

## ۴۔ سچائی کا بیان

## ۴۔ باب الصدق

قال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ ﴿النَّبِيَّةُ: ۱۱۹﴾، وقال تعالى: ﴿وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ﴾ ﴿الْأَحْزَابُ: ۳۵﴾، وقال تعالى: ﴿فَلَوْ صَدَقُوا﴾ ﴿اللَّهُ لَكَانَ حَبِيرًا لَّهُمْ﴾ ﴿مُحَمَّدٌ: ۲۱﴾. وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور سچوں کے ساتھی بنو“ اور فرمایا ”سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں“ مزید فرمایا ”اگر وہ اللہ سے سچ بولتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا“

۱/ ۵۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یقیناً سچائی، نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ نافرمانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی یقیناً جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اسے بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۵۴۔ فالأول عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «إِنَّ الصَّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا» متفق عليه.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ وما ينهى عن الكذب - وصحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم النيمة، وباب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله.

۵۳۔ فوائد: صدق اور کذاب، دونوں مبالغے کے صفی ہیں۔ مطلب ہے کہ سچائی جس کی طبیعت ثانیہ بن جائے اور جھوٹ جس کی پختہ عادت بن جائے۔ جس طرح انسان دنیا میں اپنے اچھے یا برے اعمال کے ساتھ مشہور ہوتا ہے، اسی طرح اللہ کے ہاں بھی ہے۔ وہاں صدق لکھ جانے کا مطلب، سچائی کے اجر و ثواب کا اور کذاب لکھ جانے کا مطلب جھوٹ کی سزا کا مستحق قرار پانا ہے۔ حدیث میں سچائی کی ترغیب ہے، کیونکہ یہ خیر کا سبب ہے اور جھوٹ سے اجتناب کی تاکید ہے کیونکہ یہ فحش شر ہے۔

۵۵۔ الثانی: عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ ۵۵/۲۔ حضرت ابو محمد حسن بن علیؒ بن ابی طالب

الحسن بن علی بن ابی طالب، رضي الله عنهما، قال: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «دَعْ مَا يَرِيكَ إِلَى مَا لَا يَرِيكَ؛ فَإِنَّ الصَّدَقَ طَمَآنِيْنَةٌ، وَالْكَذِبَ رِيَّةٌ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ صحيحٌ. قَوْلُهُ: «يُرِيكَ» هُوَ يَفْتَحُ الْيَاءَ وَضَمُّهَا؛ وَمَعْنَاهُ: أَتَرَكُ مَا تَشْكُ فِي جِلْدِهِ، وَاعْدِلْ إِلَى مَا لَا تَشْكُ فِيهِ.

بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے ہوئے یہ الفاظ یاد ہیں وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے اور اس کو اختیار کر، جس کی بابت تجھے شک و شبہ نہ ہو۔ اس لئے کہ سچ، اطمینان (کا باعث) ہے اور جھوٹ شک اور بے چینی ہے۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث صحیح ہے)

یریک، یا پر زہر اور پیش، دونوں طرح صحیح ہے (یعنی راب یریب یا ارباب یریب) اس کے معنی ہیں جس چیز کے حلال ہونے میں شک ہو، اسے چھوڑ دو اور ایسی چیز کو اختیار کرو جس میں تمہیں شک نہ ہو۔

تخریج: سنن الترمذی برقم ۲۵۲۰ وقال: حديث صحيح ومسنند أحمد ج ۱ ص ۲۰۰، وإسناده صحيح، والمستدرک للحاکم ج ۲ ص ۱۳ ووافقه الذهبي .

۵۵- فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ شہادت سے بچنا ضروری ہے تاکہ حرام کارِ ثکاب نہ ہو۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص شہادت سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا۔

۵۶ - الثَّالِثُ: عَنْ أَبِي سُفْيَانَ - حضرت ابو سفیان بن عاصم بن حریز بن حرب وہ لمبی صحیح بن حرب، رضي الله عنه، في حديثه الطويل في قصة هِرَقْلَ، قَالَ هِرَقْلُ: فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ - يعني النبي ﷺ - قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: قُلْتُ: يَقُولُ: «اغْبُدُوا اللَّهَ وَخُذُوا لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ، وَالصَّدَقِ، وَالْعَفَافِ، وَالصَّلَةِ. متفقٌ عليه.

۵۶/۳ - حضرت ابو سفیان نے بیان کیا ہے۔ ہرقل نے ابو سفیان سے (جب کہ وہ ابھی کافر تھے) پوچھا ”وہ پیغمبر۔ یعنی نبی ﷺ۔ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟“ ابو سفیان کہتے ہیں، میں نے کہا، وہ کہتا ہے، صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور ان باتوں کو چھوڑ دو جو تمہارے باپ دادا کرتے (اور کرتے) رہے اور وہ پیغمبر ہمیں نماز پڑھنے کا، سچ بولنے کا، پاک دامنی اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب بدء الوحي، وكتاب الصلوة وغيرهما - وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب كتاب النبي ﷺ إلى هِرَقْلَ يدعوهُ إلى الإسلام.

۵۶- فوائد: اس میں ایک دشمن کی زبان سے نبی ﷺ اور آپ کی تعلیمات کی سچائی کا اعتراف ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے یہ اعتراف اس وقت کیا تھا جب وہ مسلمان نہیں تھے۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں پوری تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔

۵۷ - الرَّابِعُ: عَنْ أَبِي ثَابِتٍ، وَقِيلَ: أَبِي سَعِيدٍ، وَقِيلَ: أَبِي الْوَلِيدِ، سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، وَهُوَ بَدْرِيُّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَأَلَ اللَّهَ تَعَالَى، الشَّهَادَةَ بِصِدْقِ بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ» رواه مسلم.

۴/ ۵۷ - حضرت ابو ثابت، بعض کہتے ہیں، ابو سعید اور بعض کے نزدیک ابو الولید سہل بن حنیف (جو بدری صحابی ہیں) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص سچے دل سے اللہ سے شہادت مانگے، (لیکن اسے کافروں سے لڑنے کا موقع نصیب نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مرتبوں تک پہنچا دے گا، اگرچہ اسے اپنے بستر پر موت آئے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمامۃ، باب استحباب الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ.

۵۷ - فَوَاضِلُ: اس میں خالص نیت کی فضیلت و اہمیت کا بیان ہے کہ دل میں نیت کر لینے سے ہی اللہ تعالیٰ لوگوں کو شہداء کے مرتبوں پر فائز کر دیتا ہے اور اسی نیت کی خرابی سے میدان جہاد میں مرنے والوں کو جہنم میں ڈال دے گا۔

۵۸ - الْخَامِسُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتَّبِعُنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا بَيْنَ بَهَا، وَلَا أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا لَمْ يَزِفْ سُقُوفَهَا، وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خِلْفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ أَوْلَادَهَا. فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: إِنَّكَ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ، اللَّهُمَّ اجْنِبْنَا عَيْنًا، فَجَبَسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْعَنَائِمَ، فَجَاءَتْ - يَعْنِي النَّارَ - لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا، فَلْيَتَابِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزَقْتُ يَدَ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: فِيكُمْ الْغُلُولُ، فَلْيَتَابِعْنِي قَبِيلَتُكَ، فَلَزَقْتُ يَدَ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: فِيكُمْ الْغُلُولُ. فَجَاؤُوا بِرَأْسٍ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ،

۵۸/ ۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء میں سے ایک نبی نے جہاد (کے لئے نکلنے کا ارادہ) کیا تو اس پیغمبر نے اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ وہ شخص نہ نکلے جس نے کسی عورت سے (نیانیا) نکاح کیا ہے اور وہ اس سے ہم بستری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن ابھی اس نے یہ کام نہیں کیا، نہ وہ شخص نکلے جس نے گھر بنایا ہو، لیکن اس نے ابھی اس کی چھت نہیں ڈالی اور نہ وہ شخص، جس نے (حاملہ) بکریاں یا اونٹنیاں خریدی ہیں اور وہ ان کے بچے جننے کے انتظار میں ہو۔ پس اس پیغمبر نے (اس کے بعد) جہاد کے لئے اپنا سفر شروع کر دیا، پس وہ اس (جہاد والی) بستی میں عصر کی نماز کے وقت یا عصر کے قریب پہنچا، اس نے سورج سے (خطاب کرتے ہوئے) کہا، تو بھی اللہ کی طرف سے مامور (مقرر کردہ) ہے اور میں بھی اللہ کی طرف سے مامور ہوں، اے اللہ! اس سورج کو ہم پر روک لے (یعنی لڑائی اور اس کا نتیجہ برآمد ہونے تک اسے غروب نہ فرما) چنانچہ سورج کو روک لیا گیا، یہاں تک کہ اللہ نے اس بستی کو ان کے ہاتھوں پر فتح کر دیا،

فَوَضَعَهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ قَبْلَنَا، ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ لَنَا الْغَنَائِمَ لَمَّا رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجَزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پس اس نے غنیمتیں جمع کیں اور (آسمان سے) اسے کھانے کے لئے آگ آئی لیکن اس نے اسے نہیں کھایا یہ دیکھ کر اس پیغمبر نے کہا، بے شک تمہارے اندر خیانت کا عمل ہے، پس تم میں سے ہر قبیلے کا ایک آدمی مجھ سے آکر بیعت کرے۔ پس اس طرح بیعت کرتے ہوئے ایک آدمی کا ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ کے ساتھ چٹ گیا، اس نے کہا، بس تمہارے قبیلے کے اندر ہی خیانت کا عمل ہے، پس تیرا (پورا) قبیلہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے، پس ان میں سے دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ کے ساتھ چٹ گئے، پیغمبر نے کہا تمہارے اندر خیانت ہے۔ چنانچہ ایک سونے کا سر گائے کے سر کی مثل، لے کر آئے، اور اسے (کھلے میدان میں) رکھ دیا اور آگ نے آکر اسے کھا لیا (جو اس بات کی علامت تھی کہ جہاد کا یہ عمل مقبول ہے) (نبی ﷺ نے فرمایا) پس ہم سے پہلے یہ غنیمتیں کسی کے لئے حلال نہیں تھیں، جب اللہ نے ہماری عاجزی اور کمزوری کو دیکھا تو اسے ہمارے لئے حلال فرما دیا۔ (بخاری و مسلم)

«الْخِلْفَاتُ» بفتح الخاء المعجمة وكسر اللام: جَمْعُ خَلِيفَةٍ، وَهِيَ النَّافَةُ الْحَامِلُ.

خلفات کی جمع ہے، گاہجن اونٹنی۔

خلفات، خائے معجمہ پر زبر اور لام پر زیر کے ساتھ۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب قول النبی ﷺ "أحلت لكم الغنائم"، وكتاب النكاح، باب من أحب البناء قبل الغزو - وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب تحليل الغنائم لهذه الأمة خاصة.

۵۸۔ فوائد: امام سیوطی کے نزدیک یہ پیغمبر حضرت یوشع بن نون تھے۔ ان کے طرز عمل سے معلوم ہوا کہ مجاہدین کے دنیاوی معاملات کا معقول انتظام ضروری ہے تاکہ وہ پوری دلچسپی اور یکسوئی کے ساتھ مصروف جہاد رہیں۔ (۲) مال غنیمت کی حلت، امت محمدیہ کی خصوصیت ہے، ورنہ اس سے قبل اسے آگ کھا جاتی تھی۔ اس میں پیغمبر کے معجزے کا اثبات ہے کہ اس کے لئے سورج کی رفتار کو روک دیا گیا تا آنکہ اس نے فتح حاصل کر لی۔

۵۹۔ السادس: عن أبي خالد ۵۹/۶ - حضرت ابو خالد حکیم بن حزام<sup>۱</sup> سے روایت حکیم بن حزام، رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: «البيعان بالخيار ما لم يوالوا» اس وقت تک اختیار ہے، جب تک وہ جدا نہ



یَتَمَرَّفَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَّا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِثَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہوں۔ پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور چیز کی حقیقت صحیح بیان کر دیں (یعنی کوئی عیب وغیرہ ہو تو بتا دیں) تو ان کے اس سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت مٹا دی جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب إِذَا بَيْنَ الْبَيْعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا - وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب ثبوت خيار المجلس للمبتاعين.

۵۹۔ **فوائد:** دو سودا کرنے والوں سے مراد بائع اور مشتری (بیچنے اور خریدنے والا) ہیں۔ اختیار کا مطلب ہے کہ جب تک دونوں مجلس میں موجود رہیں، انہیں سودا فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ لوگ بالعموم بات چیت کے اختتام کے بعد، سودا فسخ کرنے کو جائز نہیں سمجھتے مگر فریقین مجلس میں موجود رہیں (جیسا کہ احناف کا بھی مسلک ہے) لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ حدیث سے ایسا سمجھنے والوں کی تردید ہوتی ہے۔ (۳) سودے میں سچائی برکت کا اور جھوٹ اور اخفاء (عیب کا چھپانا) بے برکتی کا باعث ہے۔

۵۔ **مراتبے (یعنی اللہ کی طرف دھیان دینے)** ۵۔ **بَابُ الْمُرَاقَبَةِ**

### کابیان

قال الله تعالى: ﴿الَّذِي يَرْفَعُ رَفْعًا نَفْعًا وَتَقَلُّبًا فِي السَّجْدِينَ﴾ [الشعراء: ۲۱۸ - ۲۱۹]، وقال تعالى: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ [الحديد: ۴]، وقال تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾ [آل عمران: ۵]، وقال تعالى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبَالِرْصَادِ﴾ [الفجر: ۱۴]، وقال تعالى: ﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ [۱۷]، [غافر: ۱۹] وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ. وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ:

۶۰۔ **فَالْأَوَّلُ:** عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وہ جو تجھے دیکھتا ہے“ جب تو کھڑا ہوتا اور رکوع و سجدے کے لئے پھرتا ہے“ اور فرمایا ”وہ تمہارے ساتھ ہے“ (اپنے علم کے لحاظ سے) جہاں بھی تم ہو“ (الحمد ۳) فرمایا ”بے شک اللہ پر آسمان اور زمین کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے“ اور فرمایا ”بے شک تیرا رب البتہ گھات میں ہے“ اور فرمایا ”وہ خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور سینوں میں مخفی باتوں کو جانتا ہے“ اس باب میں اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

۶۰/۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران اچانک ایک آدمی ہمارے پاس آدھکا، شدید سفید کپڑوں میں ملبوس اور سخت سیاہ بالوں والا،



اس پر سفر کا نشان نظر آتا تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف بیٹھ گیا، اس نے اپنے گھنے آپ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی رانوں پر رکھ لیا (یعنی نہایت مودب ہو کر بیٹھ گیا) اور کہا، اے محمدؐ، مجھے اسلام کی بابت بتاؤ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر تمہیں راستے (سفر) کی طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو، اس نے کہا، آپ نے سچ کہا۔ ہم نے اس کی بات پر تعجب کیا کہ یہ آپ سے سوال بھی کرتا ہے اور آپ کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ اس نے (پھر) کہا، مجھے ایمان کی بابت بتائیے! آپ نے فرمایا، ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی (نازل کردہ) کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھو۔ اس نے (پھر) کہا، آپ نے سچ کہا۔ اس نے (تیسرا) سوال کیا، مجھے احسان کی بابت بتائیے! آپ نے ارشاد فرمایا، احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی ایسے عبادت کرو، گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا، مجھے قیامت کی بابت خبر دیجئے (کہ وہ کب آئے گی؟) آپ نے فرمایا، ”اس کی بابت“ جس سے سوال کیا گیا ہے، وہ سائل سے زیادہ علم رکھنے والا نہیں“ (یعنی مجھے تم سے زیادہ علم نہیں) اس نے کہا (اچھا) اس کی (بڑی بڑی) نشانیاں بیان فرمائیے! آپ نے فرمایا کہ ”لوندی اپنی مالک کو جنے گی اور یہ کہ تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے کہ جن کے جسم پر کپڑے، پیروں میں جوتیاں اور کھانے کو خوراک نہیں ہوگی (لیکن پھر ان فقیروں کے پاس

شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مَنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَسَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا». قَالَ: صَدَقْتَ. فَعَجَبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ! قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ. قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ». قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ. قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ؛ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ. قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ». قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا. قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأُمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّيْءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُئْيَانِ. ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ: «يَا عُمَرُ أَتَذَرِي مَنْ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهُ جَبْرِيلُ أَنْتُمْ يَعْلَمُكُمْ أَمْرُ دِينِكُمْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَمَعْنَى: «تَلِدَ الْأُمَةُ رَبَّتَهَا» أَيُّ: سَيِّدَتْهَا؛ وَمَعْنَاهُ أَنْ تَكْثُرَ السَّرَارِيُّ حَتَّى تَلِدَ الْأُمَةُ السَّرِيَّةَ بِنْتًا لِسَيِّدِهَا، وَبِنْتُ السَّيِّدِ فِي مَعْنَى السَّيِّدِ، وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ. وَ«الْعَالَةُ»: الْفُقَرَاءُ. وَقَوْلُهُ: «مَلِيًّا» أَيُّ:

زَمْنَا طَوِيلًا، وَكَانَ ذَلِكَ ثَلَاثًا.

اتنی دولت آجائے گی کہ وہ عمارتوں میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔ پھر وہ (نووارد سائل) چلا گیا۔ (راوی حدیث حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ) میں کافی دیر تک (نبی ﷺ کی خدمت میں) ٹھہرا رہا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا ”عمر! جانتے ہو، یہ سائل کون تھا؟“ میں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا، یہ جبرئیل تھے، جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔ (مسلم)

”لوندی اپنی مالکہ کو جنے گی“ کا مطلب ہے کہ لوندیوں کی کثرت ہو جائے گی، یہاں تک کہ ہم خوابی کے لئے مخصوص لوندی اپنے آقا کے لئے بیٹی جنے گی اور یہ آقا کی بیٹی، آقا ہی کے معنی میں ہے۔ اس کے اس کے علاوہ اور کئی مفہوم بیان کئے گئے ہیں۔ عَالَةً، بمعنی فقراء ہے۔ مَلِيًّا کا مطلب ہے، زمانہ طویل اور حدیث میں اس سے مراد تین دن ہیں۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، حدیث رقم ۱ - وسنن أبی داود، برقم ۴۶۹۵ - وسنن ترمذی، برقم ۲۶۱۳ - وسنن النسائی.

۶۰۔ فوائد: یہ حدیث، حدیث جبریل کے نام سے مشہور ہے، اس میں اساسیات اسلام کا بیان ہے، جن کی تفصیلات ہر مسلمان جانتا ہے۔ تقدیر کا مطلب ہے، ہر چیز جو ابد تک ہوگی، اس کا علم پہلے سے ہی اللہ کو ہے اور اس نے اس کو لکھ دیا ہے، اب جو کچھ ہوتا ہے، اس کے اسی علم کے مطابق ہوتا ہے جو اس نے لکھ رکھا ہے۔ اس کے اچھے برے ہونے کا مطلب ہے کہ مثلاً فراغت، خوش حالی، پیداوار کی کثرت اور فراوانی، یہ خیر ہے اور قحط سالی، آلام و مصائب وغیرہ، یہ شر ہے اور یہ خیر اور شرمہارے اعتبار سے ہے، ورنہ اللہ کے تو ہر کام میں ہی کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت ہوتی ہے جس کو صرف وہی جانتا ہے۔

۶۱/۲۔ حضرت ابو ذر جندب بن جنادہ اور حضرت ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تو جہاں کہیں بھی ہو، اللہ سے ڈر! اور برائی کے پیچھے نکی کر۔ نیکی برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آ۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا، یہ حدیث حسن ہے۔)

۶۱۔ الثَّانِي: عَنْ أَبِي ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ، وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «إِنِّي لَأَتَى اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتُ وَأَتَّبِعُ السَّبِيلَةَ الْحَسَنَةَ تَمَحُّمَهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقِي حَسَنٍ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخریج: ترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی معاشرۃ الناس - ودارمی ۲/۳۲۳ - ومسند أحمد۔  
 ۶۱۔ فوائد: نیکی، برائی کو مٹا دے گی، کا مطلب ہے کہ نیکی، برائی کا کفارہ بن جاتی ہے یعنی چھوٹی برائیوں کا ورنہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ اسی طرح حقوق العباد بھی، ان کا ازالہ و تلافی کئے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔

۶۲۔ الثَّالِثُ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ، يَوْمًا فَقَالَ: «يَا غُلَامُ إِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ: أَحْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظَكَ، أَحْفَظِ اللَّهَ تَجِدَهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ: أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ، لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ، لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ؛ رُفِعَتِ الْأَفْلامُ، وَجَفَّتِ الصُّحُفُ» رواه الترمذی وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي رِوَايَةٍ غَيْرِ التِّرْمِذِيِّ: «أَحْفَظِ اللَّهَ تَجِدَهُ أَمَامَكَ، تَعْرِفْ إِلَى اللَّهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفَكَ فِي الشَّدَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبِكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرْجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا».

۶۳/۶۲۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن (سواری پر) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (بیٹھا ہوا) تھا، آپ نے فرمایا، اے لڑکے! میں تجھے چند اہم باتیں بتاتا ہوں (انہیں یاد رکھ) تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر! اللہ تیری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھ، تو اس کو اپنے سامنے پائے گا (یعنی اس کی حفاظت اور مدد تیرے ہم رکاب رہے گی) جب تو سوال کرے تو صرف اللہ سے کر، جب تو مدد چاہے (مدد رائے اسباب طریقے سے) تو صرف اللہ سے مدد طلب کر اور یہ بات جان لے کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تجھے اس سے زیادہ کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور اگر وہ تجھے کچھ نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لئے گئے (یعنی لکھ کر فارغ ہو گئے) اور صحیفے (نوشتہ ہائے تقدیر) خشک ہو گئے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے) اور ترمذی کے علاوہ ایک اور روایت میں ہے کہ

تو اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھ، تو اس کو اپنے سامنے پائے گا، تو خوش حالی میں اللہ کو پہچان اور اس کی طرف توجہ رکھ، وہ تجھے تنگی اور مصیبت میں پہچانے گا (یعنی تیری دست گیری فرمائے گا) اور جان لے کہ جو تجھ سے چوک جائے، وہ تجھے ملنے والا نہیں ہے اور جو تجھے پہنچنے والا ہے وہ تجھ سے چوک نہیں سکتا اور یہ (بھی) جان لے! کہ (اللہ کی) مدد صبر کے ساتھ ہے اور کشاوی،

تکلیف کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب ولكن يا حنظلة ساعة وساعة - ومسند أحمد، ج ۱ ص ۲۹۳، ۳۰۳، ۳۰۷۔

۶۲۔ فوائد: اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کوئی بدلنے پر قادر نہیں ہے۔ (۲) دنیا میں جو بھی تکلیف آتی ہے، وہ ہمیشہ نہیں رہتی، اس کے بعد کشادگی اور فرحت و انبساط کا موقع آجاتا ہے۔ (۳) مافوق الاسباب طریقے سے، اللہ کے سوا کسی سے مدد نہ مانگی جائے کیونکہ یہ شرک ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کے حقوق کا انسان خیال رکھے، تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس بندے کا خیال رکھتا اور مدد فرماتا ہے۔

۶۳۔ الرَّابِعُ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدْوَى فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَوْبِقَاتِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَقَالَ: «الْمَوْبِقَاتُ»: الْمُهِلِكَاتُ.

۴ / ۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے (اپنے دور کے لوگوں سے خطاب کر کے) فرمایا: تم بہت سے ایسے کام کرتے ہو، جو تمہاری آنکھوں میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں (یعنی حقیر اور معمولی ہوتے ہیں لیکن) ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سخت تباہ کن چیزوں میں شمار کرتے تھے۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے اور کہا کہ موبقات کے معنی ہیں ہلاک کرنے والے۔)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقي من محقرات الذنوب.

۶۳۔ فوائد: اللہ کا خوف دلوں میں جتنا زیادہ ہوتا ہے، اتنا ہی انسان اللہ کی نافرمانی سے ڈرتا ہے، یہ خوف جتنا کم ہوتا جاتا ہے، انسان کی گناہوں پر دلیری بڑھتی جاتی ہے۔ صحابہ کرام کے دلوں میں اللہ کا شدید خوف تھا، اس لئے وہ معمولی سے معمولی گناہ کرتے ہوئے بھی ڈر محسوس کرتے تھے، عمد رسالت کے بعد کے ساتھ ساتھ یہ خوف بتدریج کم ہوتا گیا، حتیٰ کہ سخت تباہ کن گناہ بھی لوگوں کی نظروں میں حقیر معلوم ہونے لگ گئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ کی عظمت و جلالت کا تصور کرتے ہوئے اس کا خوف دلوں میں پیدا کیا جائے۔

۶۴۔ الْخَامِسُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَعَارُ، وَغَيْرَةُ اللَّهِ تَعَالَى أَنْ يَأْتِيَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ، مُتَفَقِّ عَلَيْهِ. وَالْغَيْرَةُ: بَفَتْحِ الْغَيْنِ: وَأَصْلُهَا الْأَنْفَقَةُ.

۵ / ۶۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو (بھی) غیرت آتی ہے اور یہ غیرت اس کو اس وقت آتی ہے جب آدمی ایسے کام کا ارتکاب کرتا ہے جس کو اس نے اس پر حرام کیا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور غیرت، غین کے زبر کے ساتھ ہے، معنی ہیں

خودداری اور حیثیت۔

تخریج: بخاری، النکاح، باب الغیرۃ - ومسلم، التوبۃ، باب غیرۃ اللہ تعالیٰ وتحريم الفواحش.

۶۳- فوائد: محرمات کا ارتکاب، اللہ کے غضب اور اس کی ناراضی کا باعث ہے۔

۶۵ - السَّادِسُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصَ، وَأَفْرَعَ، وَأَعْمَى، أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَنْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْ نُحْسِنَ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبَ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذَرَنِي النَّاسُ؛ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْإِبِلُ - أَوْ قَالَ الْبَقَرُ؛ ثَبْتُ الرَّأْيَ - فَأُعْطِيَ نَاقَةً عَشْرَاءَ، فَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا.

فَأَتَى الْأَفْرَعَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبَ عَنِّي هَذَا الَّذِي قَذَرَنِي النَّاسُ؛ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ، وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ، فَأُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا، وَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا.

فَأَتَى الْأَعْمَى فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: أَنْ يَرُدَّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرَ النَّاسَ، فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْغَنَمُ، فَأُعْطِيَ شَاءَ وَالِدًا. فَأَنْتَجَ هَذَانِ وَلَدٌ هَذَا، فَكَانَ لَهُذَا وَادٍ مِنَ الْإِبِلِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ.

ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مَسْكِينٌ قَدْ انْقَطَعَتْ

۶۵ / ۶ - حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، ایک برص (سفید داغوں) کے مرض میں مبتلا، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ نے ان کو آزمانے کا ارادہ فرمایا، پس ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا، فرشتہ (پہلے) برص والے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا، تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اس نے جواب دیا، اچھا رنگ، خوبصورت جسم، نیز یہ کہ مجھ سے (برص) کی یہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا، جس سے (اللہ کے حکم سے) اس کی گھن کھانے والی بیماری دور ہو گئی اور اسے خوبصورت رنگ دے دیا گیا، فرشتے نے اس سے پھر پوچھا، تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا، اونٹ، یا کما، گائے (اس کی بابت) راوی نے شک کیا ہے۔ چنانچہ اسے آٹھ دس مہینے کی گابھن اونٹنی دے دی گئی اور فرشتے نے اسے دعاء دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت عطا فرمائے۔ پھر وہ فرشتہ گنچے کے پاس آیا، اس نے اس سے پوچھا، تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا، اچھے بال، نیز یہ کہ میرا یہ (گنجا پن) ختم ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا جس سے اس کا گنجا پن دور ہو گیا اور اسے (اللہ کی طرف سے) خوبصورت بال عطا کر دیئے گئے۔ فرشتے نے اس سے پوچھا، تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا، گائے۔ چنانچہ اسے ایک حاملہ گائے دے دی گئی اور دعاء دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت عطا فرمائے۔ اس کے بعد فرشتہ اندھے

کے پاس آیا، اس سے پوچھا، تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا، یہ کہ اللہ مجھے میری بیٹائی لوٹا دے، پس میں لوگوں کو دیکھوں، فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، پس اللہ نے اس کی بیٹائی بحال کر دی، فرشتے نے اس سے پوچھا، تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا بکریاں۔ پس اسے ایک بچہ جننے والی بکری دے دی گئی۔ پس سابقہ دونوں (ابرص اور گنجه) کے ہاں بھی دونوں جانوروں (اونٹنی اور گائے) کی نسل خوب بڑھی اور اس ٹامینا کے ہاں بھی بکری نے بچے دیئے۔ پس (مرض برص والے کے ہاں) ایک وادی اونٹوں کی، گنجه کے ہاں ایک وادی گایوں کی اور اس اندھے کے ہاں ایک وادی بکریوں کی ہو گئی۔

اب پھر فرشتہ مرض برص والے کے پاس، اس کی صورت و ہیئت میں آیا اور کہا میں مسکین آدمی ہوں، سفر میں میرے وسائل ختم ہو گئے ہیں، آج میرے وطن پہنچنے کا کوئی وسیلہ، اللہ کے اور پھر تیرے علاوہ کوئی نہیں، اس لئے میں تجھ سے اس ذات کے نام سے جس نے تجھے اچھا رنگ، خوب صورت جسم اور مال عطا کیا ہے، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے سے میں اپنے سفر میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ اس نے جواب دیا، (میرے ذمے پہلے ہی) بہت سے حقوق ہیں۔ یہ سن کر فرشتے نے اس سے کہا، گویا کہ میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو وہی نہیں ہے جس کے جسموں پر سفید داغ تھے، لوگ تجھ سے گھرن (نفرت) کھاتے تھے، تو فقیر تھا، اللہ نے تجھے مال سے نوازا دیا۔ اس نے کہا، یہ مال تو مجھے باپ دادا سے ورثے میں ملا ہے۔ فرشتے نے کہا، اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو تھا۔ اب فرشتہ گنجه کے پاس اس کی پہلی شکل و صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی کچھ کہا جو (ابرص) کو کہا تھا اور اس

بِی الْحَبَالِ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِي الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ الْلُؤْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ، بَعِيرًا أَتَبْلُغُ بِهِ فِي سَفَرِي، فَقَالَ: الْمُحْقُوفُ كَثِيرَةٌ. فَقَالَ: كَأَنِّي أَغْرَفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَتَذَرُّكَ النَّاسُ فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ اللَّهُ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا وَرِثْتُ هَذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنَّ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ.

وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ هَذَا، فَقَالَ: إِنَّ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ. وَأَتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مَسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ انْفَطَعَتْ بِي الْحَبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِي الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصْرَكَ شَاءَ أَتَبْلُغُ بِهِ فِي سَفَرِي؟ فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصْرِي، فَخَذْتُ مَا شِئْتُ وَدَعْتُ مَا شِئْتُ، فَوَاللَّهِ مَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. فَقَالَ: أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ، وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ، مُتَقِّ عَلَيْهِ. وَالثَّاقَةُ الْعُشْرَاءُ بِضَمِّ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الشَّيْنِ وَبِالْمَدِّ: هِيَ الْحَامِلُ. قَوْلُهُ: «أَتَنْجُ»، وَفِي رَوَايَةٍ: «تَنْجُ» مَعْنَاهُ: تَوَلَّى نِتَاجَهَا، وَالتَّانِجُ لِلثَّاقَةِ كَالْقَابِلَةِ لِلْمَرَاةِ. وَقَوْلُهُ: «وَلَدَ هَذَا» هُوَ بِشَدِيدِ اللَّامِ: أَيُّ: تَوَلَّى وَلَادَتَهَا، وَهُوَ بِمَعْنَى تَنْجَ فِي الثَّاقَةِ. فَالْمَوْلَدُ،

منجے نے بھی وہی جواب دیا جو اس نے دیا تھا، جس پر فرشتے نے اسے بھی بددعاء دی کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ فرشتہ (پھر) اندھے کے پاس آیا کہ میں مسکین اور مسافر آدمی ہوں، میرے وسائل سفر میں ختم ہو گئے ہیں، اب آج میرے لئے وطن پہنچنا، اللہ کی مدد، پھر تیری مالی اعانت کے بغیر ممکن نہیں، اس لئے میں تجھ سے اس ذات کے نام سے، جس نے تیری بینائی تجھ پر لوٹا دی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تاکہ اس کے ذریعے سے میں اپنے سفر میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ اندھے نے کہا، بلاشبہ میں اندھا تھا، اللہ نے میری بینائی بحال کر دی (تیرے سامنے بکریوں کا ریوڑ ہے، ان میں سے) جو چاہے لے لے اور جو چاہے چھوڑ دے، اللہ کی قسم! آج میں، جو تو اللہ کے لئے لے گا، اس میں تجھ سے جھگڑا نہیں کروں گا۔ یہ سن کر فرشتے نے اسے کہا، اپنا مال اپنے پاس ہی رکھ! بے شک تمہیں آزمایا گیا تھا (جس میں تو کامیاب رہا) پس اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو گیا (اور تیرے دونوں ساتھی ناکام رہے) ان پر تیرا رب ناراض ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

وَالنَّاسِجُ، وَالْقَابِلَةُ بِمَعْنَى؛ لَيْكُنْ هَذَا لِلْحَيَوَانِ وَذَلِكَ لِغَيْرِهِ. وَقَوْلُهُ: «انْقَطَعَتْ بِي الْجِبَالُ» هُوَ بِالْحَاءِ الْمَهْمَلَةِ وَالْبَاءِ الْمَوْحِدَةِ: أَيِ الْأَسْبَابِ. وَقَوْلُهُ: «لَا أَجْهَدُكَ» مَعْنَاهُ: لَا أَشُقُّ عَلَيْكَ فِي رَدِّ شَيْءٍ تَأْخُذُهُ أَوْ تَطْلُبُهُ مِنْ مَالِي. وَفِي رَوَايَةٍ الْبُخَارِيُّ: «لَا أَحْمَدُكَ» بِالْحَاءِ الْمَهْمَلَةِ وَالْمِيمِ، وَمَعْنَاهُ: لَا أَحْمَدُكَ بِتَرْكِ شَيْءٍ تَخْتَاجُ إِلَيْهِ، كَمَا قَالُوا: لَيْسَ عَلَى طُولِ الْحَيَاةِ نَدَمٌ، أَيْ عَلَى فَوَاتِ طُولِهَا.

الناقۃ العشرۃ، عین پر پیش، شین پر زبر اور الف مہرودہ کے ساتھ، حاملہ اونٹنی۔ انتج اور دوسری روایت میں فنتج، معنی ہیں، اس کی پیداوار کا وہ مالک ہوا۔ ناتج، وہ آدمی جو اونٹنی سے بچہ جنوائے جیسے عورت کے لئے دایہ (قابلہ) ہوتی ہے۔ ولد هذا، لام پر شد، یعنی بکری سے پیدا ہونے والے بچوں کا مالک ہوا اور یہ انتج فی الناقۃ کے ہم معنی ہے پس مولد، ناتج اور قابلہ کے ایک ہی معنی ہیں۔ لیکن اول الذکر الفاظ حیوان کے لئے ہیں اور قابلہ انسان کے لئے ہے۔ حبال یہ حاء مہملہ اور بائے موحده (ایک



نقطے والی باء) کے ساتھ، بمعنی اسباب ہے لا اجھدک، اس کے معنی ہیں، تو جو لے گیا میرے مال میں سے طلب کرے گا، میں وہ تجھ سے واپس لے کر تجھے گرائی میں نہیں ڈالوں گا اور بخاری کی روایت میں الفاظ ہیں لا احمدک (حائے مہملہ) بغیر نقطے کی (حاء) اور میم کے ساتھ) اس کے معنی ہیں، اس چیز کے چھوڑ دینے پر، جس کا تو حاجت مند ہے، میں تیری تعریف نہیں کروں گا (بلکہ تجھے برا سمجھوں گا، یہ گویا اس بات کی ترغیب ہے کہ تو اپنی حاجت پوری کر لے، میری خوشی اسی میں ہے) جیسے عربوں میں محاورہ ہے، عمر دراز پر کوئی ندامت نہیں۔ مطلب ہے کہ لمبی عمر کے نہ ہونے پر ندامت نہیں۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل - وصحیح مسلم، کتاب الزہد، رقم حدیث ۲۹۶۴۔

۶۵۔ فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال و دولت کی فراوانی بھی ایک آزمائش ہے۔ اس آزمائش میں کامیاب وہی ہوتا ہے جو مال کے گھمنڈ میں جلا ہو کر، اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہیں بھولتا۔ بلکہ وہ اس دولت کو اللہ کی ضرورت مند مخلوق پر خرچ کر کے خوش ہوتا اور اللہ کی نعمت کا عملی شکر ادا کرتا ہے اور اس کے برعکس رویہ اختیار کرنے والے ناکام قرار پاتے ہیں، کیونکہ اس رویے کی وجہ سے وہ جھوٹ، بخل اور تکبر کا ارتکاب کرتے ہیں، جو اللہ کی ناراضی کا باعث ہیں۔

۶۶/ ۷۔ حضرت ابو یعلیٰ شدا بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے (دوسرے معنی ہیں جو اپنے نفس کو اللہ کے لئے عاجز اور پست کر لے) اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے تیاری (عمل) کرے اور بے وقوف وہ ہے جو اپنے آپ کو نفسانی خواہشات کے پیچھے لگائے رکھے اور اللہ سے (بڑی بڑی) آرزوئیں وابستہ کرے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔)

امام ترمذی اور دیگر علماء نے کہا ہے کہ دان

۶۶ - السَّابِعُ: عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا، وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.  
قال التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ: مَعْنَى «دَانَ نَفْسَهُ»: حَاسَبَهَا.

نفسہ کے معنی ہیں، اپنا محاسبہ کرے۔

تخریج: جامع ترمذی، أبواب القيامة، باب الكيس من دان نفسه.

۶۶- فوائد: اس سے محاسبہ نفس اور عمل کی اہمیت واضح ہے۔ عمل کے بغیر محض آرزوؤں سے کچھ نہیں ہو گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ عمل (یعنی عمل صالح) پر جزاء دے گا، نہ کہ اعمال صالحہ کے بغیر محض آرزوؤں اور تمناؤں پر۔

۶۷- الثَّامِنُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۸/۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کا بے فائدہ باتوں کو «مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَنْفَعُهُ» چھوڑ دینا اس کے حسن اسلام کی علامت (یعنی اچھے حدیث حسن رواہ الترمذی وَغَيْرُهُ۔ مسلمان ہونے کی دلیل) میں سے ہے۔ (ترمذی وغیرہ)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ماجاء فيمن تكلم فيما لا يعنيه.

اس حدیث کو دوسرے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا گیا ہے، ملاحظہ ہو فیض القدير للمناوی ۶/۱۳ و مجمع الزوائد ۸/۱۸۔ ۶۷- فوائد: اس میں انسان کے لئے ایک نہایت اہم اصول بیان کیا گیا ہے کہ بے فائدہ اور لالچنی باتوں اور کاموں سے اجتناب کیا جائے۔ انسان اگر اس اصول کو اپنالے تو بہت سے گناہوں اور قباحتوں سے بچ جائے۔ اسی لئے بعض علماء نے اسے اسلام کا چوتھا، بعض نے نصف حصہ اور بعض نے کل اسلام قرار دیا ہے۔

۶۸- التَّاسِعُ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۹/۶۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے کس وجہ سے اپنی بیوی کو مارا؟ روایت کیا اس کو ابو داؤد وغیرہ نے

تخریج: سنن أبی داود، کتاب النکاح، باب فی ضرب النساء.

فوائد: یہ حدیث ابن ماجہ (رقم ۱۹۸۶) اور مسند احمد ۱/۲۰۱ میں بھی ہے۔ اس کی سند میں داؤد بن یزید اودی ضعیف ہے اور اس کا استاد عبدالرحمن المسلمی غیر معروف ہے۔ شیخ البانی نے بھی ارواء الغلیل (رقم ۲۰۳۴) میں اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ یہ روایت چونکہ صحیح نہیں ہے، اس لئے اس میں بیان کردہ بات بھی صحیح نہیں۔ خاوندوں کو اسلام نے قطعاً یہ حق نہیں دیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو بلا وجہ ماریں چٹیں اور ان کے ساتھ جیسا چاہیں سلوک کریں، ان سے باز پرس نہیں ہوگی یا دنیا میں ان سے باز پرس نہ کی جائے۔ بلکہ اسلام نے تو بڑی تاکید کے ساتھ عورتوں سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے، جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ مرد اگر عورت پر ظلم کرے گا، ناجائز مارے پیٹے گا اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گا تو وہ عند اللہ مجرم ہو گا اور اس سے باز پرس ہوگی۔

## ۶۔ تقویٰ کا بیان

## ۶۔ بَابُ فِي التَّقْوَى

قال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، جیسا

کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

اور فرمایا پس ڈرو اللہ سے جتنی تم طاقت رکھو۔

یہ دوسری آیت پہلی آیت کے مفہوم و مراد کو واضح کر رہی ہے۔ یعنی کماحقہ ڈرنے کا مطلب مقدور بھر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی اور درست بات کہو۔

اور تقویٰ کے حکم کے بارے میں کثرت کے ساتھ آیات ہیں اور معلوم ہیں۔

نیز فرمایا: جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لئے نکلے کے راستہ آسان کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے، جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

اور فرمایا: اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہیں (حق و باطل کے درمیان) فرق کرنے والی (بصیرت) عطا فرما دے گا اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

اور اس باب میں بکثرت آیات ہیں اور اس موضوع سے متعلق احادیث درج ذیل ہیں۔

۶۹/۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جو ان میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ انہوں نے کہا: اس کی بابت ہم آپ سے نہیں پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر یوسف علیہ السلام ہیں جو خود بھی اللہ کے پیغمبر ہیں، نیز باپ بھی پیغمبر، دادا بھی پیغمبر اور پردادا بھی پیغمبر اور اللہ کے غلیل ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم اس کی بابت (بھی) نہیں پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا: تو کیا تم مجھ سے پھر عرب کے خاندانوں کی بابت پوچھ رہے ہو؟ (تو سنو!) ان کے جو افراد جاہلیت میں بہتر تھے، وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں، (یعنی اسلام نے کسی کی دنیوی جاہ و مرتبت میں کمی

أَتَقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ. [آل عمران: ۱۰۲]،

وقال تعالى: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾

[التغابن: ۱۶] وهذه الآية مبنية للمراد

من الأولى. وقال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾

[الأحزاب: ۷۰] وَالْآيَاتُ فِي الْأَمْرِ

بِالتَّقْوَى كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ، وقال تعالى:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ

حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق: ۲، ۳]، وقال

تعالى: ﴿إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا

وَيُخْرِجَكُم مِّنْ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُورٍ وَتُفَوِّضُكُمْ إِلَى

الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ [الأنفال: ۲۹] وَالْآيَاتُ

فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ:

۶۹ - فَلَاوُلُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ

أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: «أَتَقَاهُمْ». فَقَالُوا:

لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: «فَيُؤَسَفُ

نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ

اللَّهِ، قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ:

«فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ نَسْأَلُونِي؟ خِيَارُهُمْ فِي

الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَفَّهُوا»

مَنْفَقَ عَلَيْهِ. وَ«فَفَّهُوا» بِضَمِّ الْفَافِ عَلَى

الْمَشْهُورِ، وَحُكِّي كَسْرُهَا، أَنَّى: عَلِمُوا

أَحْكَامَ الشَّرْعِ.

نہیں کی ہے) بشرطیکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔  
(بخاری و مسلم)

فقہوا، مشہور استعمال کے مطابق قاف کی پیش  
کے ساتھ، قاف کی زیر بھی منقول ہے۔ یعنی احکام  
شریعت کا علم رکھیں۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب ﴿وَإِذَا خَلَا اللَّهُ بِإِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ - وصحیح  
مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل یوسف علیہ السلام۔

۶۹۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جو خاندان، اسلام سے قبل دنیوی شرف و فضل اور اپنی امتیازی خصوصیات  
(مثلاً سخاوت، شجاعت، صداقت وغیرہ) میں ممتاز تھے، قبول اسلام کے بعد ان کے اعزاز و اکرام کو نظر انداز نہیں  
کیا گیا، بلکہ اسے دین کے علم اور عمل کے ساتھ مشروط کر دیا گیا اور ان کی صلاحیتوں اور خود داری وغیرہ اوصاف  
حمیدہ کا رخ بدل دیا گیا، پہلے یہ صلاحیتیں کفر کے لئے استعمال ہوتی تھیں، اب اسلام کے لئے وقف کر دی گئیں۔

۷۰۔ الثَّانِي: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النَّسَاءَ؛ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةٍ رَبِّي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النَّسَاءِ» رواه مسلم۔  
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک دنیا شیریں اور  
شاداب (سرسبز) ہے، اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں جانشین بنانے والا ہے، پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو؟  
پس (اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو) دنیا (کے دھوکے) سے بچو اور عورتوں (کے فتنے میں مبتلا ہونے) سے بچو،  
کیونکہ بنی اسرائیل کی پہلی آزمائش عورتوں ہی کے بارے میں تھی، (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء، وأكثر أهل النار النساء۔۔۔

۷۱۔ فوائد: جس طرح تروتازہ پھل، ذائقے میں میٹھا اور دیکھنے میں خوش رنگ اور دلوں کو بھانے والا ہوتا ہے،  
یہی حال دنیا کے مال و اسباب کا ہے، انسان کو یہ بہت مرغوب ہیں اور ان کے دل ان کی طرف کھینچے ہیں اور دنیا کا  
سب سے لذیذ ترین پھل عورت ہے، جو خطرناک ترین بھی ہے۔ جو شخص احکام شریعت سے بے پروا ہو کر دنیا کا  
طالب اور عورت کی طرف مائل ہو گا، سمجھ لو کہ اس کا دین و ایمان خطرے میں ہے اور جو شریعت کے دائرے  
میں رہتے ہوئے ان سے استفادہ و استمتاع کرے گا، وہ ان کی حشر سامانیوں اور غارت گری سے محفوظ رہے گا۔

۷۱۔ الثَّالِثُ: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: نَبِيٌّ ﷺ يَدْعَا فَرِيًّا كَرْتَةً تَحْتَهُ - اے اللہ! میں تجھ سے  
ہدایت کا، پرہیزگاری (تقویٰ) کا، پاک دامنی کا اور

وَالْغَنَى» رواہ مسلم۔ (لوگوں سے) بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب التعوذ من شر ما عمل وشر ما لم يعمل۔

۷۱۔ فوائد: ہدایت کا مطلب 'زندگی کے ہر موڑ پر صحیح رہنمائی اور دین ہدئی پر استقامت' تقویٰ اللہ کا ڈر جو نیکی کا سب سے اہم سبب اور گناہوں سے بچنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ عفاف (پاک دامنی) کا مطلب ہے 'جو چیزیں حلال نہیں ہیں' ان سے دامن بچا کر رکھنا۔ غنی، فقر کی ضد ہے۔ مراد غنائے نفس ہے۔ یعنی لوگوں سے اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے، ان سے بے نیاز رہنا۔ اس لحاظ سے یہ بڑی جامع اور نہایت مفید دعاء ہے۔

۷۲۔ الرَّايِعُ: عَنْ أَبِي طَرِيفٍ عَدِيٍّ بْنِ حَاتِمِ الطَّائِنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ رَأَى أَنْفَى اللَّهِ مِنْهَا فَلْيَأْتِ التَّقْوَى» رواہ مسلم۔

۷۳۔ حضرت ابو طریف عدی بن حاتم طائی سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے 'جو شخص کسی بات پر قسم کھالے، پھر اس سے زیادہ پرہیزگاری والی بات دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ پرہیزگاری والا عمل اختیار کرے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا (کتاب الایمان) باب نذب من حلف

یمینا فرای غیرہا خیرا منها....)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نذب من حلف یمینا فرای غیرہا خیرا منها۔

۷۴۔ فوائد: اس میں تقویٰ کے التزام کی تاکید ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے کسی معصیت پر قسم بھی کھالی ہے، تو قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرے اور معصیت کا یا خلاف تقویٰ کام کا ارتکاب نہ کرے۔

۷۵۔ حضرت ابو امامہ صدی بن عجلان باہلی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا 'آپ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، اپنی پانچوں (فرض) نمازیں ادا کرو، اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو! تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (اس کو ترمذی نے کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں روایت کیا اور کہا

۷۶۔ الْخَامِسُ: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ صُدِّيِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: «اتَّقُوا اللَّهَ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا أَمْرًاكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ» رواہ الترمذی، فی آخر کتاب الصَّلَاةِ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب صلوة الجمعة۔

۷۷۔ فوائد: وداع، تودیع (الوداع کہنا) سے ہے۔ یہ نبی ﷺ کا آخری حج تھا، اس میں آپ نے لوگوں کو الوداع کیا تھا، اس لئے اسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ حکام وقت کی اطاعت کی یقیناً تاکید ہے لیکن وہ مشروط ہے، یعنی جب

تک وہ اللہ کی معصیت کا حکم نہ دیں۔ اسی طرح ان سے کفر صریح کا اظہار نہ ہو۔ ان میں سے کوئی ایک بات بھی ہوگی تو ان کی اطاعت ضروری نہیں ہوگی۔

## ۷۔ یقین اور توکل کا بیان

### ۷۔ بَابُ فِي الْيَقِينِ وَالتَّوَكُّلِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب مومنوں نے کافروں کے لشکر دیکھے تو کہا، یہ تو وہی ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے کیا، اور سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور اس چیز نے ان کو ایمان و تسلیم میں ہی زیادہ کیا۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَمَّا رَمَا الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا﴾ [الأحزاب: ۲۲]، وقال تعالى: ﴿الَّذِينَ قَالَهُمْ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۖ فَانْقَبَلُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمَسَّهُمُ سُوٌّ وَآلَسَبَّوْا رِضْوَانُ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ﴾ [آل عمران: ۱۷۳]، وقال تعالى: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْيَعْنِي الَّذِي لَا يَمُوتُ﴾ [الفرقان: ۵۸]، وقال تعالى: ﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [إبراهيم: ۱۱]، وقال تعالى: ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ [آل عمران: ۱۵۹]، وَالْآيَاتُ فِي الْأَمْرِ بِالتَّوَكُّلِ كَثِيرَةٌ مَّعْلُومَةٌ. وقال تعالى: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق: ۳] أَيْ: كَافِيهِ، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ [الأنفال: ۲] وَالْآيَاتُ فِي فَضْلِ التَّوَكُّلِ كَثِيرَةٌ مَّعْرُوفَةٌ.

اللہ تعالیٰ نے اور فرمایا: وہ لوگ، جب ان سے لوگوں نے کہا کہ لوگ تم سے (مقابلہ کرنے کے لئے) جمع ہو گئے ہیں، ان سے ڈرو! تو اس بات نے ان کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور انہوں نے کہا، ہمیں اللہ کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔ پس وہ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل کے ساتھ اس حال میں واپس لوٹے کہ انہیں کوئی برائی نہیں پہنچی اور انہوں نے اللہ کی رضا مندی کا اتباع کیا اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اور فرمایا اللہ بلند و برتر نے: اور بھروسہ کر اس زندہ ذات پر جسے موت نہیں آئے گی۔

اور فرمایا: اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔ اور فرمایا: جب تو (اے پیغمبر! کسی کام کا) پختہ ارادہ کر لے تو پھر اللہ پر بھروسہ کر۔

اور توکل کے حکم کے بارے میں بہ کثرت آیات ہیں اور معلوم ہیں اور فرمایا: اور جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے، پس وہ اس کو کافی ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: مومن تو وہی ہیں جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل (اس کی عظمت و جلالت اور خشیت سے) کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اس (کے کلام) کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ



ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں

اور توکل کی فضیلت میں کثرت سے آیات ہیں اور معلوم ہیں۔ اب ملاحظہ فرمائیے احادیث مبارکہ۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ:

۷۴۔ فَالْأَوَّلُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ، وَالنَّبِيَّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي، فَقِيلَ لِي: هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ وَلَكِنْ انْظُرْ إِلَى الْأَفْقِ، فَظَنَنْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي: انْظُرْ إِلَى الْأَفْقِ الْآخَرِ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ لِي: هَذِهِ أُمَّتُكَ، وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، فَخَاصَّ النَّاسَ فِي أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحَّبُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وَلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ، فَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا - وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ - فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا الَّذِي تَحْوَضُونَ فِيهِ؟» فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: «هُمْ الَّذِينَ لَا يَزِفُونَ، وَلَا يَسْتَرْفُونَ وَلَا يَتَطَلَّيُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ» فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِخَصِّنٍ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: «أَنْتَ مِنْهُمْ» ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: «سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.



﴿الرَّهِيْطُ، بِضَمِّ الرَّاءِ: تَصْغِيْرُ رَهْطٍ، وَهُمْ دُوْنُ عَشْرَةِ اَنْفُسٍ. وَالْاَفْقُ: النَّاحِيَةُ وَالْجَانِبُ. وَعُكَّاشَةٌ، بِضَمِّ الْعَيْنِ وَتَشْدِيْدِ الْكَافِ وَتَخْفِيْفِهَا، وَالتَّشْدِيْدُ اَفْصَحُ.﴾

بتلائی (جو آپ کی غیر موجودگی میں ہوئی تھی) آپ نے فرمایا ”یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ خود جھاڑ پھونک کرتے ہیں نہ کسی اور سے کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں“ (یہ سن کر) عکاشہ بن محسن کھڑے ہوئے اور کہا، اللہ کے رسول! میرے لئے دعاء فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”تو ان میں سے ہے“ پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا، میرے لیے بھی دعاء فرمائیں، اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا ”عکاشہ اس میں تجھ سے سبقت لے گیا ہے“

(بخاری و مسلم)

الرہیط، راء پر پیش کے ساتھ۔ رہط کی تغیر ہے۔ دس سے کم افراد پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، افق کے معنی، کنارہ، رخ اور عکاشہ، عین پر پیش اور کاف تشدید کے ساتھ یا بغیر تشدید کے۔ (یعنی کاف مشدد اور غیر مشدد دونوں طرح جائز ہے) لیکن تشدید کے ساتھ زیادہ فصیح ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الطب، باب من اکتوی أو کوی غیرہ - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب۔

۷۴- فوائد: اللہ پر اعتماد اور توکل کی ترغیب اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کی فضیلت۔ مسنون دعاؤں کے ساتھ دم کرنا (جھاڑ پھونک) اور علاج معالجہ اگرچہ جائز ہے۔ تاہم جو اللہ کے بھروسے پر ان سے بھی اجتناب کرتے ہیں نیز بدشگونی وغیرہ سے بھی بچتے ہیں، حدیث میں ان کی فضیلت کا بیان ہے۔ امتوں کے یہ حالات آپ کو خواب میں یا کشف کے ذریعے سے دکھائے گئے یا معراج کے موقع پر مشاہدہ کرایا گیا۔ آپ کی امت سب سے زیادہ ہے۔

۷۵- الثَّانِي: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: «اللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ اَنْبَتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ. اللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ؛ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے، اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا، اے اللہ! تیرے غلبے کے ذریعے سے میں پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اس بات سے کہ تو مجھے سیدھے راستے سے بھٹکا

لا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تَضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْجَنِّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ» تمام انس و جن موت کی آغوش میں چلے جائیں گے۔ متفقٌ عليه. وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَاخْتَصَرَهُ الْبُخَارِيُّ. (بخاری و مسلم۔ یہ الفاظ (جو نقل ہوئے) مسلم کے ہیں۔ بخاری نے اسے مختصر بیان کیا ہے۔)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قوله تعالى ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ﴾ - وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل.

۷۶۔ الثَّالِثُ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَيْضًا قَالَ: «حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ قَالُوا: إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَرَّادَهُمْ إِيْمَانًا وَقَالُوا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ» رواه البخاري. وفي رواية له عن ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: «كَانَ آخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ».

۷۶ / ۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حسبنا اللہ ونعم الوکیل (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے) اس وقت کہا جب انہیں آگ میں ڈالا گیا اور حضرت محمد ﷺ نے بھی یہ کلمہ اس وقت کہا جب کافر لوگوں نے کہا کہ بے شک لوگ تمہارے مقابلے کے لئے جمع ہو گئے ہیں، ان سے ڈرو! پس اس بات نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا اور انہوں نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

اور بخاری ہی کی ایک اور روایت میں، جو ابن عباسؓ ہی سے ہے، اس میں انہوں نے کہا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو ان کی آخری بات یہ تھی، حسبی اللہ ونعم الوکیل

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة آل عمران، باب ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ﴾.

۷۶۔ فوائد: سخت سے سخت ترین حالات میں بھی اللہ پر ہی اعتماد اور توکل کرنا چاہئے، انبیاء علیہم السلام کا اسوہ بھی یہی ہے۔

۷۷۔ الرَّابِعُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْتَدَتْهُمْ مِثْلُ أَفْتَدَةِ الطَّيْرِ» رواه مسلم. قِيلَ: مَعْنَاهُ مُتَوَكِّلُونَ، وَقِيلَ: قُلُوبُهُمْ وَفِيَقَةٌ.

۷۷ / ۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسے لوگ جنت میں جائیں گے جن کے دل، پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے۔) بعض کے نزدیک اس کے معنی ہیں کہ (پرندوں کی طرح اللہ پر) بھروسہ

کرنے والے ہوں گے اور بعض کے نزدیک مطلب ہے کہ ان کے دل نرم ہوں گے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب یدخل الجنة اقوام۔۔۔

۷۷۔ نوامد: توکل علی اللہ اور رقت قلب کی نصیحت، کہ یہ دونوں باتیں جنت میں لے جانے کا سبب ہیں۔ (۲) مومن کے دل میں رزق و معیشت کی زیادہ فکر نہیں ہونی چاہئے، بلکہ ان کے دل پر ندوں کی طرح ہونے چاہئیں جو اپنے لئے کچھ جمع کر کے نہیں رکھتے بلکہ ہر روز صبح تلاش رزق میں نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔ جیسے دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ تغدو خماصا وتروح بطانا، صبح جب گھونسلوں سے نکلتے ہیں تو بھوکے ہوتے ہیں اور شام کو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔

۷۸۔ الخامس: عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَتَلَ مَعَهُمْ، فَأَذْرَكْتَهُمُ الْقَائِلَةَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِصَا، فَزَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، وَزَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ، فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ، وَنَمْنَا نَوْمَةً، فَبَدَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُونَا، وَإِذَا عِنْدَهُ أَغْرَابِي فَقَالَ: «إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَقَطْتُ وَهُوَ فِي يَدِي صَلْنَا، قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللَّهُ - ثَلَاثًا - وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ. مَتَفَّقَ عَلَيْهِ. وَفِي رَوَايَةٍ: قَالَ جَابِرٌ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِذَاتِ الرِّقَاعِ، فَإِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَسَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ، فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ: تَخَافُنِي؟ قَالَ: «لَا»، قَالَ: فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: «اللَّهُ». وَفِي رَوَايَةٍ أَبِي بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِي فِي صَحِيحِهِ: قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: «اللَّهُ»، قَالَ: فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ،

فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السِّيفَ فَقَالَ: «مَنْ يَنْقُضُ عَهْدِي؟» فَقَالَ: «كُنْ خَيْرَ آخِذٍ، فَقَالَ: «تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ؟» قَالَ: لَا، وَلَكِنِّي أَغَاهِدُكَ أَنْ لَا أَفَاتِلَكَ، وَلَا أَكُونَ مَعَ قَوْمٍ يَقَاتِلُونَكَ، فَخَلَّى سَبِيلَهُ، فَأَتَى أَصْحَابَهُ فَقَالَ: جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ. قَوْلُهُ: «فَقُلْ» آتَى: رَجَعَ. وَالْعِضَاءُ: الشَّجَرُ الَّذِي لَهُ شَوْكٌ. وَالسَّمَرَةُ: بَفَنَحِ السَّيْنِ وَصَمَّ النَّمِيمِ: الشَّجَرَةُ مِنَ الطَّلَحِ، وَهِيَ الْعِظَامُ مِنَ شَجَرِ الْعِضَاءِ. وَ«اخْتَرَطَ السِّيفَ» آتَى: سَلَّهُ وَهُوَ فِي يَدِهِ. «صَلْنَا» آتَى: مَسَلُوا، وَهُوَ يَفْنَحُ الصَّادِ وَصَمَّهَا.

جب ہم ایک گھنے سائے والے درخت کے پاس آئے تو اسے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دیا (چنانچہ آپ وہاں استراحت فرما کر گئے) پس مشرکین میں سے ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی، وہ تلوار (اس نے لے لی اور) آپؐ پر سونت لی اور کہا، تو مجھ سے ڈرتا ہے؟ آپ نے فرمایا ”نہیں“ اس نے پھر کہا، تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا ”اللہ“ اور ”صحیح ایسی بکر اسمعیلی“ کی روایت میں اس طرح ہے، اس نے کہا تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا اللہ پس تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی، اسے رسول اللہ ﷺ نے پکڑ لیا اور فرمایا (تو بخلا) تجھے، مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا، آپ بہتر تلوار پکڑنے والے ہیں! آپ نے اس سے پوچھا، تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے جواب میں کہا ”نہیں“ البتہ میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آپ سے لڑوں گا نہیں، نہ آپ سے لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔“ چنانچہ آپ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا، وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا، میں ایسے شخص کے پاس سے (ہو کر) آیا ہوں، جو تمام لوگوں میں بہتر ہے۔

قفل کے معنی ہیں، واپس ہوا۔ عضاء، کانٹوں والا درخت۔ السمرۃ، سین پر زبر اور میم پر پیش، کیکر کا درخت، یہ کانٹے دار درخت کی بڑی قسم ہے۔ اختراط السیف تلوار کو اپنے ہاتھ میں لے کر سونتنا (لہرایا) صلتا صا کے زبر اور پیش کے ساتھ (دونوں طرح صحیح ہے) معنی ہیں مسلولا (بمعنی مفعول) سونتی ہوئی۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من علق سیفہ بالشجر فی السفر، وکتاب المغازی، باب غزوة ذات الرقاع - صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب توکلہ ﷺ علی اللہ

تعالیٰ وعصمة الله تعالى له من الناس .

۷۸۔ فوائد: اس میں نبی کریم ﷺ کے غفو و درگزر اور اخلاق کریمانہ کے علاوہ آپ کے توکل علی اللہ کا بھی بیان ہے۔ نیز اس چیز کا کہ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ بھی اس کی چارہ سازی فرماتا ہے۔ یہ اعرابی بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ غزوۂ ذات الرقاع، چھ بھری میں ہوا، گرمی کی شدت اور جوتوں کے فقدان کی وجہ سے اس غزوے میں صحابہ نے اپنے پیروں میں کپڑوں کی لیریں لپیٹ لی تھیں، اس لئے اس کا نام ہی لیروں (ٹاکیوں) والا جہا پڑ گیا۔ بعض نے اس کی وجہ تسمیہ کچھ اور بھی بیان کی ہیں۔

۷۹۔ السَّادِسُ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ ۶/۷۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عنہ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا» رواه الترمذی، وقال: «وَيَتَأَمَّلُ» وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر حدیث حسن۔ واپس لوٹتے ہیں۔

مَعْنَاهُ: تَذَهَبُ أَوَّلَ النَّهَارِ خِمَاصًا، (اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن آئی: ضَامِرَةَ الْبُطُونِ مِنَ الْجُوعِ، وَتَرْجِعُ) اس کے معنی ہیں کہ دن کے آغاز میں (پرندے) بھوکے نکلتے ہیں یعنی ان کے پیٹ پیچکے ہوتے ہیں اور دن کے آخر میں لوٹتے ہیں تو پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب في التوكل على الله.

۷۹۔ فوائد: توکل کا مطلب ہے کہ تمام اعتماد اسباب ظاہری پر ہی نہ ہو، بلکہ ان کے ساتھ اصل اعتماد اللہ پر ہو۔ کیونکہ اللہ کی مشیت کے بغیر اسباب بھی کچھ نہیں کرتے۔ تاہم اسباب ظاہری کا اختیار کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس کا حکم بھی اللہ ہی نے دیا ہے، جیسے پرندے گھونسلوں کے اندر ہی نہیں بیٹھے رہتے، بلکہ تلاش رزق میں باہر نکلتے اور گھومتے پھرتے ہیں۔

۸۰۔ السَّابِعُ: عَنْ أَبِي عِمَارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَالْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ» حضرت ابو عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! جب تو اپنے بستر کی طرف جگہ پکڑے (یعنی لیٹ جائے) تو یہ پڑھ لیا کر، اے اللہ! میں نے اپنا نفس تیرے سپرد کر دیا ہے اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کر لیا ہے اور اپنا معاملہ تجھے سونپ دیا ہے اور اپنی پیٹھ تیری طرف لگا لی ہے، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔

تیری گرفت کے مقابلے میں، تیرے سوا، کوئی جائے پناہ اور مقام نجات نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور اس پیغمبر کو مانا جسے تو نے بھیجا۔ پھر آپؐ نے فرمایا، پس اگر تجھے تیری اس رات میں موت آگئی تو تجھے فطرت (اسلام) پر موت آئے گی اور اگر تو نے صبح کی (یعنی موت نہ آئی) تو تو بھلائی کو پہنچ گیا۔ (بخاری و مسلم)

اور حضرت براءؓ ہی سے صحیحین (بخاری و مسلم) کی ایک اور روایت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تو اپنی خواب گاہ پر آنے لگے، تو نماز کے وضوء کی طرح وضوء کر، پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جا اور یہ پڑھ اور اس دعاء کا ذکر کیا، جو ابھی گزری۔ پھر آپؐ نے فرمایا، ان کلمات کو اپنی آخری گفتگو بنا (یعنی مذکورہ کلمات کے بعد سونے کے علاوہ کوئی گفتگو نہ کرنا)

أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أُنْزِلَتْ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أُرْسِلْتُ؛ فَإِنَّكَ إِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ خَيْرًا مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رَوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَتَيْتَ مَضْجِعَكَ فَوَضُأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ - وَذَكَرَ نَحْوَهُ - ثُمَّ قَالَ: - وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ».

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب ما يقول إذا نام، وباب إذا بات طاهرا، وباب النوم على الشق الأيمن، وكتاب التوحيد - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع.

۸۰۔ **فوائد:** رات کو سوتے وقت وضوء کر کے سونا بہتر ہے، اسی طرح اس دعاء کا پڑھ لینا بھی بہت اچھا ہے کیونکہ اس میں اسلام و ایمان کی تجدید اور اللہ کی بارگاہ میں امن و عافیت اور سلامتی کی التجاء ہے۔

۸۱ / ۸ - حضرت ابو بکر صدیقؓ عبد اللہ بن عثمان (بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرة بن کعب بن لوی بن غالب) قرشی تہمی سے روایت ہے (اور یہ ابو بکرؓ ان کے والد عثمان اور ان کی والدہ تینوں صحابی ہیں۔ رحمہم اللہ) انہوں نے فرمایا، میں نے مشرکوں کے قدموں کی طرف دیکھا، جب ہم غار (ثور) میں تھے اور وہ ہمارے سروں پر تھے۔ پس میں نے کہا، یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف دیکھ لے، تو یقیناً وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ آپؐ نے فرمایا، اے ابو بکر! ان دو کے ساتھ تمہارا کیا گمان ہے کہ جن کا تیرا اللہ ہو

۸۱ - الثَّامِنُ: عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ كَعْبٍ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤْيٍ بْنِ غَالِبِ الْفَرَسِيِّ التَّيْمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَهُوَ وَآبُوهُ وَأَخُوهُ صَحَابَةٌ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - قَالَ: نَظَرْتُ إِلَى أَفْدَامِ الْمُشْرِكِينَ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ وَهُمْ عَلَى رُؤُوسِنَا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا فَقَالَ:

﴿مَا ظَنَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ بَاثِنِينَ اللَّهَ نَالِثُهُمَا﴾ (یعنی ہم دو ہی نہیں بلکہ تیسرا ہمارے ساتھ اللہ ہے اور جن کے ساتھ اللہ ہو ان کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے؟) متفق علیہ۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ﴿ثَانِيَانِ إِذْهُمَا فِي الْغَارِ﴾ و کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب المهاجرين وفضلهم - و صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه.

۸۱۔ فوائد: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب نبی کریم ﷺ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جا رہے تھے اور مشرکین مکہ نے آپ کی گرفتاری پر گراں قدر انعام مقرر کر دیا تھا، جس کے لالچ میں لوگ آپ کی تلاش میں سرگردان تھے، حتیٰ کہ یہ مشرکین اس غار ثور کے دہانے تک پہنچ گئے جہاں آپ دونوں نے آرام کرنے کے لئے پناہ لی ہوئی تھی۔ اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کی شجاعت و بے خوفی اور آپ کا اللہ پر بے پناہ اعتماد و توکل کا اور اللہ کی اپنے خاص بندوں کی مدد اور دست گیری کا بیان ہے۔ جیسے فرمایا: اَنَا لِنَنْصُرَ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ”یقیناً ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں اور ایمان داروں کی دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔“

۸۲۔ الثَّاسِعُ: عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ سَلَمَةَ، وَاسْمُهَا هِنْدُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ حَدِثَتْهُ الْمَخْزُومِيَّةُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أَضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزِلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلِمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ» حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُمَا بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ.

۸۲/۹۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (ان کا نام ہند بنت ابی امیہ حذیفہ مخزومیہ ہے) کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے گھر سے باہر نکلتے تو پڑھتے۔ ”اللہ کے نام سے“ اللہ ہی پر میں نے بھروسہ کیا“ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا کر دیا جاؤں، یا میں پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں، یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کیا جائے یا میں جہالت کا ارتکاب کروں یا میرے ساتھ جاہلانہ معاملہ کیا جائے۔“ یہ صحیح حدیث ہے، اسے ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ لفظ ابو داؤد کے ہیں۔

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب التَّعَوُّذِ مِنْ أَنْ نَجْهَلَ أَوْ يَجْهَلَ عَلَيْنَا۔ و سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته.

۸۳۔ العَاشِرُ: عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: يَغْنِيهِ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ: بِسْمِ اللَّهِ

۸۳/۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ پڑھ لے ”اللہ کے نام سے میں شروع کرتا ہوں“ میں



نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا، گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت کا میسر آجانا، اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ تو اس کو کہا جاتا ہے، تو ہدایت دیا گیا، تیری کفایت کی گئی اور تو بچا لیا گیا اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اس کو ابو داؤد، ترمذی نسائی وغیرہم نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ ابو داؤد نے یہ الفاظ مزید روایت کئے ہیں۔ شیطان، دوسرے شیطان کو کہتا ہے، تیرا اس آدمی پر کیسے بس چلے گا، جس کو ہدایت سے نواز دیا گیا، وہ کفایت کیا گیا اور اس کو بچا لیا گیا (یا مکروہات سے اس کی حفاظت کی گئی)

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، يُقَالُ لَهُ: هُدِيََتْ وَكُفِّيتَ وَوُقِيتَ، وَتَنَحَّى عَنْهُ الشَّيْطَانُ. رواه أبو داود والترمذي، والنسائي وغيرهم. وقال الترمذي: حديث حسن، زاد أبو داود: «يَغْنِي الشَّيْطَانُ - لَشَيْطَانٍ آخَرَ: كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِّي وَوُقِيَ؟».

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ما جاء ما يقول إذا خرج من بيته - وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته.

۸۳- فوائد: ان دعاؤں میں اللہ پر اعتماد و توکل کا اظہار بھی ہے اور شیطان کی کارستانیوں سے بچاؤ کی التجاء و دعاء بھی۔

۸۴ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَخَوَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَ أَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ، وَالْآخَرُ يَخْتَرِفُ، فَشَكَا الْمُخْتَرِفُ أَخَاهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «لَعَلَّكَ تُزَوِّقُ بِهِ» رواه الترمذي بإسناد صحيح على شرط مسلم. «يَخْتَرِفُ»: يَخْتَرِفُ وَيَتَسَبَّبُ.

۸۴ / ۸۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے، ایک ان میں سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا (اور آپ سے دین کا علم سیکھتا) دوسرا کاروبار کرتا اور کماتا۔ کاروباری بھائی نے اپنے بھائی کی شکایت نبی ﷺ سے کی (کہ وہ کاروبار کرنے کی بجائے زیادہ تر آپ کے پاس رہتا ہے) آپ نے فرمایا (تمہیں کیا معلوم) شاید تمہیں روزی اس کی وجہ سے ہی ملتی ہو۔ (اسے ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ شرط مسلم پر روایت کیا ہے) بحسبِ سند کے معنی کمانا اور اسباب و وسائل اختیار کرنا ہیں۔

(ترمذی، أبواب الزهد، باب في التوكل على الله)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب في التوكل على الله.

۸۴- فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ دین کا علم حاصل کرنے کے لئے، اس طرح کسی کو وقف کر دینا یا کسی کو وقف ہو جانا، جائز اور مستحب ہے۔ ایسے طلبائے علوم و دینیہ کو بوجھ نہیں تصور کرنا چاہئے، اسی طرح ان کی اور علماء کی امداد سے گریز نہیں کرنا چاہئے، ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ (۲) انسان کو بے

وسیلہ لوگوں کی امداد سے رزق میا ہوتا ہے۔

## ۸۔ استقامت کا بیان

### ۸۔ بَابُ الْإِسْتِقَامَةِ

قال الله تعالى: ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ﴾ [هود: ۱۱۲]، وقال تعالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَكْفُلُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾ [۲۱] ﴿يَخُصُّ أُولَئِكَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُونَ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ﴾ [۲۲] ﴿وَلَا مِنْ عَفْوَهِمْ رَجْمٌ﴾ [۲۳] [فصلت: ۳۰، ۳۲]،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو ثابت قدم رہ، جیسا تجھ کو حکم اور فرمایا: تحقیق جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں، یہ کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش خبری سنو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ تھا، ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں وہ ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے وہاں وہ ہے جو تم مانگو، مسمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بے شک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر ثابت قدم رہے، ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ ٹھگنیں ہوں گے، وہ لوگ ہیں بہشت والے، ہمیشہ رہیں گے، بدلہ ہے ان کاموں کا جو وہ کرتے تھے

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [۲۴] ﴿أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [۲۵] [الأحقاف: ۱۳، ۱۴]۔

۸۵ / ۱ - حضرت ابو عمرو، بعض کے نزدیک ابو عمرو سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا کہ مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتا دیں کہ اس کی بابت آپ کے علاوہ میں کسی سے سوال نہ کروں۔ آپ نے فرمایا: ”تم کو“ میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر ثابت قدم رہو۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

۸۵ - وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو، وَقِيلَ: أَبِي عَمْرٍو سَفْيَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ. قَالَ: «قُلْ: آمَنْتُ بِاللَّهِ؛ ثُمَّ اسْتَقِمْ» رواه مسلم.

(کتاب الایمان، باب جامع اوصاف الاسلام)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب جامع اوصاف الإسلام.

۸۵- فوائد: استقامت کا مطلب ہے کہ اسلام کے اوامر و نواہی پر نہایت ثابت قدمی سے عمل کرنا۔ احکام فراغ و سنن اور مستحبات کو بجالانا اور محرمات و منہیات سے اجتناب کرنا۔ ایمان محض زبان سے ظاہر کر دینے کا نام نہیں ہے، بلکہ اصل ایمان وہی ہے جس کے ساتھ عمل بھی ہو، اس لئے کہ عمل ایمان کا ثمر اور نتیجہ ہے۔ جس طرح بے ثمر درخت کی کوئی اہمیت نہیں اسی طرح عمل کے بغیر ایمان کی حیثیت نہیں اور استقامت کمال

ایمان کی علامت ہے۔

۸۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَارِبُوا وَاسْأَلُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَنْجُو أَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهِ»، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ» رواه مسلم.

۲/ ۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعتدال کی راہ اختیار کرو اور سیدھے سیدھے رہو اور یہ بات جان لو کہ تم میں سے کوئی شخص صرف اپنے عمل سے نجات نہیں پائے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا، ہاں میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانپ لے۔ (مسلم)

وَالْمُقَارَبَةُ: الْقَصْدُ الَّذِي لَا غُلُوَّ فِيهِ وَلَا تَقْصِيرَ. وَالسَّادُّ: الْاسْتِقَامَةُ وَالْإِصَابَةُ، وَيَتَغَمَّدَنِي: يُلْبِسُنِي وَيُسْتُرُنِي.

مقاربہ کے معنی ہیں، اعتدال کی راہ (میانہ روی) جس میں غلو (افراط) ہو نہ تقصیر (تفریط، کوتاہی) اور سدا کے معنی ہیں استقامت اور درستی۔ يتغمدني مجھے پہنائے اور ڈھانپ لے۔ علماء نے کہا ہے، استقامت کے معنی ہیں، اللہ کی طاعت و فرماں برداری کا اہتمام کرنا۔ انہوں نے کہا یہ جو ام الکلم میں سے ہے (یعنی ان جامع کلمات میں سے جن میں الفاظ کم سے کم ہیں اور معانی و مطالب بہت زیادہ) اور معاملات کا نظم ان سے وابستہ ہے۔ وباللہ التوفیق

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى الْاسْتِقَامَةِ: لُزُومُ طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى؛ قَالُوا: وَهِيَ مِنْ جَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَهِيَ نِظَامُ الْأُمُورِ، وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المنافقین، باب لن یدخل أحد الجنة بعمله.

۸۶۔ نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے ساتھ اگرچہ عمل کی اہمیت اپنی جگہ مسلم (تسلیم شدہ) ہے، کیونکہ اللہ کی رحمت اور اس کا فضل حاصل کرنے کا یہی واحد طریقہ ہے، تاہم تمام اعتماد صرف عمل پر ہی نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ عمل کسی کوتاہی کی وجہ سے (جس کا ہمیں علم بھی نہ ہو) برباد بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے عمل کے ساتھ یہ دعاء بھی کی جائے کہ ہمارا عمل بارگاہ الہی میں قبول ہو جائے اور وہ ہمیں اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لے اور ہر عمل میں اخلاص نصیب ہو، کہ اخلاص کے بغیر بڑا سے بڑا عمل بھی مردود ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوقات میں غور و فکر

۹۔ بَابُ فِي التَّفَكُّرِ فِي عَظِيمِ مَخْلُوقَاتِ اللَّهِ تَعَالَى وَفَنَاءِ الدُّنْيَا وَأَهْوَالِ الْآخِرَةِ وَسَائِرِ أُمُورِهِمَا وَتَقْصِيرِ النَّفْسِ

کرنے کا دنیا کے فنا ہونے، آخرت کی ہولناکیوں اور دنیا و آخرت کے تمام امور کا، نفس کی کوتاہی اور اس کی اصلاح و تہذیب

## وَتَهْدِيْهَا وَحَمَلَهَا عَلَى الْإِسْتِقَامَةِ

اور اس کو استقامت پر آمادہ کرنے کا بیان  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم کو ایک ہی بات کی نصیحت  
کرتا ہوں کہ تم اٹھ کھڑے ہو اللہ کے نام پر دو دو  
ایک ایک، پھر غور و فکر کرو۔

اور فرمایا: بے شک آسمان و زمین کی پیدائش میں اور  
رات اور دن کے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے  
نشانیوں ہیں، وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور  
کروٹ پر لیٹے اور غور و فکر کرتے ہیں آسمان و زمین کی  
پیدائش میں، کہتے ہیں ہمارے رب! تو نے یہ عبت نہیں  
بنایا، تو پاک ہے۔ الآیہ

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں  
دیکھتے کہ کیسے وہ بنائے گئے؟ اور آسمان کی طرف کہ  
کیسے وہ بلند کئے گئے؟ اور پہاڑوں کی طرف کہ کیسے وہ  
کھڑے کئے گئے؟ اور زمین کی طرف کہ کیسے وہ بچھائی  
گئی؟ پس تو سمجھائے جا کہ تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے۔

اور فرمایا: کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھیں؟  
اور اس باب میں بہت آیات ہیں اور احادیث میں سے  
سابقہ حدیث ہے، الکیس من دان نفسہ (دیکھئے باب  
المراقبہ، رقم ۷/۲۲)

۱۰۔ نیکیوں کی طرف جلدی کرنے اور طالب  
خیر کو اس بات پر آمادہ کرنے کا بیان کہ وہ  
نیکی کو بغیر کسی تردد کے پوری توجہ اور محنت  
کے ساتھ اختیار کرے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس نیکیوں کی طرف جلدی کرو!  
اور فرمایا: اور جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی  
طرف، جس کی چوڑائی آسمان و زمین ہے، تیار کی گئی ہے  
پرہیزگاروں کے لئے۔

قال الله تعالى: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ  
بِوَحْدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَشْئٍ وَفَرَدَى ثُمَّ  
تَنفَكُّوْا﴾ [سبا: ۴۶]، وقال تعالى:  
﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ  
الْأَلْوَانِ وَالْهَبَاءِ لَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَكْثَرُ  
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيلًا وَقَوْلًا وَعَلَى جُحُودِهِمْ  
وَيَنفَكُّوْنَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ دَرْسًا مَّا  
خَلَقْتَ هَذَا بَطْلًا تُسَبِّحُكَ﴾ الآيات  
[آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱]، وقال تعالى:

﴿أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱﴾ وَإِلَى  
السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۲﴾ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ  
ثُبِّتَتْ ﴿۳﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۴﴾ فَذَكِّرْ  
إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۵﴾﴾ [الغاشية: ۱۷،  
۲۱]، وقال تعالى: ﴿قُلْ أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى  
الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا﴾ الآية [محمد: ۱۰]،  
والآيات في الباب كثيرة.

وَمِنْ الْأَحَادِيثِ الْحَدِيثُ السَّابِقُ:  
«الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ».

۱۰۔ بَابُ فِي الْمُبَادَرَةِ إِلَى الْخَيْرَاتِ،  
وَحَثٌّ مَنْ تَوَجَّهَ لِخَيْرٍ عَلَى الْإِقْبَالِ  
عَلَيْهِ بِالْجَدِّ مِنْ غَيْرِ تَرَدُّدٍ

قال الله تعالى: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْحَيَاةَ﴾  
[البقرة: ۱۴۸]، وقال تعالى:  
﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ  
عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ  
لِلْمُتَّقِينَ﴾ [آل عمران: ۱۳۳]،

اس موضوع سے متعلقہ احادیث درج ذیل ہیں۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ :

۸۷ - فَالْأَوَّلُ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا يَكْطَعُ اللَّيْلُ الْمُظْلِمَ يُضْهِجُ الرَّجُلَ مُؤْمِنًا وَيُؤْمِسِي كَافِرًا أَوْ يُؤْمِسِي مُؤْمِنًا وَيُضْهِجُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بَعْرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا» رواه مسلم .

۸۷ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : نیک اعمال کرنے میں جلدی کر لو ایسے فتنوں کے آنے سے پہلے جو شب تاریک کے مختلف ٹکڑوں کی طرح (یکے بعد دیگرے) رونما ہوں گے۔ صبح کو آدمی مومن ہو گا اور شام کو کافر۔ شام کو مومن ہو گا تو صبح کو کافر۔ وہ (اس طرح کہ) اپنے دین کو دنیا کے معمولی سامان کے عوض بیچ دے گا۔ (مسلم)

تخریج : صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الحث علی المبادرة بالأعمال قبل تظاہر الفتنہ .

۸۷ - فَوَاكِدُ : اس میں خبر دی گئی ہے کہ قیامت کے قریب پے در پے فتنوں کا ظہور ہو گا۔ فتنوں کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں دین و ایمان کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی، دنیا حاصل کرنے کی دوڑ لگی ہو گی، حتیٰ کہ دنیوی مفادات کے لئے اپنے دین و ایمان کا سودا کرنے میں بھی کوئی تامل نہیں ہو گا، بلکہ صبح و شام ان کے روپ بدلیں گے۔ چنانچہ ان ہیروہیوں کی آج کثرت ہے جو صبح کچھ ہوتے ہیں، شام کو کچھ۔ کسی کو دین و ایمان پر استقامت نصیب نہیں الا ماشاء اللہ۔ ایسے حالات میں اہل ایمان کو استقامت کی اور بلا تاخیر اعمال صالحہ بجالانے کی تلقین کی گئی ہے۔

۸۸ - الثَّانِي : عَنْ أَبِي سَرْوَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَقَبَةَ بْنَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ، فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ، فَفَزَعَ النَّاسَ مِنْ سُرْعَتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَرَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَجَبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ، قَالَ : «ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تَبَرِّ عُنْدَنَا، فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْسِنِي، فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ» رواه البخاري . وفي رواية له : «كُنْتُ خَلَفْتُ فِي الْبَيْتِ تَبَرًا مِنَ الصَّدَقَةِ؛ فَكَرِهْتُ أَنْ أُبَيِّنَهُ». «التَّبَرُ» قِطْعٌ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ .

۸۸ / ۲ - حضرت ابو سروہ (سین کی زیر اور زبر کے ساتھ) عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے مدینے میں عصر کی نماز پڑھی، پس آپ نے سلام پھیرا اور نہایت تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں میں سے کسی کے حجرے کی طرف تشریف لے گئے، لوگ آپ کی اس تیز رفتاری سے گھبرا گئے۔ (تھوڑی دیر کے بعد) آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ لوگ آپ کی اس تیز رفتاری پر تعجب کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ”مجھے یاد آیا کہ ہمارے پاس (گھر میں) سونے یا چاندی کی ڈلی کا کچھ حصہ ہے، مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ یہ ڈلی مجھے (اللہ کی یاد سے) روک دے (اور کسی اور طرف مشغول کر دے) اس لئے (میں

نے جلدی جلدی جا کر اس کو تقسیم کرنے کا حکم دیا۔  
(بخاری)

اور بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے، میں  
بیچے گھر میں صدقے کی ایک ڈلی چھوڑ آیا تھا، تو میں نے  
اسے رات کو اپنے گھر رکھنا پسند نہیں کیا۔  
التبر سونے یا چاندی کے ٹکڑے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من صلی بالناس فذكر حاجة فتخطأهم۔  
۸۸۔ فوائد: انسان کو اپنے پاس ایسی چیز نہیں رکھنی چاہئے کہ جس کی وجہ سے اس کی توجہ اللہ سے ہٹ کر اس  
کی طرف ہو جائے۔ (۲) عام حالات میں لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آنا جانا اگرچہ ناپسندیدہ ہے، لیکن خاص  
حالات میں جب کہ کوئی ضرورت اس کی داعی ہو، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

۸۹۔ الثَّالِثُ: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَوْمَ أُحُدٍ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: «فِي الْجَنَّةِ» فَأَلْفَى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ. متفقٌ عليه۔  
۸۹ / ۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد  
والے دن، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، یہ  
بتلائے! اگر میں کافروں کے ہاتھوں مارا جاؤں (شہید ہو  
جاؤں) تو میں کہاں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا، ”جنت میں“  
پس اس نے اپنے ہاتھ میں موجود کھجوریں پھینک دیں،  
پھر (نمایت بے جگری سے) لڑا، حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔  
(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة أحد - وصحیح مسلم، کتاب  
الإمامة، باب ثبوت الجنة للشهيد۔

۸۹۔ فوائد: اس میں صحابہ کرامؓ کے شوق شہادت اور شہادت کا بدلہ جنت ہونے کا بیان ہے نیز یہ کہ جو صدق  
دل سے شہادت کا طالب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس شرف و فضل سے سرفراز فرماتا ہے۔

۹۰۔ الرَّابِعُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَكْثَرُ أَجْرًا؟ قَالَ: «أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ، وَتَأْمَلُ الْغِنَى، وَلَا تُنْهَلِ حَتَّى إِذَا بَلَغْتَ الْحُلُوفَ. قُلْتُ: لَفُلَانٍ كَذَا وَلَفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لَفُلَانٍ» متفقٌ عليه۔  
۹۰ / ۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور سوال کیا کہ یا  
رسول اللہ! کون سا صدقہ اجر کے اعتبار سے بڑا ہے؟  
آپ نے فرمایا، تمیرا اس وقت صدقہ کرنا جب کہ تو صحیح  
(تمدرست و توانا) ہو، مال کی حرص دل میں ہو (خرج  
کرنے سے) تجھے فقر کا اندیشہ (اور اپنے پاس جمع رکھنے  
سے) تو مگر کی امید ہو اور تو صدقہ کرنے میں تاخیر نہ  
کر، یہاں تک کہ جب روح گلے تک پہنچ جائے تو



«الْحُلُقُومُ»: مَجْرَى النَّفْسِ .  
 «الْمَرِيءُ»: مَجْرَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ .  
 کئے، فلاں کے لئے اتا، فلاں کے لئے اتا، جب کہ وہ  
 فلاں (وارث) کا ہو چکا۔ (بخاری و مسلم)  
 حلقوم، سانس کی گزرگاہ، المرئ، کھانے پینے کی  
 گزرگاہ۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب أي الصدقة أفضل، وكتاب الوصايا، باب الصدقة عند الموت - وصحيح مسلم، كتاب الزکوۃ، باب بيان أن أفضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح.

۹۰۔ فوائد: صحیح صدقہ وہی ہے جو انسان صحت کی حالت میں کرے۔ موت کے آثار شروع ہونے کے بعد کے صدقے کی اللہ کے ہاں خاص اہمیت نہیں، علاوہ ازیں اس وقت انسان ایک تہائی مال سے زیادہ صدقہ کر ہی نہیں سکتا، کیونکہ اس وقت مال وارثوں کا حق بن جاتا ہے جسے اللہ کی راہ میں بھی خرچ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے اللہ نے حد مقرر فرمادی ہے کہ مرض الموت میں کوئی اپنا مال وقف یا صدقہ کرنا چاہے تو وہ ایک تہائی مال (۱/۳) سے زیادہ نہیں کر سکتا۔ اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ انسان کو نیکی کے کاموں بالخصوص صدقہ و خیرات میں تاخیر نہیں بلکہ غلت سے کام لینا چاہئے۔

۹۱۔ الخامس: عن أنس رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: «مَنْ يَأْخُذْ مِنِّي هَذَا؟» فَبَسَطُوا أَيْدِيَهُمْ، كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُولُ: أَنَا، أَنَا. قَالَ: «فَمَنْ يَأْخُذُهُ بِحَقِّهِ؟»، فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ، فَقَالَ أَبُو دُجَانَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَا أَخَذْتُهُ بِحَقِّهِ، فَأَخَذَهُ ففَلَقَ بِهِ هَامَ الْمُشْرِكِينَ. رواه مسلم. اسم أبي دُجَانَةَ: سَمَّاكَ بْنُ خَرْشَةَ. قَوْلُهُ: «أَحْجَمَ الْقَوْمُ»: أَنِّي تَوَقَّفُوا. وَ«فَلَقَ بِهِ»: أَي شَقَّ، «هَامَ الْمُشْرِكِينَ»: أَي رُوَّسَهُمْ.

۵ / ۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد والے دن رسول اللہ ﷺ نے ایک تلوار پکڑی اور فرمایا ”یہ تلوار مجھ سے کون لے گا؟“ صحابہ نے اپنے ہاتھ آپ کی طرف دراز کئے، ان میں سے ہر ایک کی زبان پر تھا، میں، میں۔ آپ نے فرمایا ”کون ہے جو اسے اس کے حق کے ساتھ لے گا؟“ (یہ سن کر) سب لوگ پیچھے ہٹ گئے اور توقف کیا، پس ابودجانہ آگے بڑھے اور کہا، میں اسے اس کے حق کے ساتھ لوں گا، پس انہوں نے تلوار آپ سے لے لی اور اس سے مشرکوں کی کھوپڑیاں پھاڑیں۔ (مسلم)

احجم القوم کا مطلب ہے، انہوں نے توقف کیا۔ فلق، پھاڑا چیرا، هام المشركين، مشرکوں کے سر یعنی کھوپڑیاں۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي دجانة سماء بن خرسة رضي الله عنه.

۹۱۔ فوائد: اس میں حضرت ابودجانہ کی بہادری اور فضیلت کا بیان ہے۔ تاہم اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ دیگر



صحابہؓ نے اس وقت بڑی دکھائی، بلکہ ان کا توقف اس اندیشے کی وجہ سے تھا کہ کہیں اس کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو جائے ورنہ اس سے قبل جب نبی ﷺ نے غیر مشروط طور پر تلوار لینے کا اعلان فرمایا، تو ہر صحابی اسے لینے کے لئے لپکا۔ ظاہر بات ہے، تلوار لینے کا مقصد اس سے جہاد کرنا ہی تھا نہ کہ کچھ اور۔ اس جذبے میں کوئی صحابی بھی پیچھے نہیں رہا۔

۹۲ - السَّادِسُ: عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ ۹۲ / ۶ - حضرت زبیر بن عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم قال: أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَشَكَّوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحِجَاجِ. فَقَالَ: «اضْبُرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقُوا رَبَّكُمْ» سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ. رواه البخاري.

حضرت انسؓ بن مالک کے پاس آئے اور ان سے ہم نے حجاج کے اس ظلم و ستم کی شکایت کی جس سے ہم دوچار تھے۔ آپ نے فرمایا، اس پر صبر کرو! اس لئے کہ اب جو بھی وقت آئے گا، وہ پہلے سے بدتر ہی ہو گا۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب کو جا ملو۔ میں نے یہ بات تمہارے نبی ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب لا یأتی زمان إلا الذی بعده شر منه.

۹۲ - فَوَافِدُ: اس میں پیش گوئی ہے کہ حالات دن بدن خراب سے خراب تر اور اسی حساب سے حکمران بھی ظالم اور بد سے بدتر ہوں گے۔ ایسے حالات میں حکمرانوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر ہر شخص اپنی اصلاح کرے اور اپنی آخرت سنوارنے کی فکر کرے اور حکمرانوں کی طرف سے ظلم و ستم کا ارتکاب ہو تو اسے برداشت کرے اور صبر سے کام لے۔

۹۳ - السَّابِعُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۹۳ / ۷ - حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُونَ إِلَّا فَقْرًا مُنْسِبًا، أَوْ غِنًى مُطْغِيًا، أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا، أَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا أَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا أَوْ الدَّجَالَ فَشَرٌّ غَائِبٌ يُنْتَظَرُ، أَوْ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرًا!؟» رواه الترمذی وقال: حديث حسن.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سات چیزوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو۔ کیا تمہیں ایسے فقر کا انتظار ہے جو بھلا دینے والا ہے؟ یا ایسی تو نگری کا جو تمہیں حد سے تجاوز کر دینے والا بنانے والی ہے؟ یا ایسی بیماری کا جو بگاڑ دینے والی ہے؟ یا ایسے بڑھاپے کا جو عقل و ہوش کو زائل کر دینے والا ہے؟ یا ایسی موت کا جو نہایت تیزی سے اپنا کام تمام کر دینے والی ہے؟ (یعنی اچانک آجائے) یا دجال کا، جو ہر اس غائب برائی سے بدتر ہے جس کا انتظار کیا جائے؟ یا قیامت کا، پس قیامت تو بہت ہی ہولناک اور نہایت تلخ تر ہے۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: ترمذی، الزهد، باب ما جاء فی المبادرة بالعمل سندہ ضعیف، الضعیفۃ، ۱۶۶۶.

۹۳- فوائد: حدیث کا مطلب واضح ہے کہ موانع (رکاوٹ بننے والی چیزوں) سے پہلے انسان کو نیک اعمال کے ذریعے سے اپنی آخرت سنوار لینی چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مذکورہ موانع میں سے کوئی مانع انسان کو لاحق ہو جائے اور اعمال صالحہ سے وہ محروم ہی رہ جائے۔

۹۴ - الثامن: عنه أن رسول الله ﷺ قال يوم خيبر: «لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ»، قال عمرُ رضي الله عنه: مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ، فَتَسَاوَزْتُ لَهَا رَجَاءً أَنْ أَدْعَى لَهَا، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، رضي الله عنه، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَقَالَ: «امْسُ وَلَا تَلْتَمِشْ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْكَ، فَتَسَارَ عَلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَمِشْ؛ فَصَرَخَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلَى مَاذَا أَقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: «فَاتِلَهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ» رواه مسلم.

«فَتَسَاوَزْتُ» هُوَ بِالسَّيْنِ الْمَهْمَلَةِ: أَيْ وَتَبَّتٌ مُتَتَلَعًا.

۹۴ / ۸ - ان ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن فرمایا ”میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا“ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا، میں نے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی، لیکن اس روز یہ خواہش کی (تاکہ یہ یہ اعزاز، جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے، مجھے حاصل ہو جائے) چنانچہ میں اس کے لئے اٹھ اٹھ کر بلند ہوتا، اس امید پر کہ (شاید) مجھے (اس جنگ کی) امارت (قیادت) کے لئے بلا لیا جائے۔ راوی حدیث بیان کرتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو طلب فرمایا اور وہ جھنڈا ان کو عطا فرما دیا اور فرمایا، (جھنڈا لے کر) چل اور کسی کی طرف توجہ نہ کرنا، یہاں تک کہ اللہ تجھے فتح سے ہمکنار فرما دے۔ حضرت علیؓ کچھ چلے، پھر ٹھہر گئے اور کسی طرف توجہ نہیں کی اور بہ آواز بلند کہا، اے اللہ کے رسول! میں کس چیز پر لوگوں سے جہاد کروں؟ نبی ﷺ نے فرمایا ”ان سے جہاد کر! یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ ایسا کر لیں (یعنی مسلمان ہو جائیں) تو بلاشبہ انہوں نے تجھ سے اپنی جانیں اور اپنے مال محفوظ کر لئے، البتہ جان و مال کے حق کے ساتھ (ان کا مواخذہ ہو سکتا ہے۔ یعنی وہ کسی مسلمان کو ناجائز قتل کر دیں تو قصاص میں ان کو قتل کرنا اور کسی کا مال غصب کیا ہو یا زکوٰۃ ادا نہ کی ہو تو وہ مال ان سے وصول کرنا ضروری ہے زبان سے اسلام کی شہادت دینے پر ان کے خون اور

اموال محفوظ ہو جائیں گے (تاہم اگر وہ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے (یعنی قیامت والے دن اللہ تعالیٰ خود ہی ان سے حساب لے لے گا) (مسلم)

فتساورت (سین مہملہ کے ساتھ) میں نبی ﷺ کی طرف جھانکتے ہوئے اٹھ اٹھ کر دیکھتا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی رضی اللہ عنہ۔

۹۳۔ فوائد: اس میں حضرت علیؓ کے خاص شرف و فضل کا بیان ہے۔ (۲) نبی ﷺ کے معجزے کا ذکر ہے کہ آپ نے پہلے ہی فتح خیبر کی اطلاع دی اور آپؐ کی خبر کے مطابق وہ فتح ہو گیا۔ (۳) ظاہری حالات کے مطابق احکام اسلام کا اجراء ہو گا، چنانچہ جو زبان سے اسلام کا اظہار کرے گا، اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا، اس کے باطن کا معاملہ اللہ کے پردہ ہو گا، البتہ قتل ناحق کے ارتکاب پر قصاصاً اور ارتداد پر حداً قتل کیا جائے گا۔

۱۱۔ مجاہدے کا بیان

۱۱۔ بَابُ فِي الْمُجَاهِدَةِ

یعنی نفس و شیطان کے وسوسوں اور اعدائے دین کی کوششوں کے خلاف جدوجہد کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستوں کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔ اور فرمایا: اپنے رب کی عبادت کریں تاکہ کہ تجھے موت آجائے۔ اور فرمایا: اپنے رب کا نام یاد کر اور اس کی طرف کیسو ہو جا (سورۃ الزمل ۸) یعنی ہر طرف سے تعلق توڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جا۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا، وہ اسے قیامت والے دن اپنے نامہ اعمال میں درج دیکھ لے گا۔ اور فرمایا: تم جو کچھ بھی بھلائی اپنے نفوس کے لئے آگے بھیجو گے، اسے تم اللہ کے پاس پا لو گے، وہ بہتر اور صلے میں بہت زیادہ ہو گی۔

قال الله تعالى: ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ [العنكبوت: ۶۹]، وقال تعالى: ﴿وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ [الحجر: ۹۹]؛ وقال تعالى: ﴿وَاذْكُرْ أَنْتَ رَبَّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ [المزمل: ۸] أي: انقطع إِلَيْهِ. وقال تعالى: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ [الزلزلة: ۷]، وقال تعالى: ﴿وَمَا تَقْصِرُوا لِتَخْفَضُوا عَنْ خَيْرِ نَجْدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [المزمل: ۲۰]، وقال تعالى: ﴿وَمَا تَسْتَفِئُوا مِنْ خَيْرٍ فَاتَّكِ اللَّهُ يَوْمَ عَلَيْهِمْ﴾

[البقرة: ۲۷۳] والآيات في الباب كثيرةٌ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو مال بھی خرچ کرو گے، اللہ تعالیٰ اسے جانے والا ہے۔ معلومہ۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ: اس باب میں بہت سی آیات ہیں جو معلوم ہیں۔

۹۵ - فالأول: عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ. وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ. وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أَجِبَهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْتَطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي أَعْطَيْتُهُ؛ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لِأُعِيذَنَّهُ» رواه البخاري. «آذَنْتُهُ»: أَعْلَمْتُهُ بِأَنِّي مُحَارِبٌ لَهُ «اسْتَعَاذَنِي» رُوِيَ بِالنُّونِ وَبِالْبَاءِ.

۱/ ۹۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی، میرا اس سے اعلان جنگ ہے، میں نے بندے پر جو چیزیں فرض کی ہیں، ان سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہیں جس سے وہ میرا قرب حاصل کرے (یعنی فرائض کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرنا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے) اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے (بھی) میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے (اس کے ذوق عبادت، فرائض کی ادائیگی اور نوافل کے اہتمام کی وجہ سے) محبت کرتا ہوں تو (اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ) میں اس کے وہ کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا وہ پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں اسے وہ ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر کسی چیز سے پناہ طلب کرے تو میں اسے ضرور اس سے پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری)

آذنتہ کے معنی ہیں، میں اس کو بتلا دیتا ہوں کہ میری اس سے جنگ ہے۔ استعاذنی، نون اور باء کے ساتھ (یعنی استعاذنی اور استعاذنی) دونوں طرح مروی ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع.

۹۵- نوائل: اس حدیث سے اہل بدعت و اہل شرک (طلوی، وجودی اور غیر اللہ کے پجاری) اپنے مزعمومات و باطل پر استدلال کرتے ہیں، حالانکہ حدیث کا وہ مفہوم ہی نہیں ہے جو وہ بیان کرتے ہیں اور پھر اس سے بتائے

فاسد علی الفاسد کا ارتکاب کرتے ہیں۔ حدیث کا سیدھا اور واضح مفہوم یہ ہے کہ جب انسان فرائض کی ادائیگی کے ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرتا ہے، تو وہ اللہ کا خاص محبوب بندہ بن جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسے اللہ کی خاص مدد حاصل ہو جاتی ہے، اللہ اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے، اس کے اعضاء کی نگرانی فرماتا ہے، چنانچہ وہ ان سے اللہ کی نافرمانی کرنے سے بچ جاتا ہے اور کانوں سے وہی کچھ سنتا، آنکھوں سے وہی کچھ دیکھتا، ہاتھوں سے وہی کچھ پکڑتا ہے جو اللہ کو پسند ہے، اس کے قدم اسی چیز کی طرف اٹھتے ہیں جس میں اس کی رضا مضمر ہوتی ہے اور جب وہ محبوبیت اور اطاعت کے اس مقام رفیع پر فائز ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو بھی بالعموم قبول فرماتا ہے۔ (۲) ولی، کسی مخصوص وضع و ہیئت کے حامل کو یا کسی گدی نشین کو، مجذوب یا نیم پاگل کو یا ذکر و عبادت کے مخصوص خود ساختہ اطوار اختیار کرنے والے کو نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اللہ کا ولی وہ ہے جو فرائض اسلام کا پابند، نوافل کا شوقین اور زندگی کے ہر شعبے میں اطاعت الہی کا خوگر ہے۔ (۳) ایسے اولیاء اللہ کی محبت، اللہ کی رضا کا اور ان سے دشمنی (ان سے نفرت و کراہت) اللہ کی شدید ناراضی اور غضب کا باعث ہے۔ (۴) نوافل کا اہتمام، یقیناً اللہ کے قرب کا باعث ہے، لیکن فرائض و سنن کی پابندی کے ساتھ۔ اگر پہلے فرائض و سنن کی پابندی نہیں ہے، تو اس کے بغیر نوافل کی کوئی حیثیت نہیں۔ فرائض و سنن کی ادائیگی کے بغیر اللہ کے قرب کی خواہش، ایک خام خیالی اور باطل محض ہے۔

۹۶ - الثانی: عن أنس رضي الله عنه، عن النبي ﷺ فيما يرويه عن ربه عز وجل قال: «إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شَبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِذَا أَتَانِي بِمَشْيِ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً» رواه البخاري.

۹۶/۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ذراع (ایک بازو یا ہاتھ) قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب ذکر النبی ﷺ وروایتہ عن ربہ.

۹۶ - فوائد: اس میں اللہ تعالیٰ کی جود و عطاء، بخشش و مہربانی اور اس کی قدر دانی کا ذکر ہے کہ تھوڑے پر وہ بہت زیادہ اجر دیتا ہے۔

۹۷ - الثالث: عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: «نِعْمَتَانِ مَعْبُودٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصُّمَّةُ، وَالْفَرَاغُ» رواه البخاري.

۹۷/۳ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ہیں، اکثر لوگ (ان کے غلط استعمال کی وجہ سے) خسارے اور گھائے میں رہیں گے، صحت اور فراغت۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما جاء في الرقاق وأن لا عيش إلا عيش

الآخرة.

۹۷۔ فوائد: غبن کے معنی ہیں گھٹا، یعنی اپنی چیز کو کم قیمت پر فروخت کر دینا یا کسی چیز کو اس کی اصل قیمت سے دگنی گنتی قیمت پر خریدنا۔ دونوں صورتوں میں انسان کا گھٹا ہے اور معلوم ہونے پر اسے حسرت و ندامت ہوتی ہے۔ اسی گھٹائے اور حسرت کو غبن کہتے ہیں۔ حدیث میں انسان کو تاجر کے ساتھ اور صحت و فراغت کو اس المال کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ جو انسان اپنے اس المال (صحت و فراغت) کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرتا ہے، وہ فائدے میں رہتا ہے اور جو اسے ضائع کر دیتا ہے، یعنی ان کا غلط استعمال کرتا ہے، وہ قیامت والے دن خسارے میں رہے گا اور نادم ہو گا۔ (۲) انسانوں کی اکثریت ان دونوں نعمتوں کی صحیح قدر نہیں کرتی۔ چنانچہ وہ اپنے اوقات بھی بے فائدہ اور فضول کاموں میں صرف کرتی ہے اور اپنی جسمانی قوت و توانائی بھی اللہ کی نافرمانی میں خرچ کرتی ہے اس کا سخت خمیازہ اس کو قیامت والے دن بھگتنا پڑے گا، جب ہر چیز کا حساب اور وزن ہو گا۔

۹۸۔ الرابع: عن عائشة رضي الله عنها، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَنْقَطَرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: «أَفَلَا أَحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا؟» متفقٌ عليه. هذا لفظ البخاري، ونحوه في الصحيحين من رواية المغيرة بن شعبه.

۹۸ / ۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (اتنا لمبا) قیام فرماتے کہ آپ کے پیر مبارک پھٹ جاتے، میں نے آپ سے کہا، آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پیچھے تمام گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، ”کیا میں اس بات کو پسند نہ کروں کہ میں اس کا شکر گزار بندہ بنوں؟“

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ - وصحیح مسلم، کتاب المنافقین، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة.

۹۸۔ فوائد: انبیاء علیہم السلام بالاتفاق، کبار سے اور ان صغیرہ گناہوں سے جو رذائل (بدعات) کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں پاک ہوتے ہیں، تاہم ایسے صغیرہ گناہوں کا صدور، جن میں رذائل کا پلو نہیں ہوتا، ان کی بابت بعض علماء جواز کے قائل ہیں۔ تاہم اکثریت اس سے بھی پاک ہونے کی قائل ہے۔ پھر جب یہ بات ہے تو آپ کے گناہوں کی معافی کا کیا مطلب ہے؟ دراصل آپ کے خلاف اولیٰ کاموں کو، حسنات الابرار سنّیات المقرین (عام نیک لوگوں کی نیکیاں، مقربین کے حق میں برائیاں شمار ہوتی ہیں) کے مصداق گناہ شمار کر لیا گیا ہے، جن کی معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ (۲) جتنا کسی پر اللہ کا انعام زیادہ ہو، اس کا شکر بھی اسی حساب سے زیادہ کیا جائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ فرائض و طاعات کے ساتھ نوافل کا اہتمام بھی زیادہ سے زیادہ کیا جائے۔

۹۹۔ الخامس: عن عائشة ۹۹ / ۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ رضی اللہ عنہا أنها قالت: «كان رسول الله ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ، عَشْرَةَ شُرُوعٍ هَوَاتَا تَوْشِيعَ بَيَارِيٍّ فَرَمَاتَا، أَيْ بَيَارِيٍّ هَوَاتَا»



وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِنْرَزَ، مَنْفَقٌ عَلَيْهِ. والمراد: الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ. وَالْمِنْرَزُ: الْإِزَارُ، وَهُوَ كِتَابَةٌ عَنِ اعْتِزَالِ النَّسَاءِ، وَقِيلَ: الْمَرَادُ تَشْمِيرُهُ لِلْعِبَادَةِ. يُقَالُ: شَدَدْتُ لِهَذَا الْأَمْرِ مِثْرِي، أَيْ: تَشَمَّرْتُ، وَتَفَرَّغْتُ لَهُ.

کو بھی (رات کے آخری حصے میں) جگاتے اور خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری و مسلم)

العشر الاواخر سے مراد رمضان کے آخری دس دن ہیں۔ مشر، ازار کے معنی میں ہے یعنی تہ بند یا چادر۔ یہاں کنایہ ہے اس بات سے کہ آپ بیویوں سے کنارہ کشی اختیار فرما لیتے اور بعض کے نزدیک اس سے مراد عبادت کے لئے مستعد اور تیار ہونا ہے۔ کہا جاتا ہے، میں نے اس کام کے لئے اپنا مشر کس لیا ہے، یعنی اس کے لئے میں نے اپنے کو تیار اور فارغ کر لیا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب صلاة التراویح، باب العمل في العشر الاواخر من رمضان - وصحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الاواخر من رمضان.

۹۹- فوائد: فضیلت والے اوقات میں نیکیاں زیادہ سے زیادہ کمانی چاہئیں، جیسا کہ نبی ﷺ کا آخری عشرہ رمضان میں معمول ہوتا تھا۔

۱۰۰- السادس: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلِّ خَيْرٍ آخِرُضٍ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنَ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجِزْ. وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَتْ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ اللَّهِ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ (لَوْ) تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ». رواه مسلم.

۱۰۰/۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاقتور مومن زیادہ بہتر اور اللہ کو زیادہ محبوب ہے، کمزور مومن سے۔ اور ہر ایک (قوی اور ضعیف) میں بہتری ہے، اس چیز کی حرص کرو، جو تمہیں نفع دے، اور اللہ سے مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہارو، اور اگر تمہیں کچھ (نقصان) پہنچ جائے تو یہ مت کہو، اگر میں ایسا کر لیتا تو ایسا ہو جاتا۔ البتہ یہ کہو، اللہ کی تقدیر یہی تھی اور جو اس نے چاہا کیا۔ کیونکہ ”اگر“ کا لفظ شیطان کے کام کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب القدر، باب في الأمر بالقوة وترك العجز والاستعانة بالله وتفويض المقادير لله.

۱۰۰- فوائد: حدیث میں کمزور اور طاقت ور دونوں ایمانداروں میں خیر کو تسلیم کیا گیا ہے، کیونکہ اصل ایمان میں دونوں مشترک ہیں۔ تاہم قوی مومن کو زیادہ بہتر اور عند اللہ زیادہ محبوب قرار دیا گیا ہے، کیونکہ وہ ادائے عبادات اور قیام فرائض و سنن اور جہاد وغیرہ میں، کمزور مومن سے زیادہ مستعد اور توانا ہو گا۔ (۳) نقصان سے دوچار ہونے کی صورت میں صبر اور تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا جائے اور انسان اگر مگر کے چکر میں نہ پڑے، اس سے



شیطان کو گمراہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

۱۰۱ - السابع: عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ» متفقٌ عليه. وفي رواية لمسلم: «حُفَّتْ بَدَلُ حُجِبَتِ» وَهُوَ بِمَعْنَاهُ؛ أَي: بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا هَذَا الْحِجَابُ؛ فَإِذَا فَعَلَهُ دَخَلَهَا.

۱۰۱/۷ - انہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کو شہوات نفسانی کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے اور جنت کو گراں گزرنے والے ناگوار کاموں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں حجب کی جگہ، حفت ہے، معنی دونوں کے ایک ہی ہیں۔ مطلب ہے کہ انسان کے درمیان اور جنت دوزخ کے درمیان یہ پردہ ہے، جب وہ اس کو اختیار کر لیتا ہے تو اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حجب النار بالشہوات - وصحیح مسلم، أوائل کتاب الجنة وصفة نعميها وأهلها

۱۰۱- فوائد: مطلب یہ ہے کہ انسان اور جہنم کے درمیان انسانی شہوات اور لذات، آڑ اور رکاوٹ ہیں، جب انسان شہوتوں اور لذتوں میں پھنس جائے تو اس کے معنی ہیں کہ اس نے اس آڑ کو عبور کر لیا اور جہنم میں داخل ہو گیا اور جنت اور انسان کے درمیان آلام و مصائب یا احکام و فرائض اسلام (جن کی ادائیگی بھی بعض دفعہ نفس انسانی پر گراں گزرتی ہے) آڑ اور رکاوٹ ہیں، جب انسان ان کو برداشت کر لیتا ہے تو گویا اس نے اس رکاوٹ کو دور کر دیا اور جنت میں جانے کا مستحق قرار پا گیا۔

۱۰۲ - الثامن: عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ حَدِيثَهُ بَنِي مِائَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدِيثَهُ بَنِي مِائَانَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَانْتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ يَزْكِعُ عِنْدَ الْمَائَةِ، ثُمَّ مَضَى؛ فَقُلْتُ يُصَلِّي بَهَا فِي رَكْعَةٍ، فَمَضَى؛ فَقُلْتُ يَزْكِعُ بَهَا، ثُمَّ انْتَحَ النِّسَاءُ؛ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ انْتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتْرَسِلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ، وَإِذَا مَرَّ بِسُورَةٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعْوِذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُولُ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»

۱۰۲/۸ - حضرت ابو عبد اللہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پس آپ نے سورۃ بقرہ کی تلاوت شروع فرمادی، میں نے (دل میں) کہا، آپ سو آیتوں پر رکوع کریں گے، (لیکن سو آیتیں پوری ہونے پر بھی) آپ نے تلاوت جاری رکھی۔ میں نے (دل میں) کہا کہ آپ ایک رکعت اس کے ساتھ پڑھیں گے۔ لیکن آپ بدستور پڑھتے رہے، میں نے کہا، اسے ختم کر کے آپ رکوع فرمائیں گے۔ لیکن آپ نے سورۃ نساء کی تلاوت شروع فرمادی اور وہ مکمل پڑھ لی پھر آپ نے آل عمران شروع کر دی اور اسے پورا پڑھا۔ آپ آہستہ آہستہ پڑھتے رہے، جب کسی ایسی آیت سے گزرتے

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ نَمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَرِيبًا جس میں اللہ کی تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ تسبیح بیان فرماتے، جب کسی سوال والی آیت سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب کسی پناہ والی آیت سے گزرتے تو اللہ سے پناہ طلب فرماتے (اس طرح آل عمران کے ختم ہونے کے بعد) آپ نے رکوع فرمایا، پس آپ رکوع میں ”سبحان ربی العظیم“ پڑھتے رہے اور آپ کا رکوع (بھی) آپ کے قیام کے قریب تھا، پھر آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور اتنا لمبا قومہ فرمایا، جتنا تقریباً آپ نے رکوع فرمایا تھا۔ پھر آپ نے سجدہ فرمایا اور (سجدے میں) پڑھا سبحان ربی الاعلیٰ، پس آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کے برابر تھا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل.

۱۰۲۔ فوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ نقلی نماز کی بھی جماعت ہو سکتی ہے۔ (۲) نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت سورتوں کی ترتیب کے مطابق پڑھنا ضروری نہیں ہے (جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں) بلکہ تلاوت میں تقدیم و تاخیر جائز ہے۔ (۳) نقلی نماز میں طوالت مستحسن ہے۔

۱۰۳۔ التاسع: عن ابن مسعود ۱۰۳/۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ لَيْلَةً فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سُوءٍ! نے لمبا قیام فرمایا۔ حتیٰ کہ میں نے برے کام کا ارادہ کیا، قیل: وَمَا هَمَمْتُ بِهِ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ ان سے پوچھا گیا، آپ نے کس چیز کا ارادہ کیا تھا، انہوں نے فرمایا، میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں بیٹھ جاؤں اور (آپ کی اقتداء) چھوڑ دوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب طول القيام في صلاة الليل - وصحيح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل.

۱۰۳۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ امام کی مخالفت برا کام ہے، کیونکہ نماز میں اس کی اقتداء کا حکم ہے۔ (۲) ابہام کی وضاحت کے لئے سوال کرنا جائز ہے۔

۱۰۴۔ العاشر: عن أنس رضي الله عنه، عن رسول الله ﷺ قال: «يَتَّبِعُ الْمَيِّتَ» اللہ ﷻ نے فرمایا: تین چیزیں میت کے پیچھے جاتی ہیں،

ثَلَاثَةٌ: أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ؛ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ: يَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ، وَيَبْقَى عَمَلُهُ متفقٌ عليه.

اس کے گھروالے، اس کا مال (غلام، نوکر چاکر) اور اس کا عمل۔ پس دو چیزیں واپس آجاتی ہیں اور ایک (اس کے ساتھ) باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے گھروالے اور اس کا مال (غلام وغیرہ) واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل (اس کے ساتھ) باقی رہ جاتا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب سكرات الموت - وصحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق في اوله.

۱۰۴۔ فوائد: اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ انسان کو زیادہ سے زیادہ ایسے کام کرنے چاہئیں جو اس کے ساتھ رہیں اور قبر میں بھی انسان کا ساتھ نہ چھوڑیں، جہاں سب اس کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں اور قبر کی تنہائیوں میں وہ اکیلا رہ جاتا ہے اور وہ ہیں اعمال صالحہ۔ جو قبر میں انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور اس کی مشکلات اور تنہائیوں میں اس کا سہارا اور نجات کا ذریعہ بنتے ہیں۔

۱۰۵۔ الحادى عشر: عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال النبي ﷺ: «الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ» رواه البخاري.

۱۰۵ / ۱۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور اسی طرح جہنم بھی اتنی ہی قریب ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الجنة أقرب إلي أحدكم...

۱۰۵۔ فوائد: جنت یا دوزخ، چونکہ انسان کے اپنے عملوں کا نتیجہ ہے، اس لئے یہ دونوں چیزیں انسان کے قریب اور اس کی دسترس میں ہے، نیکی کرے گا تو جنت میں اور بدی کرے گا تو جہنم میں جائے گا۔ ان کے درمیان صرف موت کا پردہ حائل ہے۔ اس کے بٹنے ہی انسان جنت میں یا دوزخ میں جانے کا مستحق قرار دے دیا جائے گا۔

۱۰۶۔ الثاني عشر: عن أبي فراس ربيعة بن كعب الأسلمي قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ أَهْلُ الصَّمَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَتَيْتِهِ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَّتِهِ، فَقَالَ: «سَلْنِي»، فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. فَقَالَ: «أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ؟»، قُلْتُ: هُوَ ذَلِكَ، قَالَ: «فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ الشُّجُودِ» رواه مسلم.

۱۰۶ / ۱۲۔ حضرت ابو فراس ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے خادم اور اہل صفہ میں سے ہیں۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزارتا تھا، پس میں آپ کو وضوء کے لئے پانی اور ضرورت کی کوئی اور چیز لا دیتا۔ (ایک دن آپ نے خوش ہو کر) فرمایا، مجھ سے کچھ مانگ لے، میں نے کہا، میں آپ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو جائے، آپ نے فرمایا، اس کے علاوہ کچھ اور؟ میں نے کہا، بس وہی۔

آپ نے فرمایا ”پس تم سجدوں کی کثرت کے ساتھ اپنے لئے میری مدد کرو“ (یعنی کثرت سے نوافل پڑھو اور اس طرح اپنی اس خواہش کی تکمیل میں میری مدد کرو، کیونکہ میری دعاء کے ساتھ تمہارا عمل مل جائے گا، تو اسے بڑی تقویت پہنچے گی) (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ۔  
۱۰۶۔ فوائد: مسجد نبوی کے آخر میں ایک چبوترہ تھا، اسے عربی میں صفہ کہتے ہیں۔ یہ اسلام کی ابتدائی اور اولین درس گاہ تھی، جس کے استاذ، معلم انسانیت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ وہ فقراء و مساکین جو آپ سے علم دین حاصل کرتے تھے، اسی چبوترے میں اپنا وقت گزارتے تھے۔ اس حدیث نے عمل اور اتباع سنت کی اہمیت واضح کر دی ہے کہ اس کے بغیر تو ان لوگوں کو بھی جنت میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت نصیب نہیں ہوگی جو شب و روز آپ کے ساتھ رہتے تھے، چہ جائیکہ وہ لوگ اس کے مستحق قرار پاجائیں جن کی زندگی عمل صالح اور اتباع سنت سے بیکر خالی ہے۔

۱۰۷۔ الثالث عشر: عن أبي عبد الله - ۱۰۷ / ۱۳ - حضرت ابو عبد اللہ اور کہا جاتا ہے ابو عبد الرحمن، ثوبان، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، فرماتے تھے، ثوبان! تم کثرت سجدو کو لازم پکڑ لو، اس لئے کہ تم جو بھی سجدہ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے تمہارا ایک درجہ بلند کرے گا اور تمہارا ایک گناہ اس کی وجہ سے معاف کر دے گا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل السجود والحث علیہ۔  
۱۰۷۔ فوائد: سجدوں کی کثرت سے مراد ہے نمازوں کا اہتمام، فرائض کے علاوہ نوافل کی ادائیگی کہ یہ رفع درجات کا ذریعہ اور کفارۃ سیئات ہیں۔

۱۰۸۔ الرابع عشر: عن أبي صفوان عبد الله بن بسر السلمي - ۱۰۸ / ۱۳ - حضرت ابو صفوان عبد اللہ بن بسر السلمی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کی عمر لمبی ہو اور اس کا عمل اچھا ہو۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن رواہ الترمذی، وقال: حديث حسن۔ ہے۔)

”بُسر“: بضم الباء وبالسین المهملة۔ بسر، باء اور سین مہملہ پر پیش کے ساتھ۔

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في طول العمر للمؤمن۔

۱۰۸۔ فوائد: عمر دراز، ایک نعمت ہے بشرطیکہ ایمان و عمل صالح کی توفیق کے ساتھ ہو۔ بصورت دیگر جتنی زیادہ عمر ہوگی، اتنی ہی گناہوں میں اضافہ ہوگا، عمر کی ایسی طوالت انسان کے لئے سخت تباہ کن ہے۔ (۲) اس نعمت کا احساس نہ کرنے والے خسارے میں رہیں گے۔

۱۰۹۔ الخامس عشر: عن أنس رضي الله عنه، قال: غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رضي الله عنه، عن قتالِ بَدْرٍ، فقال: يا رسولَ الله غِثْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتُ الْمُشْرِكِينَ، لَئِنْ اللَّهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيُرِيَنَّ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْنِزْ لِيكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ - يَغْنِي أَصْحَابَهُ - وَأَبْرَأْ لِيكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ - يَغْنِي الْمُشْرِكِينَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ: يَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْجَنَّةُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ. قَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعَ! قَالَ أَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِهِ بَضْعًا وَثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، أَوْ طَعْنَةً بِرُمَحٍ، أَوْ رَمِيَّةً بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتَهُ بَيْتَانِهِ. قَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نَرَى أَوْ نَظُنُّ أَنَّ هَذِهِ آيَةٌ تَرَلَّتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَؤُلَاءِ فَهُمْ يَصْنَعُونَ مَا عَصَوْا اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ [الأحزاب: ۲۳] إلى آخرها، متفق عليه. قوله: «لَيُرِيَنَّ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ» رُوِيَ بِضَمِّ الْيَاءِ وَكسَرِ الرَّاءِ؛ أَي: لَيُظْهِرَنَّ اللَّهُ ذَلِكَ لِلنَّاسِ وَرُوِيَ بِفَتْحِهِمَا، وَمَعْنَاهُ ظَاهِرٌ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

۱۵ / ۱۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے چچا انس بن نضر جنگ بدر میں غیر حاضر رہے تھے (جس کا انہیں شدید قلق تھا) انہوں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ سے کہا، اللہ کے رسول! پہلی جنگ جو آپ نے مشرکوں سے لڑی، میں اس میں غیر حاضر رہا، البتہ آئندہ اگر اللہ نے مشرکین سے لڑائی کا موقع مجھے عطا فرمایا (اس میں حاضری کی سعادت حاصل ہوگئی) تو میں جو کچھ کروں گا اللہ اسے دیکھے گا (یا دکھائے گا) پس جب احد والا دن ہوا تو مسلمانوں نے (ابتداء میں) اپنے مورچے چھوڑ دیئے اور شکست کھا گئے۔ تو انہوں نے کہا، اے اللہ! ان (پیچھے ہٹنے والے مسلمان) ساتھیوں نے جو کیا ہے، اس سے میں تیری بارگاہ میں معذرت اور ان مشرکین نے جو کچھ کیا ہے، اس سے اظہار براءت کرتا ہوں۔ (یہ کہہ کر) پھر آگے بڑھے، پس ان کا سامنا سعد بن معاذ سے ہوا، تو ان سے کہا، اے سعد بن معاذ! جنت رب کعبہ کی قسم! میں اس کی خوشبو احد پہاڑ سے بھی زیادہ قریب محسوس کر رہا ہوں۔ (یہ کہا اور دشمنوں کی صف میں گھس گئے، حتیٰ کہ عروس شہادت سے ہم کنار ہو گئے) حضرت سعدؓ نے کہا، اے اللہ کے رسول! انہوں نے جو کیا، مجھ سے وہ نہیں ہو سکا۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ ہم نے ان کے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ تلوار کی چوٹیں، نیزے کے نشان یا تیروں کے زخم پائے اور ہم نے انہیں دیکھا کہ وہ قتل ہوئے پڑے ہیں اور مشرکوں نے ان کا مثلہ کر دیا تھا (یعنی آتش غیظ و غضب میں ان کے اعضاء الگ الگ کاٹ دیئے اور ان کا چہرہ بگاڑ دیا تھا) پس (ان کی اس حالت کی وجہ سے)

انہیں کسی نے نہیں پہچانا، صرف ان کی بہن نے انہیں ان کی (انگلیوں) کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت انسؓ نے کہا، ہم دیکھتے یا گمان کرتے تھے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے دیگر حضرات کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے ”مومنوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں، جنہوں نے وہ عہدِ حج کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا“ آخر آیت تک (بخاری و مسلم)

لبرین اللہ یا پر پیش اور راء کے زیر کے ساتھ بھی مروی ہے جس کے معنی ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرمادے گا اور پہلی قراءت (یعنی دونوں پر زبرا) کے معنی واضح ہیں (اللہ دیکھ لے گا)۔ واللہ اعلم۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ﴿من المؤمنین رجال صدقوا﴾ - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشہید۔

۱۰۹۔ فوائد: اس میں صحابہ کرامؓ کے بے مثال شوق شہادت اور ان کے اشتیاق جنت کا بیان ہے۔ (۲) علاوہ ازیں اس میں اپنے طور پر خیر کے کاموں کا اپنے آپ کو پابند کرنے اور پھر اسے پورا کرنے کا استحباب ہے۔

۱۱۰۔ السادس عشر: عن أبي مسعود عُبَيْةَ بْنِ عَمْرِو الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رضي الله عنه قال: لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نَحَامِلُ عَلَى ظُهُورِنَا. فَجَاءَ رَجُلٌ فَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيرٍ فَقَالُوا: مُرَّاءٍ، وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوا: إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ صَاعٍ هَذَا! فَتَرَلْتُ ﴿الَّذِيكَ يَلْمُزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِي لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ [التوبة: ۷۹]۔ متفقٌ عليه [هذا لفظ البخاري]۔ و«نَحَامِلُ» بضم النون، وبالحاء المهملة: أَنِّي يَحْمِلُ أَحَدُنَا عَلَى ظَهْرِهِ بِالْأَجْرَةِ، وَيَتَصَدَّقُ بِهَا.

۱۱ / ۱۱۰۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدقہ کی آیت نازل ہوئی (تو ہماری غرمت کا یہ حال تھا کہ) ہم اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھاتے (یعنی محنت مزدوری کرتے تھے) پس ایک آدمی آیا اور بہت ساری چیز کا صدقہ کیا، تو منافقین نے کہا یہ ریا کار ہے۔ ایک اور شخص آیا، اس نے ایک صاع (چار ماہ یعنی ڈھائی کلو تقریباً) صدقہ کیا، تو انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ اس کے صاع سے بے نیاز ہے (یعنی اتنے سے صدقہ کی اللہ کے ہاں کیا اہمیت ہو سکتی ہے؟) چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی ”وہ لوگ جو خوشی سے صدقہ کرنے والے مومنوں پر عیب لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی طعنہ زنی کرتے ہیں جو اپنی طاقت کے مطابق پاتے ہیں“ (یعنی محنت مزدوری کر کے تھوڑا بہت صدقہ کرتے ہیں) (بخاری و مسلم)



نہال،‘ نون پر پیش اور ہائے مہملہ کے ساتھ۔ یعنی ہمارا ایک آدمی اپنی پشت پر بوجھ اٹھاتا اور اس سے جو اجرت حاصل ہوتی اسے صدقہ کرتا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب «اتقوا النار ولو بشق تمرۃ» - وصحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب الحمل أجرة يتصدق بها، والنهی الشديد عن تنقیص المتصدق بقلیل۔

۱۰۔ فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ہر انسان اپنی طاقت کے مطابق صدقہ کر سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بھی اور تھوڑا سے تھوڑا بھی۔ زیادہ صدقہ کرنے والوں کو ریا کار بتلا کر اور تھوڑا صدقہ کرنے والوں کی تنقیص کر کے انہیں صدقے سے روکنے کی کوشش کرنا، منافقین کا شیوہ ہے۔ اہل ایمان کو منافقین کی ان باتوں کو نظر انداز اور آپس میں ایک دوسرے کے بارے میں ایسی باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

۱۱۔ السابع عشر: عن سعید بن عبد العزيز، ربیعہ بن یزید سے، وہ ابو اور یس خولانی سے، وہ حضرت ابو ذر جندبؓ بن جنادہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو! اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو، سوائے ان کے جن کو میں کھانا عطا کر دوں، پس تم مجھ سے ہی کھانا مانگو، میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب برہنہ ہو، سوائے ان کے جن کو میں پوشاک پہنا دوں، پس تم مجھ سے ہی پوشاک (لباس) مانگو، میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں، پس تم مجھ سے ہی مغفرت (بخشش) طلب کرو، میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم میرے نقصان کو نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور تم میرے نفع کو نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نفع پہنچا سکو (یعنی تم مجھے نقصان یا نفع پہنچانے پر قادر نہیں) اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر، تمہارے انسان اور جنات سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جس

۱۱۔ السابع عشر: عن سعید بن عبد العزيز، ربیعہ بن یزید، عن أبي إدريس الخولاني، عن أبي ذر جندب بن جنادة، رضي الله عنه، عن النبي ﷺ فيما يزوي عن الله تبارك وتعالى أنه قال: «يا عبادي إني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرماً فلا تظالموا، يا عبادي كلُّكم ضالٌّ إلّا من هديته؛ فاستهدوني أهدكم، يا عبادي كلُّكم جائعٌ إلّا من أطعنته؛ فاستطعموني أطعمكم، يا عبادي كلُّكم عارٍ إلّا من كسوته؛ فاستكسروني أكسكم، يا عبادي إنكم تخطئون بالليل والنهار وأنا أغفر الذنوب جميعاً، فاستغفروني أغفر لكم، يا عبادي إنكم لن تبُلُّوا ضرِّي فتضرُّوني، ولن تبُلُّوا نفعي فتنفِّعوني، يا عبادي لو أن أولكم وآخركم، وإنسكم وجنكم، كانوا على أتقى قلب رجل واحد منكم ما زاد ذلك في ملكي شيئاً، يا عبادي لو أن أولكم وآخركم، وإنسكم وجنكم كانوا



کے دل میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ کا ڈر ہے، تو یہ بات میری بادشاہی میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر، تمہارے انسان اور جنات، اس شخص کی طرح ہو جائیں جو تم میں سے سب سے زیادہ فاجر و فاسق ہے تو یہ چیز میری بادشاہی میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے انس و جن سب ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی ہی کمی ہوگی جتنی کسی سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یقیناً تمہارے اعمال ہیں جن کو میں تمہارے لئے گن کر رکھتا ہوں، پھر تمہیں ان کا پورا بدلہ دیتا ہوں، پس جو بھلائی پائے، وہ اللہ کی حمد کرے اور جو اس کے علاوہ پائے، پس وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔ سعید بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں کہ ابو اور لیس خولانی جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑتے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے اور ہم نے امام احمدؒ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا، اہل شام کے پاس اس سے زیادہ فضیلت والی حدیث نہیں ہے۔)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحريم الظلم۔

۱۱۔ فوائد: اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت کا بیان ہے۔ اس لئے ہر چیز صرف اسی سے مانگی جائے۔ ہدایت سے لے کر رزق تک، ہر چیز کے خزانے اسی کے پاس ہیں اور خزانے بھی ایسے بے پایاں کہ جن میں کبھی کمی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس کی بادشاہی اور حکمرانی بھی اتنی مضبوط ہے کہ تمام کائنات کی مخالفت یا حمایت، اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اس لئے انسان کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اللہ کا ہو کر رہے اور اسی سے دعا و استغفار اور طلب حاجت کرے۔

۱۲۔ آخری عمر میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں

کرنے کی ترغیب دینے کا بیان

۱۲۔ بَابُ النَّحْتِ عَلَى الْإِزْدِيَادِ مِنَ

النَّخِيرِ فِي آوَاخِرِ الْعُمْرِ

قال الله تعالى: ﴿أُولَئِكَ نَعْمَرُكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمْ أَلْتَذِذُ﴾ [فاطر: ٣٧] قال ابن عباس، والمُحَقِّقُونَ: معناه: أُولَئِكَ نَعْمَرُكُمْ سِتِّينَ سَنَةً؟ وَيُؤَيِّدُهُ الْحَدِيثُ الَّذِي سَنَذْكُرُهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى، وَقِيلَ: معناه: ثمانِي عَشْرَةَ سَنَةً، وَقِيلَ: أَرْبَعِينَ سَنَةً. قَالَهُ الْحَسَنُ وَالْكَلْبِيُّ وَمَسْرُوقٌ، وَنَقَلَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا. وَنَقَلُوا أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ كَانُوا إِذَا بَلَغَ أَحَدُهُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً تَفَرَّغَ لِلْعِبَادَةِ. وَقِيلَ: هُوَ الْبُلُوغُ.

وقوله تعالى: ﴿وَجَاءَكُمْ أَلْتَذِذُ﴾ قال ابن عباس والجمهور: هُوَ النَّبِيُّ ﷺ، وَقِيلَ: الشَّيْبُ. قَالَهُ عِكْرِمَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُمَا. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

حضرت ابن عباسؓ اور محققین کے نزدیک اس کے معنی ہیں، کیا ہم نے تمہیں ساٹھ سال کی عمر نہیں دی تھی؟ اور اس معنی کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے ہم آگے ذکر کریں گے۔ بعض نے اس کے معنی اٹھارہ سال اور بعض نے چالیس سال کئے ہیں۔ یہ قول حضرت حسن بصری (متوفی ۱۱۰ھ) کلبی (محمد بن سائب متوفی ۱۳۶ھ) اور امام مسروق (متوفی ۶۳ھ) کا ہے اور یہ قول ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے اور انہوں نے نقل کیا ہے کہ اہل مدینہ میں سے جب کوئی چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا تو وہ اپنے آپ کو عبادت کے لئے فارغ کر لیتا اور بعض کے نزدیک اس سے مراد بلوغت کی عمر ہے (عمر بلوغت اکثر ائمہ کے نزدیک ۱۵ سال ہے اور بعض کے نزدیک، جب احتلام آنا شروع ہو جائے)۔

اور اللہ کا قول "اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا" حضرت ابن عباسؓ اور جمہور نے کہا ہے کہ اس سے مراد نبی ﷺ ہیں اور عکرمہؓ (متوفی ۱۰۵ھ) اور ابن عیینہ (متوفی ۱۹۸ھ) وغیرہما کے نزدیک اس کے معنی بڑھاپے کے ہیں۔ واللہ اعلم۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ:

۱۱۲ - فالأول: عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «أَعَذَّرَ اللَّهُ إِلَى أَمْرِي أَخْرَجَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. قال العلماء معناه:

لَمْ يَنْزِلْ لَهُ عَذْرًا إِذْ أَمَّهَلَهُ هَذِهِ الْمُدَّةَ. علماء نے کہا ہے، اس کے معنی ہیں، جب اس کو اتنی مدت تک مہلت دے دی تو اس کے لئے کوئی عذر نہیں چھوڑا۔  
أَعَذَّرَ الرَّجُلُ إِذَا بَلَغَ الْغَايَةَ فِي الْعُذْرِ.

اعذر الرجل، اس وقت کہا جاتا ہے، جب وہ عذر میں انتہا کو پہنچ جائے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنة فقد أعذر الله إليه في العمر.

۱۱۳- نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے بغیر کسی فرد یا قوم کو سزا نہیں دیتا۔ دوسرا، یہ معلوم ہوا کہ جس کو ساٹھ سال کی عمر ملی، لیکن ایمان کے تقاضے پورے کرنے سے وہ غافل رہا، تو اللہ کے عذاب سے چھٹکارے کے لئے اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا جسے وہ پیش کر سکے۔ (۳) ساٹھ سال کی عمر کے بعد انسان کو غفلت شعاری سے باز آجانا چاہئے، کیونکہ اس کے بعد موت کا وقت قریب آجاتا ہے، موت تو اگرچہ جوانی میں بھی آسکتی ہے، تاہم جوانی میں انسان کو پھر بھی زندگی کی امید ہوتی ہے۔ لیکن ساٹھ سال کے بعد امید زندگی اور پھر بدستور فق و فجور اور اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب، تو نہایت ہی خطرناک ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

۱۱۳ - الثاني: عن ابن عباس، رضي الله عنهما، قال: كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاحَ بَذَرٍ، فَكَانَ بَعْضُهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ: لِمَ يَدْخُلُ هَذَا مَعَنَا وَلَكِنَّا أَبْنَاءُ مِثْلِهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ! فِدَعَانِي ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَنِي مَعَهُمْ، فَمَا رَأَيْتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ [النصر: ۱]، فقال بعضهم: أَمَرْنَا نَحْمَدُ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرُهُ إِذَا نَصَرَنَا وَفَتَحَ عَلَيْنَا. وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. فَقَالَ لِي: أَكْذَلِكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ: لَا، قَالَ: فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَغْلَمَهُ لَهُ قَالَ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ وذلك علامة أَجَلِكَ

۱۱۳/۲ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ مجھے بدر میں شریک ہونے والے بزرگ صحابہ کے ساتھ، اپنی مجلس میں شریک فرماتے، ان میں سے بعض نے گویا اس بات پر ناگواری محسوس کی اور کہا کہ یہ ہمارے ساتھ کیوں شریک مجلس ہوتا ہے، جب اس جیسے (یعنی اس کے ہم عمر) ہمارے بیٹے بھی ہیں؟ (جن کو بارگاہ خلافت میں بازیابی کا موقعہ نہیں دیا جاتا) حضرت عمرؓ نے فرمایا، ابن عباسؓ کی حیثیت و مرتبہ کو تم جانتے ہی ہو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک دن مجھے بلایا اور مجھے ان شیوخ بدر کے ساتھ اپنی مجلس میں شریک کیا اور میرا خیال ہے کہ اس دن مجھے بلانے کا مقصد ہی ان کو (میری حیثیت) دکھانا تھا۔ حضرت عمرؓ نے (بطور امتحان) شرکاء مجلس سے کہا، تم اللہ کے اس قول کے۔ جب اللہ کی مدد اور اس کی فتح آجائے۔۔۔ معنی و مطلب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ بعض نے کہا، اس میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب اللہ ہماری مدد فرمائے اور ہمیں

فتح سے سرفراز کر دے تو ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں۔ اور بعض ان میں سے خاموش رہے، کچھ جواب نہیں دیا۔ پس حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا، ابن عباس! تو بھی اسی طرح کہتا ہے؟ میں نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا، پھر تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا، اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی موت ہے جس کی اطلاع اللہ نے آپ کو دی ہے۔ اذاجاء نصر اللہ والفتح، یہ آپ کی موت کی علامت ہے، اللہ نے فرمایا، جب یہ فتح و نصرت آجائے، تو اے پیغمبر! اپنے رب کی تسبیح اس کی خویوں کے ساتھ بیان کر اور اس سے اپنی لغزشوں کی معافی مانگ، یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، اس کی بابت میرا علم بھی وہی ہے جو تو بیان کر رہا ہے۔ (بخاری)

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَأَسْتَغْفِرْهُ إِنَّكَ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر: ۳]، فقال عمر رضي الله عنه: ما أعلم منها إلا ما تقول. رواه البخاري.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ﴾ وکتاب الانبیاء، باب علامات النبوة فی الإسلام - وسنن الترمذی، أبواب التفسیر، تفسیر سورة الفتح۔  
۱۱۳- فوائد: انسان کی قدر و قیمت، محض عمر کی زیادتی سے نہیں، بلکہ عقل و فہم اور علم و شعور سے ہوتی ہے۔ اس لئے ایک خورد سال بچہ بھی اپنے حسن فہم اور وسعت علم کی وجہ سے اپنے زمانے کے بزرگوں کے مقابلے میں سبقت و فضیلت حاصل کر سکتا ہے۔ (۲) انسان کی موت کا وقت جب قریب آجائے تو انسان کو چاہئے کہ اللہ کی تسبیح و تحمید اور استغفار کی کثرت کرے۔

۱۱۴ - الثالث: عن عائشة رضي الله عنها قالت: ما صَلَّى رسولُ الله ﷺ صلاةَ بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ إِلَّا يَقُولُ فِيهَا: «سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» متفق عليه.

۱۱۳ / ۳ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اذاجاء نصر اللہ والفتح کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی ہر نماز میں یہ ضرور پڑھتے تھے، سبحانک ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی (پاک ہے تو اے ہمارے رب، اپنی خویوں کے ساتھ، اے اللہ! مجھے بخش دے) (بخاری و مسلم)

وفي رواية في الصحيحين عنها: كان رسولُ الله ﷺ يَكْثُرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا» اور صحيحين (بخاری و مسلم) کی ایک اور روایت عائشہؓ میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ قرآن کی تاویل کرتے ہوئے اپنے رکوع اور سجدوں میں اکثر سبحانک

اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفر لي پڑھتے تھے۔

قرآن کی تاویل کرتے ہوئے کا مطلب ہے، قرآن کے حکم پر عمل کرتے ہوئے، جو اس آیت میں ہے فسبح بحمد ربك واستغفره

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ اپنی موت سے قبل اکثر یہ پڑھا کرتے تھے، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، میں نے کہا، یا رسول اللہ! یہ کیا کلمات ہیں جن کو پڑھتے ہوئے میں آپ کو دیکھتی ہوں؟ آپ نے فرمایا، میرے لئے میری امت میں ایک علامت مقرر کی گئی ہے، جب میں اسے دیکھوں تو میں وہ کلمات پڑھوں اذ جاء نصر الله والفتح آخر سورت تک۔

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ اکثر یہ پڑھا کرتے تھے سبحان الله وبحمده استغفر الله واتوب اليه۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، میں نے کہا، یا رسول اللہ! آپ کو اکثر میں یہ دعا پڑھتے ہوئے دیکھتی ہوں، سبحان الله وبحمده.....؟ آپ نے فرمایا، مجھے میرے رب نے خبر دی ہے کہ میں اپنی امت میں ایک علامت دیکھوں گا، جب میں وہ دیکھوں، تو کثرت سے یہ پڑھوں سبحان الله وبحمده استغفر الله واتوب اليه، پس تحقیق وہ علامت میں نے دیکھ لی ہے۔ اذ جاء نصر الله والفتح۔ یعنی فتح مکہ اور وراثت الناس يدخلون في دين الله افواجا یعنی لوگوں کا فوج در فوج اسلام میں داخل ہونا (اس لئے فسبح بحمد ربك کے مطابق میں کثرت سے تسبیح و تحمید اور استغفار کرتا ہوں)

وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ. معنی: «يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ» أَيْ: يَعْمَلُ مَا أَمَرَ بِهِ فِي الْقُرْآنِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾.

وفي رواية لمسلم: كان رسول الله ﷺ يَكْثُرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ». قالت عائشة: قلت: يا رسول الله! ما هذه الكلمات التي أَرَاكَ أَحْدِثُهَا تَقُولُهَا؟ قال: «جُعِلَتْ لِي علامة في أُمِّي إِذَا رَأَيْتُهَا قُلْتُهَا ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ».

وفي رواية له: كان رسول الله ﷺ يَكْثُرُ مِنْ قَوْلٍ: «سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ. اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ». قالت: قلت: يا رسول الله! أَرَاكَ تَكْثُرُ مِنْ قَوْلٍ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ؟ فقال: «أَخْبَرَنِي رَبِّي أَنِّي سَأَرَى عِلَامَةً فِي أُمِّي فَإِذَا رَأَيْتُهَا أَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلٍ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ؛ فَقَدْ رَأَيْتُهَا: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتَحَ مَكَّةَ، ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾ فَسَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّكُمْ كَانُوا آبَاءً».

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ﴾ وکتاب الأذان، باب الدعاء فی الركوع، وباب التسیب والدعاء فی السجود، وکتاب المغازی، باب منزل النبی ﷺ یوم الفتح - وصحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب ما یقال فی الركوع والسجود.

۱۱۴- **فوائد:** رکوع اور سجدے میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کی بجائے 'سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی' پڑھنے کا استحباب و امتحان۔ (۲) اللہ کی طرف سے نعت حاصل ہونے پر اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

۱۱۵ - الرابع: عن أنس رضي الله عنه قال: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَابَعَ الْوَحْيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ وَفَاتِهِ، حَتَّى تُوَفِّيَ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ. متفق عليه.

۱۱۵/۴ - حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے (کچھ عرصہ) قبل پے در پے وحی نازل فرمائی، یہاں تک کہ آپ کی وفات کے وقت آپ پر پہلے سے کہیں زیادہ وحی نازل ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزول الوحي وأول ما نزل - وصحیح مسلم، أوائل کتاب التفسیر.

۱۱۵- **فوائد:** نبی ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں نزول وحی کی کثرت، اس بات کی علامت تھی کہ اب آپ دنیا سے تشریف لے جانے والے ہیں۔

۱۱۶ - الخامس: عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «يَبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ» رواه مسلم.

۱۱۶/۵ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہر بندے کو (قیامت والے دن) اسی حالت پر کُلَّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ رواہ مسلم۔ اٹھایا جائے گا جس پر اس کی موت آئی ہوگی، (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب إثبات الحساب.

۱۱۶- **فوائد:** اس کا وہی مفہوم ہے جو انما الاعمال بالحوالیم کا ہے۔ یعنی اگر انسان کی موت، نیکیاں کرتے ہوئے آئے گی تو اس کا انجام بھی نیک ہو گا اور اگر اس کے برعکس موت برائیاں کرتے ہوئے آئے گی تو انجام بھی برا ہو گا۔ اس لئے انسان کو ہر وقت، بالخصوص بڑھاپے اور بیماری میں اللہ کی نافرمانیوں سے بچ کر رہنا چاہئے۔ کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں کہ کس وقت وہ انسان کو اپنے شکم میں کس لے۔

۱۲- **باب فِي بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ** ۱۳- اس بات کے بیان میں کہ نیکی اور

بھلائی کے راستے بہت ہیں

قال الله تعالى: ﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ [البقرة: ۲۱۵]،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تم جو بھلائی بھی کرو گے، اللہ اسے جاننے والا ہے۔

اور فرمایا: اور تم جو بھلائی بھی کرتے ہو، اللہ اسے جانتا

اللَّهُ ﴿ [البقرة: ۱۹۷] ، وقال تعالى: ﴿ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴾ ﴿ [الزلزلة: ۷] ، وقال تعالى: ﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ﴾ [الجاثية: ۱۵]

ہے۔ اور فرمایا: جو شخص ایک ذرے کے برابر بھی کوئی بھلائی کرے گا، وہ اسے (قیامت والے دن) دیکھ لے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے نیک عمل کیا، پس اس کے اپنے نفس کے لئے ہے۔

اور اس باب میں بہت سی آیات ہیں۔ جہاں تک احادیث کا تعلق ہے، تو وہ بھی بہت ہیں، جن کا شمار ہی نہیں، ہم ان میں سے چند ایک کا ذکر کریں گے۔

۱/ ۷۷ - حضرت ابو ذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ پر ایمان رکھنا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔ میں نے کہا، کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، جو اپنے مالک کی نظروں میں سب سے زیادہ عمدہ اور زیادہ قیمتی ہو۔ میں نے کہا، اگر میں یہ نہ کر سکوں؟ آپ نے فرمایا، کسی کاریگر کی مدد کر دیا بے ہنر کا کام کر دو۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ! یہ بتلائیں، اگر میں یہ بعض عمل کرنے سے بھی عاجز رہوں؟ فرمایا، تم لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھو، یہ بھی تمہارا اپنے نفس پر صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

الصانع، یہ صاومہ کے ساتھ ہی مشہور ہے اور یہ صاومہ کے ساتھ بھی مروی ہے یعنی ضائعاً جو غربت یا عیال داری اور اسی قسم کی دیگر کسی وجہ سے پریشان حال ہو اور اخرق (بے ہنر یا بے سلیقہ) وہ شخص ہے جو اپنے مطلوبہ فعل کو اچھے طریقے سے نہ کر سکے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العتق، باب آئی الرقاب افضل؟ - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون الإیمان باللہ افضل الأعمال۔

۷۷- فوائد: حدیث سے جہاد اور غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت، اسی طرح دوسروں کے ساتھ ہمدردی و تعاون

والآیات فی الباب کثیرہ۔  
وأما الأحادیث فکثیرہ جداً، وہی غیر منحصرہ، فنذكر طرفاً منها:

۱۱۷ - الأول: عن أبي ذر جُنْدُب بن جُنَادَةَ رضي الله عنه قال: قلت: يا رسول الله! أيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قال: «الإيمان بالله، والجهاد في سبيله» قلت: أيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قال: «أنفسها عند أهلها، وأكثرها ثمنًا»، قلت: فإن لم أفعل. قال: «تعين صانعاً أو تصنع لأخرق»، قلت: يا رسول الله! أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ؟ قال: تَكْفُفُ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ». متفق عليه. «الصَّانِعُ» بالصَّادِ المهملة هذا هو المشهور، وَرَوَى «ضَائِعاً» بالمعجمة: أي ذَا ضَيَاعٍ مِنْ فَقْرٍ أَوْ عِيَالٍ، ونحو ذلك، وَ«الْأَخْرَقُ»: الَّذِي لَا يُتَّقَنُ مَا يُحَاوِلُ فِعْلَهُ.



کی اہمیت واضح ہے۔ علاوہ ازیں دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب بھی اجر میں صدقہ و احسان سے کم نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان باللہ، قبولیت اور صحت اعمال کے لئے بنیاد ہے اور عمل ایمان کا پھل ہے۔ ایمان کے بغیر عند اللہ کوئی عمل مقبول نہیں۔

۱۱۸/۲ - یہ بھی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر صبح کو ایک صدقہ (ضروری) ہے۔ پس ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے، ہر تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے، ہر تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) صدقہ ہے اور ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کاموں سے وہ دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں جو انسان چاشت کے وقت پڑھے۔ (مسلم)

السلامی، سین مہملہ کے پیش اور تخفیف لام اور ميم کے فتح کے ساتھ معنی ہیں، جوڑ۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف۔

۱۱۸ نواد: انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ ان جوڑوں کی وجہ سے ہی انسان ہر طرح کی حرکت اور ہر قسم کا کام کرنے پر قادر ہے۔ اگر یہ جسم بے جوڑ ہوتا تو انسان کے لئے اٹھنا، بیٹھنا، لیٹنا، حرکت کرنا اور مختلف کاموں کے لئے اعضاء کا استعمال ناممکن ہوتا۔ اس لحاظ سے ہر جوڑ اللہ کی ایک نعمت ہے جس کا شکر ادا کرنا انسان پر واجب ہے۔ یہ اللہ کا دوسرا فضل ہے کہ اس نے ان نعمتوں پر شکر کی ادائیگی کا نہایت آسان طریقہ بھی بتلادیا، جو غریب سے غریب انسان بھی اختیار کر سکتا ہے اور وہ تسبیح و تحمید اور تکبیر تہلیل کا کہنا اور نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا وغیرہ ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو طلوع شمس کے بعد سے زوال شمس تک کے درمیانی وقفے میں کسی وقت بھی دو رکعت پڑھ لے۔ زیادہ پڑھنا چاہے تو آٹھ رکعت تک (دو دو کر کے) پڑھ سکتا ہے۔

۱۱۹/۳ - انہی ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم

۱۱۹ - الثَّالِثُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنًا وَسَيِّئًا، فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَدَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ،

ﷺ نے فرمایا، مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے عمل پیش کئے گئے، پس میں نے اس کے اچھے اعمال میں، راستے سے تکلیف دہ چیز (پتھر، کانٹا وغیرہ) کا ہٹانا بھی پایا اور اس کے برے اعمال میں وہ تھوک پایا جو مسجد میں (تھوکا گیا) ہو اور اس پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو (یہ اس اعتبار

وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا التَّخَاعُفَ مَثِي فِي دَبَائِنِهِ مِنْ اس كَاوُجُو خْتَمُ هُو جَاتَا تَهَا اَاج كَل تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ» رواه مسلم .  
 کے اعتبار سے اسے کپڑے یا پانی سے صاف کرنا ضروری ہے (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن البصاق فی المسجد فی الصلوة وغیرها.

۱۱۹- فواللہ اللہ تعالیٰ نے چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی، جس میں لوگوں کا فائدہ یا نقصان سے بچاؤ ہو، اعمال خیر میں شمار کیا ہے اور جو اس کے برعکس ہو، چاہے کتنا بھی معمولی ہو، اسے شر میں شمار کیا ہے۔ جس سے یہ ترغیب ملتی ہے کہ انسان کو ہمیشہ بھلے کام کرنے چاہئیں تاکہ اسے اللہ کی رضا مندی حاصل ہو اور برے کاموں سے اجتناب ضروری ہے تاکہ وہ اللہ کے غضب و عتاب سے محفوظ رہے۔ (۲) مسجد کی صفائی کا اہتمام اور اس کے ادب کے منافی کاموں سے گریز کیا جائے، جیسے تھوکنے وغیرہ اور یہ پڑا ہوا تو اس کو صاف کر دینے کا حکم ہے۔

۱۲۰ - الرابع عنه: أَنَّ نَاسًا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأَجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ قَال: أَوْلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ بِهِ: إِنَّ بِكُلِّ تَنْبِيحِ صَدَقَةٍ، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٍ، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٍ وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٍ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَفِي بَضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتُهُ، وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَال: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ وَزْرٌ؟ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ». رواه مسلم. «الدُّثُورُ» بالثاء المثناة: الأموال، واحِدُهَا: دَثْرٌ.

۱۲۰ / ۳ - انہی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کچھ لوگوں نے بارگاہ رسالت میں آکر عرض کیا، یا رسول اللہ! مال دار لوگ ہی زیادہ اجر لے گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں (اور ہم سے زائد کام یہ کرتے ہیں کہ) اپنے فاضل مالوں سے صدقہ و خیرات کرتے ہیں (اور یوں ہم سے زیادہ اجر حاصل کر لیتے ہیں) آپ نے ارشاد فرمایا، کیا اللہ نے تمہارے لئے ایسی چیزیں نہیں بنائیں کہ تم ان کا صدقہ کرو؟ بے شک ہر سچا اللہ کتنا صدقہ ہے، ہر اللہ اکبر کتنا صدقہ ہے، ہر الحمد للہ کتنا صدقہ ہے، ہر لا الہ الا اللہ کتنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور تمہاری اپنی شرم گاہ (کی حفاظت) بھی صدقہ ہے۔ انہوں نے سوال کیا، ہم میں سے ایک شخص (شرم گاہ کے ذریعے سے) اپنی جنسی شہوت پورے کرے، کیا اس میں بھی اس کے لئے اجر ہے؟ آپ نے فرمایا، بھلا بتلاؤ! اگر وہ اپنی شہوت حرام جگہ سے پوری (بدکاری) کرے، تو اسے گناہ ہو گا؟ (یقیناً ہو گا) پس اسی طرح وہ حلال طریقے سے اپنی شہوت

پوری کرے گا تو اسے اجر ملے گا۔ (مسلم)  
 الدنور، ثلثہ ثلثہ (تین نفلوں والی ثاء) کے ساتھ،  
 اس کے معنی اموال کے ہیں اس کا واحد دثر ہے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف.

۱۳۰- فوائد: اس میں ایک تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس جذبے کا بیان ہے جو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھ کر کرنے کا ان کے اندر موجود تھا اور اسی حساب سے نیکی میں تقصیر سے انہیں رنج و ملال محسوس ہوتا تھا۔ دوسرا، اس سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام میں نیکی کا مفہوم بڑا وسیع ہے اور اس میں ہر وہ عمل آجاتا ہے (بشرطیکہ اس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو) جو اچھی نیت اور اچھے ارادے سے کیا جائے، حتیٰ کہ فطری عادات کی تکمیل پر بھی (جو مباح کے دائرے میں ہوں) اجر ملتا ہے، بلکہ اگر مقصود اللہ کی اطاعت اور امتثال امر (احکام کی تعمیل) ہو تو ترک معصیت بھی، فعل طاعت کی طرح، باعث اجر ہے۔

۲۲۱ - الخامس: عنه قال: قال لي النبي صلى الله عليه وآله وسلم: «لَا تَخْفَرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنَّ تَلَقَّى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلِيقٍ» رواه مسلم.

۵/ ۱۳۱ - انہی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیکی کے کس بھی کام کو حقیر مت سمجھنا، اگرچہ تو اپنے (مسلمان) بھائی کو خندہ روئی کے ساتھ ملے (یعنی مسکراتے ہوئے ملنا بھی نیکی ہے) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب استحباب طلاق الوجه عند اللقاء.

۱۳۱- فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ خندہ روئی سے ملنا بھی نیکی ہے، کیونکہ ایک تو یہ انسان کے حسن اخلاق کی دلیل ہے۔ دوسرے، اس سے مسلمانوں کے درمیان محبت و الفت پیدا ہوتی ہے جو مطلوب و محبوب عمل ہے۔

۱۲۲ - السادس: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «كُلُّ سَلَامَةٍ مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ، فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتَمِيطُ الْأَدَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، متفق عليه. ورواه مسلم أيضاً من رواية عائشة رضي الله عنها

۶/ ۱۳۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، لوگوں کے ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ کرنا (واجب) ہے۔ (اور صدقہ صرف مال کا خرچ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ) تیرا دو آدمیوں کے درمیان انصاف کر دینا بھی صدقہ ہے، کسی آدمی کو اس کی سواری پر بٹھانے میں یا اس کا سامان اٹھا کر اس پر رکھوانے میں اس کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے، اچھی بات کرنا صدقہ ہے، ہر اس قدم میں، جس سے چل کر تو نماز کی طرف جائے صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے،

قالت: قال رسول الله ﷺ: «إِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتَيْنِ وَثَلَاثِمِائَةِ مَفْصِلٍ، فَمَنْ كَبَّرَ اللَّهَ، وَحَمِدَ اللَّهَ، وَهَلَّلَ اللَّهَ، وَسَبَّحَ اللَّهَ، وَاسْتَغْفَرَ اللَّهَ، وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ، أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ، عَدَدَ السَّتَيْنِ وَالثَّلَاثِمِائَةِ، فَلَهُ يُمْسِي يَوْمًا وَقَدْ زَحَرَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ».

(بخاری و مسلم)

اور اس کو امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہؓ سے بھی روایت کیا ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بنی آدم میں سے ہر انسان کی تخلیق تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہوئی ہے، پس جس نے اللہ اکبر کہا، الحمد للہ کہا لا الہ الا اللہ کہا، سبحان اللہ کہا، استغفر اللہ کہا، راستے سے کوئی پتھر ہٹایا، یا کوئی کانٹا یا ہڈی راستے سے دور کر دی، یا کسی نیکی کا حکم دیا، یا کسی برائی سے روکا، تین سو ساٹھ کی تعداد میں وہ مذکورہ کام کرے، تو وہ اس دن اس حالت میں شام کرتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کو جنم کی آگ سے دور کر لیا ہوتا ہے۔ (بعض نسخوں میں یمسی کی بجائے یمشی ہے، جس کے معنی ہیں، زمین پر چلتا ہے)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب فضل الإصلاح بین الناس والعدل بینہم، وکتاب الجہاد، باب فضل من حمل متاع صاحبه فی السفر - وصحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب بیان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف.

۱۲۲- **فوائد:** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جس کے پاس صدقہ و خیرات کی استطاعت نہ ہو تو وہ مذکورہ افعال کے ذریعے سے صدقہ و خیرات کا ثواب حاصل کر سکتا ہے نیز اپنے جوڑوں کا صدقہ دے سکتا ہے۔

۱۲۳ - السابع: عنه عن النبي ﷺ قال: «مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ، أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَزْلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ» متفق عليه. «النَّزْلُ»: الْقَوْتُ وَالرِّزْقُ وَمَا يُهَيَّأُ لِلضَّيْفِ.

۷/ ۱۲۳ - انہی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کو یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں، جب بھی وہ صبح یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے، مسمانی تیار کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

النزل کے معنی ہیں، خوراک، روزی اور وہ چیز جو مہمان کے لئے تیار کی جاتی ہے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل من غدا إلى المسجد ومن راح - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشي إلى الصلوة تحمي به الخطايا...

۱۲۳- **فوائد:** اس میں مسجد میں جانے کی اور نماز باجماعت پڑھنے کی ترغیب ہے۔

۱۲۴ - الثامن: عنه قال: قال ۸/ ۱۲۳ - انہی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

رسولُ اللہ ﷺ: «يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِحَارَتِهَا وَلَوْ فَرَسَنَ شَاةٍ» متفق عليه. قال الجوهري: الْفَرَسَنُ مِنَ الْبُعِيرِ: كَالْحَافِرِ مِنَ الدَّائِبَةِ، قَالَ: وَرُبَّمَا اسْتَعِيرَ فِي الشَّاةِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی عورتو! کوئی پڑوسن، اپنی پڑوسن (کے ہدیے) کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ وہ بکری کا کھری ہو (یعنی نہایت معمولی سے ہدیے پر بھی ناک بھوں نہ چڑھائے) (بخاری و مسلم)

جوہری نے کہا ہے کہ فرسن، اصل میں اونٹ کے کھر کو کہا جاتا ہے، جیسے جانور کے کھر کو حافر کہتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ یہ (فرن) بکری کے کھر کے لئے بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، أوائل کتاب الہبة، و کتاب الأدب، باب "لا تحقرن جارة لجارته" - وصحيح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب الحث علی الصدقة ولو بالقليل، ولا تمنع من القليل لاحتراره.

۱۲۳۔ فوائد: کسی کے ہدیے کو حقیر نہ سمجھا جائے، کیونکہ اگر وہ اخلاص سے بھیجا گیا ہو گا تو تھوڑا ہونے کے باوجود وہ عند اللہ بڑا ہو گا۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لئے ہدیہ بھیجنے کو حقیر نہ سمجھے، خواہ بکری کی کھری ہی ہو۔ یعنی اس کے ہدیہ بھیجنے کو بھی معمولی خیال نہ کرے۔

۱۲۵۔ التاسع: عنه عن النبي ﷺ ۱۲۵/۹۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کی ستریا ساٹھ سے کچھ اوپر شایع ہیں، ان میں سب سے افضل، لا الہ الا اللہ، کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ، راستے سے تکلیف دہ چیز (پتھر، کاٹنا وغیرہ) کا ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (بخاری و مسلم)

بضع، کالفظ تین سے نو تک کے عدد کے لئے بولا جاتا ہے اور یہ باء کے زیر کے ساتھ ہے اور کبھی زیر سے بھی پڑھ لیا جاتا ہے۔ شعبہ، بمعنی حصہ اور ٹکڑا ہے۔

«البضع» من ثلاثة إلى تسعة، بكسر الباء وقد تفتَح. وَ«الشَّعْبَةُ»: الْقِطْعَةُ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب أمور الایمان - وصحيح مسلم، کتاب الایمان، باب شعب الایمان.

۱۲۵۔ فوائد: ایمان کے عمل کے حساب سے مختلف مراتب ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان اور عمل لازم و ملزوم ہیں۔ (۲) حیاء کی فضیلت و اہمیت بھی اس سے واضح ہے، کیونکہ حیاء انسان کو گناہوں سے روکتی اور نیکیوں پر آمادہ کرتی ہے۔

۱۰/۱۲۶ - انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک وقت آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اس نے ایک کنواں پایا، پس اس میں اتر کر اس نے پانی پیا، پھر باہر نکل آیا، وہیں ایک کتا تھا جو پیاس کے مارے زبان باہر نکالے (ہانچتے ہوئے) کچھ چٹ رہا تھا پس اس آدمی نے (دل میں) کہا، اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس نے ستایا ہے جس طرح میں اس کی شدت سے بے حال ہو گیا تھا، چنانچہ وہ (دوبارہ) کنویں میں اتر آیا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اسے اپنے منہ سے پکڑے اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل اور جذبے کی قدر کی اور اسے معاف فرمادیا۔ (یہ سن کر) صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا ہمارے لئے چوپایوں (پر تر کھانے) میں بھی اجر ہے؟ آپ نے فرمایا، (ہاں) ہر تر جگر والے (جاندار کی خدمت اور دیکھ بھال) میں اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے عمل کی قدر کی، پس اسے بخش دیا اور جنت میں داخل کر دیا۔

۱۲۶ - العاشر: عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ، يَأْكُلُ التُّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلَ الَّذِي كَانَ قَدْ بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِيَمِينِهِ، حَتَّى رَفَعِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ: «فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ للبخاري: «فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ، فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ». وفي روايةٍ لهما: «بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَاهُ بَغِيٌّ مِنْ بَعَائِيَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَنَزَعَتْ مَوْقَهَا فَاسْتَقَتْ لَهُ بِهِ، فَسَقَتْهُ فَغَفَرَ لَهَا بِهِ». «الْمَوْقُ»: الْخُفُّ. وَ«يُطِيفُ»: يَدُورُ حَوْلَ «رَكِيَّةٍ» وَهِيَ الْبئْرُ.

اور ان دونوں کی ایک روایت میں ہے۔ ایک وقت ایک کتا کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا، اسے پیاس مارے دے رہی تھی، کہ اچانک اسے بنی اسرائیل کی فاحش عورتوں میں سے ایک بدکار عورت نے دیکھا، بس اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کے ذریعے سے اس نے اس کے لئے (کنویں سے) پانی کھینچا اور اسے پلا دیا، پس اس کے اس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا گیا۔

الموق، موزہ، طیف، کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا۔

رکیہ، کنواں

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الشرب، باب فضل سقی الماء، وکتاب المظالم، باب